www.zikar.com

تحقیق کامیاب ہوا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے خاک میں ملا دیا (القرآن)

Hafiz Ubaidullah [illegible]

سہ ماہی

الطاہر

AT-TAHIR

حیدر آباد

HYDERABAD

www.zikar.com جماعت اصلاح المسلمین

جشنِ بہاراں

پھر جشنِ بہاراں آیا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ
پھر اپنا مقدر چمکا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

اب گلشن گلشن بکھریں گے نغمات فضاؤں پر ہر سُو
کیا کیف فضا پر چھایا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

قندیل کی زینت بن کے رہا جو عرش معلی پر برسوں
وہ نور زمیں پر آیا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

جو رحمت و برکت والا ہے جو عظمت و رفعت والا ہے
ہم نے وہ مہینہ پایا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر بارہ ربیع الاوّل کو نورانی فضاؤں سے اکثر
اک نور اترتا پایا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

جس رخ سے بھی دیکھو آئے گا نورانی قدِ رعنا ان کا
یہ میرے نبی ﷺ کا سراپا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر سانس رہینِ حمد و ثناء ہر گام شریف اب سُوئے فنا
اپنا تو یہ ہی سرمایہ ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

شریف امروہوی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

سہ ماہی
الطّاہر
حیدرآباد
شمارہ نمبر 26

جون 2001ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

سرپرست اعلیٰ:
سیدی ومرشدی خواجہ محمد طاہر مدظلہ العالی

مدیر اعلیٰ:
حبیب الرحمٰن گبول طاہری

اس شمارے میں

نمبر	مضامین	تحریر	صفحہ
۱-	اداریہ	مدیر کے قلم سے	۴
۲-	درس قرآن	مولانا حبیب الرحمٰن گبول	۵
۳-	درسِ حدیث	مولانا عبدالقدیر شیخ	۱۱
۴-	ذکر ظہور مصطفیٰ ﷺ	محمد اسلم رضوی	۱۷
۵-	سفرنامہ حجاز	مولانا حبیب الرحمٰن گبول	۲۱
۶-	درسِ مثنوی	مولانا محمد اسماعیل	۲۴
۷-	اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	مولوی غلام رسول طاہری	۲۵
۸-	ذکر	مولانا منیر احمد خلیلی	۳۶
۹-	قرآن حکیم اور ماحولیات	رشید گل	۴۲
۱۰-	الطاہر اوپن فورم	قارئین	۴۵
۱۱-	عرس مبارک کا آنکھوں دیکھا حال	مختار احمد	۴۸
۱۲-	سیدی ومرشدی کا دورہ پنجاب	ادارہ	۵۰
۱۳-	خبرنامہ	ادارہ	۵۲
۱۴-	گلہائے رنگ رنگ	ادارہ	۵۹
۱۵-	کوچۂ یار میں	شکیل احمد طاہری	۶۲
۱۶-	بزم الطاہر	ادارہ	۶۳
۱۷-	انعامی سلسلے	ادارہ	۶۵

مدیر مسئول
مفتی عبدالرحیم طاہری

مدیر معاون
ڈاکٹر غلام یاسین طاہری

نائب مدیر
مختار احمد کھوکھر

مدیر اعزازی
ڈاکٹر منور حسین بھرگڑی

سرکیولیشن مینیجر
سید خالد محمود

مجلس مشاورت
شیخ محمد اقبال لاسی
مظہر حسین چنہ
مرزا شمیم الدین
شیر دین طاہری

ترسیل زر کا پتہ
خالد محمود
مکان نمبر 290 یونٹ نمبر 4/B، لطیف آباد، حیدرآباد

خط و کتابت کا پتہ
سہ ماہی الطّاہر
پوسٹ بکس نمبر 1059
لطیف آباد، حیدرآباد

قیمت 10 روپے

پبلشر: سید خالد محمود نے عذرا عروج پرنٹنگ پریس بھائی خان چاڑی سے چھپوا کر آفس الطاہر لطیف آباد یونٹ نمبر 4/B سے شائع کیا۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

اداریہ مدیر کے قلم سے

اے میری قوم! سنبھل جا!!

اے میری قوم! آج اسلام رو رہا ہے...... سر پر ہاتھ رکھ کر فریاد کر رہا ہے...... ان فاجروں کے خلاف...... ان فاسقوں کے خلاف...... ان بدعتیوں اور گمراہوں کے خلاف...... اور ان ظالموں کے خلاف جو مکر وفریب کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں...... جو ایسے دعوے کرتے ہیں جو ان میں پائے نہیں جاتے...... تو دیکھ ان لوگوں کی طرف جو تجھ سے آگے روانہ ہو چکے ہیں...... ان کی طرف جو تیرے ساتھ ہوتے تھے...... حکم چلانے والے اور روکنے والے...... کھانے اور پینے والے...... گویا کہ وہ تھے ہی نہیں......

تیرا قلب کس قدر سخت ہے...... کتا بھی اپنے مالک کی...... اس کے شکار کی...... اس کی کھیتی کی...... اس کے مال مویشی کی...... اور خود اس کی حفاظت خیر خواہی سے کرتا ہے...... اور دیکھنے کے وقت (دم ہلا کر) اس کی چاپلوسی کرتا ہے، حالانکہ وہ شام کے وقت اس کو کبھی ایک لقمہ، کبھی چند لقمے یا اور کوئی تھوڑی سی چیز ہی کھلاتا ہے...... جب کہ تو (بلا حساب) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتا ہے...... اور خوب سیر ہو کر کھاتا ہے...... پھر بھی تو اس کا مطلوب (عبادت) پورا نہیں کرتا، تو اس کا حق (اطاعت) ادا نہیں کرتا...... تو اس کے حکم کو ٹھکراتا ہے...... اور اس کے حدود کی حفاظت نہیں کرتا......''

یہ تھے سیدنا محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کے کلمات ملفوظات بابرکات جو آپ نے آج سے صدیاں پہلے ارشاد فرمائے تھے اور آج کے حالات پر سو فیصد درست صادق آرہے ہیں۔

حضور اکرم، شفیع محتشم ﷺ نے اپنی امت پر مصائب و آلام آنے کے جو اسباب بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھیں گے (موجودہ منشیات ہیروئن وغیرہ کی طرف اشارہ ہے) سر عام گانے والیاں گائیں گی (جس کا مشاہدہ عام ہے) امانت کو غنیمت کی طرح کھائیں گے (عشر و زکوٰۃ سے لے کر سرکاری اسپتالوں کی ادویات تک، آفت زدگان کے لئے ملنے والی امداد تک ہر چیز تقسیم کاروں اور ان کے حواریوں میں بندر بانٹ ہو رہی ہیں) زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا (ہمارے معاشرہ میں واضح اکثریت زکوٰۃ ادا نہیں کر رہی) مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا (جس کا مشاہدہ عام ہے) ماں کا نافرمان ہوگا اور اپنے دوست کا فرماں بردار ہوگا، اپنے باپ پر ظلم ڈھائے گا، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی (شور شرابہ ہوگا یا جھگڑے فسادات ہوں گے) ان میں سے رذیل آدمی قوم کا سردار ہوگا، آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی (نہ کہ عقیدت و محبت کی بنا پر) اس امت کے بعد والا پہلے والے پر لعنت کرے گا (یعنی ان کی گستاخی و بے ادبی کرے گا) تفسیر مظہری ص ۲۴۸ جلد ۷۔

مذکورہ حدیث شریف کے کلمات طیبات انتہائی واضح ہیں اور ان کا مشاہدہ آج کے زمانہ میں بہت ہی عام ہے اور نتیجہ بھی ہمارے سامنے ہے کہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے باران رحمت سے محروم ہیں، ناگہانی آفات و مصائب کا بار بار شکار ہوتے رہے ہیں، دنیا و دولت خواہ افرادی قوت میں قوی و کثیر ہونے کے باوجود کمزور وضعیف و ناتواں ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی کوتاہیوں کا تدارک کریں، دل و جان سے تائب و متوجہ الی اللہ ہوں، بانیٔ اسلام ﷺ، صحابہ و اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت کو مستحکم بنائیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کریں اور ان کے بتائے ہوئے طریقہ پر، دینِ اسلام پر عمل پیرا ہوں۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

آپ کا
حبیب بخشی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

درس قرآن

مولانا حبیب الرحمٰن
گبول طاہری

خدا کے بندے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا
خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا
وَّقِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ
عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَالَّذِیْنَ
اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾﴾

(الفرقان پ۱۹)

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب ان سے بے سمجھ آدمی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام میں اور وہ جو عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب، بے شک اس کا عذاب نہ جدا ہونے والا ہے، بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے اور وہ جو خرچ کرتے وقت نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان (دونوں) کے بیچ اعتدال پر رہیں۔''

ربط: سورۃ فرقان کی سابقہ آیات میں حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت نزول قرآن اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور لاشریک لہ ہونے کا ذکر تھا، مشرکین کی جہالت اور ہٹ دھرمی کا ذکر تھا کہ وہ خود ساختہ بتوں کو تو مانتے ہیں جو خود مخلوق ہیں، نہ تو اپنی جانوں کے نفع و نقصان کے مالک ہیں نہ موت و حیات کے مالک ہیں، لیکن یہ لوگ اپنے حقیقی خالق و مالک رحمٰن و رحیم کے منکر ہیں، جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور وہی زمین و آسمان کا مالک ہے، اس نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسول بھیجے، ان لوگوں نے ان پر طرح طرح کے اعتراضات کئے ایمان نہ لائے الٹا ان کو جادو کیا ہوا قرار دیا۔

اب آخر سورۃ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں، جو اپنے خالق و مالک کے ہر حکم پر لبیک کہتے ہیں، ہر وہ کام کرتے ہیں، جس میں اس کی رضا ہو اور ہر اس کام سے دور بھاگتے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل حال نہ ہو۔

ان آیات میں ان صالحین کے اعمال صالحہ، عقائد، عادات و اخلاق تمام امور کا قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا کہ ان کی نشست و برخاست، لین دین سبھی احکام الٰہی کے تابع ہیں، تاکہ بعد میں آنے والے بھی ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہوکر خاصان خدا میں شامل ہوں۔

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ: رحمٰن کے خاص بندے، اس آیت میں لفظ عباد کی رحمٰن کی طرف اضافت تعظیمی ہے، جس طرح سورۃ اسراء میں رسول اللہ ﷺ کے لئے عبدہ (خاص بندہ) اعزاز فرمایا گیا، اسی طرح درج ذیل اوصاف کے ساتھ موصوف کاملین اہل ایمان کی عزت افزائی کے لئے عبادالرحمٰن فرمایا گیا اور مقصد یہ ہے کہ خدا کے خاص بندے وہی ہیں جو سرتاپا تابع فرمان ہیں جن کی کوئی اپنی رائے نہیں، ہر قدم پر مولیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں؛ لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف اپنے نفس کی خواہش پر چلتے ہیں، وہ خدا کے خاص بندوں میں شمار نہیں ہوسکتے۔ سیدنا محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایسے ہی افراد کے لئے فرمایا: "لست عبداللہ" تو خدا کا بندہ نہیں، تو تو اپنے نفس، خواہشات بلکہ شیطان کا غلام ہے: **ویحک تدعی انک عبدہ علی الحقیقۃ وتطیع عدوہ لو انک عبدہ علی الحقیقۃ لعادیت فیہ ووالیت والمؤمن الموقن لا یطیع نفسہ وشیطانہ وھواہ** (الفتح الربانی ص۷۹) تیرے اوپر افسوس کہ تو خدا کا حقیقی بندہ ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے اور اطاعت اس کے دشمن کی کرتا ہے، اگر تو حقیقتاً اس کا بندہ ہوتا تو تیری دوستی اور دشمنی اسی کے لئے ہوتی۔ پکا مؤمن اپنے نفس، شیطان اور اپنی خواہشات کی پیروی نہیں کرتا۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنی نفسانی خواہشات میں

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

گرفتار رہ کر محروم رہتا ہے جب تک اپنے آپ سے آزادی حاصل نہیں کرتا۔ (خواہشات نفسانیہ سے چھٹکارہ نہیں پاتا) تب تک وہ غیراللہ میں گرفتار ہے۔ توحید (اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا) کا مطلب ہی یہ ہے کہ غیراللہ کی توجہ سے دل کو خلاصی حاصل ہو، جب تک دل ماسوی اللہ میں گرفتار ہے، گو وہ تعلق بہت ہی کم کیوں نہ ہو آدمی موحدین میں شامل نہیں ہے، جب تک یہ دولت حاصل نہ ہو، واحد (اللہ ایک ہے) کہنا اور واحد سمجھنا موحدین کے نزدیک فضول دعویٰ ہے، بلاشبہ واحد کہنا اور سمجھنا ایمانی تصدیق میں معتبر ہے اور ضروری، لیکن اس کا مفہوم کچھ اور ہے (کہ اس سے آدمی دائرہ ایمان میں تو داخل ہوجاتا ہے لیکن کمال ایمان سے محروم رہتا ہے) کمال ایمان اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب آدمی دنیوی چیزیں ہی نہیں اخروی نعمتوں اور جنتوں کو بھی غیر سمجھ کر بھلا دے" دیکھئے مکتوبات امام ربانی مجدد و منور الف ثانی مکتوب نمبر ۱۰۰-۱۱۱ دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۵۴ دفتر اول حصہ سوم۔

پیر طریقت رہبر شریعت سیدی و مرشدی حضرت الحاج سوہنا سائیں قدس سرہ اسی موضوع پر ایک اہم واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ایک آدمی بازار سے ایک غلام خرید کر لے آیا اور گھر لاکر دلجوئی کے انداز میں اس غلام سے پوچھا، بتاؤ تمہارا نام کیا ہے؟ غلام نے ادب سے کہا: حضور جس نام سے آپ پکاریں، وہی میرا نام ہے، پھر پوچھا: تمہیں کس قسم کے کپڑے پسند ہیں، کہنے لگا جو آپ پہنائیں گے وہی پسند ہیں۔ اسی طرح کھانے کے بارے میں پوچھا تو غلام کہنے لگا جو کھانا آپ میرے لئے پسند کریں مجھے بھی وہی پسند ہے۔ اس پر آقا نے غصہ ہوکر غلام سے کہا میں نے تم سے جو کچھ پوچھا اور تم نے ایک ہی جواب دیا؟ یہ سن کر غلام نے ادب سے عرض کیا کہ حضور! میں غلام ہوں اور آپ آقا۔ میں آپ کے تابع و ماتحت ہوں اور غلامی کا حق یہ ہے کہ میں اپنی ہر رضا، پسند اور ناپسند کو آپ کے سپرد کردوں، ایک غلام کی حیثیت سے مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ آقا کے سامنے اپنی پسند ناپسند کا اظہار کروں۔ سبحان اللہ! کس قسم کے صالح آقا تھے کہ غلاموں کی پسند کا بھی پاس تھا اور غلام بھی ایسے کہ اپنی رائے ہی نہ رکھتے تھے، اور ہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے فرمودات کے مقابلہ میں اپنی رائے کا اظہار ہو یا عمل و کردار، اپنی ہی پسند پر عمل کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں محبت خدا و عشق رسول کا۔

ایسے ہی افراد کے لئے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے فرمایا ہے: "نہایت درجہ بے حیائی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے غیر کی محبت کو اس قدر غالب بنادیا جائے کہ حق تعالیٰ کی محبت اس کے مقابلہ میں معدوم (بالکل ختم) ہوجائے یا مغلوب، الحیاء شعبة من الایمان، ناموس سے شرم کرنا ایمان کا اہم شعبہ ہے۔" (مکتوب نمبر ۱۰۹ دفتر اول حصہ دوم)

پہلا وصف: یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا – هون کا معنیٰ ہے نرمی اور وقار۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کے کامل بندے نرمی تواضع اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں، نہ تو اکڑ کر متکبرانہ چلتے ہیں نہ ہی ریا دکھاوے کی عاجزی اور سست رفتاری اختیار کرتے ہیں اور یہی انداز رفتار رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ ثابت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مارئیت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ وما رئیت احدا اسرع فی مشیتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما الارض تطوی لہ وانا لنجتھد انفسنا وانہ لغیر مکترث" (فی ظلال القرآن)

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی (یوں محسوس ہوتا) گویا کہ سورج آپ کے چہرۂ انور میں دوڑ رہا ہے، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی آدمی نہیں دیکھا، آپ چلتے تھے تو زمین سمٹتی معلوم ہوتی تھی اور ہم اپنے تئیں (آپ کے برابر چلنے کے لئے) بڑی کوشش کرتے تھے جبکہ آپ زیادہ اہتمام سے نہیں چلتے تھے (یعنی آپ معمول کی رفتار چلتے تو بھی ہم بڑی محنت وکوشش کرکے آپ کو پہنچ پاتے، ورنہ پیچھے رہ جاتے تھے"

الحمد للہ احقر نے دور حاضر کے ولی کامل شیخ المشائخ حضرت الحاج محمد طاہر نقشبندی دامت برکاتہ کے ساتھ سفر و حضر میں کافی عرصہ گذارا ہے اور دسیوں مرتبہ یہ مشاہدہ کیا ہے کہ چلتے وقت اچھے خاصے صحتمند نوجوان بھی آپ سے پیچھے رہ جاتے ہیں یا دوڑتے ہوئے ساتھ چلتے ہیں، جبکہ آپ اس وقت بھی بلاتکلف معمول کی رفتار چل رہے ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت و طاقت کے مطابق باوقار انداز میں چلنا ہی سنت ہے اور انسانی صحت کے لئے مفید بھی، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو ڈھیلے ڈھالے گردن جھکاکے چلتے دیکھ کر فرمایا: "ارفع رئسک" اپنا سر اوپر اٹھا، کیا تو

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

بیمار ہے۔ نفی میں جواب دینے پر آپ نے عصا مبارک اٹھا کر اسے مارنا چاہا اور فرمایا: پھر تیز تیز چلو (تفسیر ابن کثیر)

دوسرا وصف: قَالُوا سَلَامًا۔ یہاں پر سلاماً کا کلمہ یا تو سلام علیکم کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب کبھی بے سمجھ قسم کے لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو یہ ان سے غیر ضروری بات چیت سے احتراز کرتے ہوئے سلام کہنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا گیا: "**وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ**" (القصص آیت ۵۵ پ۲۰) "اور جب وہ بے ہودہ بات سنتے ہیں، اس سے تغافل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل۔ بس تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔"

یا پھر سلام کا لفظ سلامتی کی معنی میں ہے اور مقصد یہ ہے کہ جب کوئی بے سمجھ آدمی ان سے بات کرتا ہے تو یہ ان کے جاہلانہ الفاظ خواہ انداز بیان کو دیکھ کر ان سے الجھتے نہیں، ان کی گرفت نہیں کرتے بلکہ امن و سلامتی کی بات کر کے چلے جاتے ہیں، ان کا یہ عمل محض وقت کی قدر دانی اور مخلوق خدا سے حسن سلوک کی بنا پر ہے نہ تو اس کو کمزوری سمجھنا درست ہے نہ تکبر و خودی۔ حضور اکرم ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده

"کامل ایمان والا وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

ایک اور حدیث میں انتہائی عجیب انداز میں ان لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک گروہ دیکھا (غالباً معراج کی رات مراد ہے) جو ابھی پیدا نہیں ہوئے، بعد میں پیدا ہوں گے، میں ان سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کریں گے، وہ ایک دوسرے کی خیرخواہی کریں گے اور ایک دوسرے پر خرچ کریں گے (محتاجوں، ضرورت مندوں کی مدد کریں گے) وہ اللہ کے نور سے لوگوں میں چلیں گے، نرم رفتار، پرہیزگار ہوں گے اور پوشیدہ۔ (اپنی شہرت نہ چاہیں گے) یہ لوگوں سے سلامت رہیں گے اور دوسرے لوگ ان سے سلامت رہیں گے، ان کے صبر اور بردباری کی سبب سے ان کے قلوب خدا کے ذکر سے مطمئن ہوں گے اور ان کی مساجد آباد ہوں گی، وہ چھوٹوں پر رحم کریں گے اور بڑوں کی تعظیم کریں گے۔ (روح البیان ص۸۲۸ ج۲)

اس آیہ مبارکہ میں بندگانِ خدا کے نرم رفتاری سے چلنے اور جاہل و بے سمجھ لوگوں سے نرم گفتاری اور اچھے برتاؤ کا ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ ان کی ذاتی زندگی نشست و برخاست بھی بالکلف اور بے داغ ہوتی ہے تو دیگر حالات و معاملات میں بھی بڑے کھرے ہوتے ہیں۔

یہاں پر اسماء مبارکہ میں سے اسم مبارکہ رحمٰن کی طرف عباد کی اضافت کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ ان بندوں کے شامل حال رہتی ہے۔ نیز یہ کہ ان پر بھی صفت رحمت کا غلبہ رہتا ہے اور یہ ہر ایک پر مہربان ہوتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

فروتن بود ہوش مندی گزیں
نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

(عقل مند ہی عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ جس طرح پھل سے لدی ہوئی شاخیں نیچی جھک جاتی ہیں)

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

وگراز خشم دشنامی دہندت
دعا کن خوش دل و خنداں و میرو

اگر کوئی غصہ میں آ کر تجھے گالی بکے، پھر بھی تو اس کے لئے دعا کر۔ خوشی خوشی ہنستا ہوا چلا جا۔ یہ وصف کمال حضور اکرم ﷺ کی صحبت بابرکت کے طفیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بطریقہ اتم موجود تھی، چنانچہ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور اس صحابی نے نہ فقط صبر سے کام لیا بلکہ گالی دینے والے کو کہا: علیک السلام - خدا تجھے سلامت رکھے۔ یہ سن کر حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیج دیا تھا جو آپ کی طرف سے اسے جواب دے رہا تھا، جیسے جیسے وہ گالی بکتا تھا، فرشتہ اسے کہتا تھا: "بل انت وانت احق به"۔ بلکہ تو ہی اور تو ہی اس کا مستحق ہے۔ اسی طرح جب آپ نے علیک السلام کہا (یعنی اس کو دعا دی) تو اس وقت بھی فرشتہ نے کہا: "لا" وہ نہیں بل لک وانت احق به "بلکہ تو اور تو ہی اس سے زیادہ (اس دعا کا) مستحق ہے۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

(درمنثور)

تیسرا وصف: "وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ" رات کو اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ذاتی زندگی اور لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ میں مثالی ہی نہیں ان کا اپنے خالق و مالک رب کے ساتھ معاملہ بھی مثالی ہے کہ اس کی اطاعت و عبادت میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ بالخصوص رکوع و سجود میں رات بسر کرنا ان کی اہم خصوصیت ہے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد**" (سب سے زیادہ اللہ کا قرب بندہ کو سجدہ میں حاصل ہوتا ہے)

(رب کے ......) یعنی اس کی رضا کے لئے عبادت کرتے ہیں، نہ نامداری و شہرت سے لئے نہ جنت کے حصول کے لئے نہ ہی جہنم کے خوف سے۔ حدیث شریف میں کثرت سجود کو جنت کے داخلہ کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے: "**عن معدان بن طلحة فلقیت ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت اخبرنی بعمل یدخلنی به الله الجنة فقال سئالت عن ذالک رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علیک بکثرة السجود فانک لا تسجد لله سجدة الا رفعک الله بها درجة وحط عنک بها خطیئة**" (روح البیان)

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہونے پر پوچھا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں، جس کے بدلے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا، جس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "**علیک بکثرة السجود لله**". تجھے چاہئے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے کر (یعنی نماز زیادہ پڑھ) بلاشبہ تو جو سجدہ کرے گا ہر ایک سجدہ کے بدلہ اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا، تیرا ایک گناہ کم کرے گا (معاف کرے گا)

اس لئے جہاں تک ہوسکے آدمی رات کو اٹھ کر تہجد ادا کرنے کے بعد مزید نوافل بھی پڑھے، تہجد ادا کرنے میں کوتاہی کسی طرح مناسب نہیں۔ تاریخ اسلام میں پوری پوری رات جاگ کر ذکر و تلاوت اور نوافل پڑھنے والوں کے بکثرت واقعات ملتے ہیں، ایسے چند مشہور متقدمین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضیل، حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سیدہ رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا۔ چونکہ پوری رات جاگنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء اور نماز فجر جماعت سے ادا کرنے والوں کے لئے بھی رات جاگ کر عبادت کرنے والوں کے برابر ثواب کا اعلان فرمایا۔ حدیث شریف کے کلمات درج ذیل ہیں: "**من صلی العشاء فی جماعة کان کقیام نصف لیلة ومن صلی الفجر فی جماعة کان کقیام لیلة**" (روح البیان) "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی، گویا کہ نصف رات عبادت میں قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز (بھی) جماعت سے پڑھی گویا اس نے ساری رات قیام کیا۔"

ہمارے طریقہ کے عظیم پیشوا حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ نے نماز کے متعلق ارشاد فرمایا:

رتبۂ نماز در دنیا در رنگ رتبۂ رؤیت است در آخرت، نہایت قرب در دنیا در نماز است ونہایت قرب در آخرت حین رؤیت است وبدانت کہ سائر عبادات وسائل اند ونماز از مقاصد است (مکتوب نمبر ۱۳۷ دفتر اول حصہ سوم)

یعنی دنیا میں نماز کا مقام ایسے ہے جیسے آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار، دنیا میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں زیادہ سے زیادہ قرب اللہ تعالیٰ کے دیدار کے وقت حاصل ہوگا۔ نیز جان لیں کہ دوسری تمام عبادات وسائل و ذرائع ہیں اور نماز مقصودی عمل ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ کے خلیفہ مولانا عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ تھے بکثرت نماز میں مصروف رہتے تھے، جب کبھی آخرت کی بحث چھڑ جاتی اور یہ بات سنتے کہ جنت میں نماز و دیگر اعمال صالحہ نہیں ہوں گے تو زاروقطار روتے اور فرماتے تھے جب وہاں نماز نہیں ہوگی تو ہمارا وقت کیسے گذرے گا۔

چوتھا وصف: "وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا" جو یہ دعا مانگتے ہیں۔ یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے باوجود یہ بندگان خدا ہر وقت اپنے رب کی بارگاہ میں مغفرت طلب کرتے اور عذاب جہنم سے حفاظت طلب کرتے رہتے ہیں۔ گو دوسرے لوگوں کی طرح انہوں نے بھی جہنم کو دیکھا نہیں، لیکن قرآن و حدیث پر یقینی ایمان کی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

بدولت جہنم کی ایک ان دیکھی صورت اور خاکہ ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتا ہے اور وہ اس سے پناہ طلب کرتے رہتے ہیں۔ اپنی عبادات و عادات، قیام و سجود کی وجہ سے بے خوف و خطر نہیں رہتے، دوسری طرف ہم ہیں کہ ہمارا اخلاق و کردار، عمل و اخلاص ان کے بالمقابل کچھ نہیں، پھر بھی نہ توبہ نہ استغفار نہ بارگاہ الٰہی میں الحاح و زاری
سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ سالکانِ طریقت کو روزانہ کم از کم ۲۰۰ مرتبہ کلمہ طیبہ کا ورد آہستہ آواز کے ساتھ کہ خود سن سکے اور ۱۰۰ عدد پورا ہونے پر پورا کلمہ۔

۲۰۰ مرتبہ درود شریف (جو بھی یاد ہو)

۲۰۰ مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

۲۰۰ مرتبہ استغفار پڑھنا چاہئے۔

پانچواں وصف: "وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا" خرچ کرنے میں اعتدال و میانہ روی رکھنا یہ بھی خاصانِ خدا کی ایک وصف ہے حدیث شریف میں ہے: "من فقه الرجل قصده فی معیشته" (ابن کثیر) یعنی سمجھدار آدمی کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درمیانہ قسم کا گذارہ رکھتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے: ما عال من اقتصد (رواہ الامام احمد عن ابن مسعودؓ) یعنی جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، وہ تنگ دست نہیں ہوتا۔

لہٰذا چاہئے کہ آدمی اپنی بساط و حیثیت کے مطابق دنیوی اور دینی امور میں اپنی آمدنی خرچ کرے اور اعتدال کو ہر وقت پیش نظر رکھے: "اعدلوا هو اقرب للتقوی" پیش نظر آیت مبارکہ میں "لَمْ یُسْرِفُوْا" ناجائز اور گناہ امور میں خرچ کرنے، اپنی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر خرچ کرنے، نیز ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے سے رکنے کا حکم کرتا ہے اور جو ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا اس کے لئے ارشاد خداوندی ہے: "اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ" (بیشک اسراف کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں) اسی طرح کلمہ "لَمْ یَقْتُرُوْا" فرماکر ضروری دینی اور دنیوی کاموں میں تنگی اختیار کرنے سے روکا گیا۔

اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے سورۃ اسراء میں فرمایا گیا: "وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا" (بنی اسرائیل آیت ۲۹ پ ۱۵) اور تو اپنا ہاتھ اپنی گردن سے نہ باندھ لے اور نہ ہی بالکل کھول دے (ورنہ) ملامت کیا ہوا خالی ہو کر بیٹھا رہے گا۔

خرچ کرنے کے موضوع پر مفسر قرآن حضرت علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ نے بہت ہی عمدہ ومختصر خاکہ پیش فرمایا:

انفاق (خرچ کرنے) کے دو قسم ہیں۔ ایک محمود (قابل تعریف) دوسرا مذموم (قابل مذمت) فرائض زکوٰۃ، فطرہ، اہل و عیال پر خرچ کرنا نیز نفلی صدقات مسکینوں، پڑوسیوں پر خرچ کرنا، مساجد، مدارس تعمیر کرنا وغیرہ یہ سب قابل محمود یعنی قابل تعریف انفاق میں داخل ہیں۔ "قال الحسن ما انفق الرجل علی اهله فی غیر اسراف ولا فساد ولا اقتار فهو فی سبیل الله" یعنی جو کچھ آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے نہ اس میں اسراف کرتا ہے اور نہ فساد (اتنا زیادہ خرچ کرے کہ ان میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہو) اور نہ تنگی کرتا ہے تو جو کچھ اس نے خرچ کیا (گویا کہ) راہ خدا میں خرچ کیا۔

مذموم یعنی قابل مذمت۔ انفاق کی دو اقسام ہیں: افراط حد سے بڑھ کر کرنا یا گناہ کے امور میں خرچ کرنا دوسرا تفریط یعنی مال وملکیت روکے رکھنا کہ ضروری مصارف میں بھی خرچ نہ کرنا، مختصر یہ کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا یا بے محل وموقع خرچ کرنا اسراف و افراط ہے اور ضرورت کے مطابق خرچ نہ کرنا تفریط و تقتیر ہے۔ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، آیت مبارکہ میں یہ حکم ہے کہ باطل میں خرچ نہ کریں اور مناسب جگہ خرچ کرنے سے نہ رکیں۔ (درمنثور)

ضروریات زندگی کی حدیث شریف میں یوں نشاندہی فرمائی گئی ہے: "لیس لابن ادم حق فیما سوا هذه الخصال بیت یسکنه وثوب یواری عورته وجرف الجز والماء" (تفسیر روح البیان ص۸۳۰ ج۲) یعنی پانی، روٹی کا ٹکڑا (بھوک مٹانا) اور کپڑا جو ضروری بدن کو ڈھانپ لے اور رہنے کا مکان یہی چیزیں اولاد آدم علیہ السلام کے لئے ضروری ہیں۔

لہٰذا ان ضروریات کی حد تک بلاوجہ خرچ نہ کرنے والا گناہ گار ہوگا۔ البتہ حسب حیثیت ان میں اضافہ کی گنجائش ہے اور بعض اوقات ضروری بھی ہے، وہ اس طرح کہ اگر رشتہ داروں، قریب رہنے والوں میں غربت نمایاں ہے تو یہ بھی زیادہ فراوانی سے رہنے کی کوشش نہ کرے کہ اس میں ان کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہے اور اگر متعلقین و احباب خوشحال ہیں تو ایسی صورت میں اپنے اور اپنے عیال پر خرچ نہ

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

کرنا برا ہے۔

چند اکابرین کے واقعات اور ارشادات: سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق ؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عاصم ؓ سے فرمایا: "**یا بنی کل فی نصف بطنک ولا تطرح ثوبا حتی تستخلقه ولا تکن من قوم یجعلون ما رزقهم الله فی بطونهم وعلی ظهورهم**" (تفسیر قرطبی ص۴۷ ج۷) اے صاحبزادے! اپنے آدھے پیٹ میں کھانا کھاؤ (پیٹ بھر کر نہ کھانا) اور کپڑا اس وقت تک اتار نہ پھینکنا یہاں تک کہ اس میں پیوند نہ لگاؤ اور اس گروہ سے نہ ہونا جو اللہ کا دیا ہوا رزق اپنے پیٹوں ہی میں داخل کرتے ہیں یا اپنی پیٹھوں پر لاتے ہیں (یعنی ضرورت سے زیادہ برتتے ہیں یا ضرورت مندوں پر خرچ نہیں کرتے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک صحابی ؓ نے ایک عمدہ مکان تعمیر کروایا۔ اتفاقاً وہاں سے حضور اکرم ﷺ کا معہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گذر ہوا۔ آپ ﷺ نے موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا یہ مکان کس کا ہے؟ انہوں نے مالک مکان کا نام بتایا یہ انصاری صحابی تھے، آپ ﷺ نے مزید کچھ نہیں فرمایا البتہ آپ کے انداز ارشاد اور دیکھنے سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ مکان آپ کی پسند کے مطابق نہیں، چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جب یہ صحابی ؓ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے سابقہ شفقت نہ فرمائی، جس سے یہ گھبرا گئے اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آنحضرت ﷺ کی بے التفاتی کے اسباب معلوم کرنے لگے۔ چنانچہ جب ان کو مکان سے متعلق مذکورہ حقیقت کا علم ہوا، فوراً جاکر مکان کو توڑ دیا، دوبارہ جب آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا، مکان نہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صورتحال معلوم کی اور اس صحابی کے اس عمل سے از حد خوش ہوئے اور ان کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ یہ اس لئے تھا کہ وہ غربت کا زمانہ تھا، بعد میں جیسے جیسے مال و دولت کے لحاظ سے مسلمانوں کو فراوانی حاصل ہوتی رہی، انہوں نے اظہار نعمت خداوندی کے طور پر ان سے خوب نفع حاصل کیا، جن میں حضرت بایزید بسطامی، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت سیدنا محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی مشہور و معروف ہیں۔

یہ سب اس لئے کہ ان بزرگوں کا دنیوی نعمتوں سے نفع حاصل کرنا بھی اظہار نعمت اور شکر منعم حقیقی کے لئے تھا۔ نفس و شیطان کا اس میں کوئی حظ نہ تھا، چنانچہ اس آیت کریمہ کے تحت محدث العصر مفسر القرآن قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت یزید بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھانا عیش و لذت کے لئے نہ کھاتے تھے، نہ ہی خوبصورتی دکھانے کے لئے اچھا لباس پہنتے تھے۔ (تفسیر قرطبی ص۴۷ ج۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "**من انفق مائة فی حق فلیس بسرف ومن انفق درهما فی غیر حقه فهو سرف ومن منع من حق علیه فقل قتر**" یعنی جس نے ایک سو خرچ کئے مناسب جگہ پر تو بھی اسراف نہیں اور اگر ایک درہم غیر مناسب جگہ پر خرچ کیا تو یہ اسراف ہے اور اگر کسی کا حق روکے رکھا تو اس نے اپنے پاس گرد و غبار جمع کیا۔ ایک بزرگ کو نیک کاموں میں بہت زیادہ دولت خرچ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا: "**لا خیر فی السرف**" اسراف میں کوئی بہتری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "**ولا تسرفوا**" کہ اسراف نہ کرو۔ بزرگ نے سن کر فرمایا: "**لا سرف فی الخیر**" کہ نیکی کے کاموں میں اسراف ہوتا ہی نہیں۔

لہٰذا جس کسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے، ان کو برمحل خرچ کرنا اسراف نہیں۔ نیز یہ بھی جاننا چاہئے کہ اسراف و تقتیر کا تعلق فقط دنیوی مال و دولت سے نہیں۔ عمر، صحت، جوانی یہ تمام نعمتیں ہیں ان کو اچھے کاموں میں صرف کرنا ضروری ہے، سو کر، غفلت میں وقت گذارنا، نیک اعمال و افعال سے غافل رہنا تفریط ہے زیادہ محنت و مجاہدہ کہ برداشت نہ کر سکے یا غلط کاموں میں عمر و صحت ضائع کرنا افراط ہے، ان تمام چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں زیادہ محنت و مجاہدہ نہیں، لیکن شریعت و سنت میں کوتاہی کرنے کی بھی گنجائش نہیں۔ اول و آخر شریعت و سنت نبی کریم ﷺ کی پابندی کرنا از بس ضروری ہے۔

اللهم اهدنا سبل سلفنا بحرمة حبیبک سیدنا محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وعلی آله واصحابه وسلم

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

گزشتہ سے پیوستہ

درس حدیث

علامہ مولانا عبدالقدیر شیخ طاہری لاڑکانہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے انعامِ خداوندی

دین کی خاطر سختیوں کا برداشت کرنا: تاریخ کی کتابیں ان واقعات سے بھری ہوئی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے دین کے پھیلانے میں کس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں، ان میں سب سے پہلے خود حضور اکرم ﷺ اعلانِ نبوت کے بعد دس برس تک مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے۔ لیکن تھوڑی سی جماعت دست بیعت ہوئی اور اسلام کے آگے سرخم ہوئی۔ اکثر کفار مکہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ مذاق اڑاتے تھے اور جو ہوسکتا تھا، اس سے درگزر نہ کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب انہیں نیک دل لوگوں میں سے تھے جو آپ ﷺ کی ہر قسم کی مدد کیا کرتے تھے۔ دسویں سال میں جب حضرت ابو طالب کا بھی وصال ہوگیا تو کفار کو اور بھی ہر طرح اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع مل گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خیال سے طائف تشریف لائے کہ وہاں قبیلۂ ثقیف کی بڑی جماعت ہے۔ اگر وہ قبیلہ مسلمان ہوجائے تو مسلمانوں کو ان تکالیف سے نجات ملے اور دینِ اسلام کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے۔ وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجہ کے سمجھے جاتے تھے، گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی مدد کی طرف بلایا اور متوجہ کیا۔ مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ دین کی بات کو قبول کرتے، یا کم سے کم عرب کی مشہور مہمان نوازی کے اعتبار سے ایک نو وارد مہمان کی خاطر مدارت کرتے، صاف جواب دے دیا اور نہایت بے رخی اور بداخلاقی سے پیش آئے۔ اس کے بعد ان لوگوں سے نا امید ہوکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ ﷺ تو ہمت و استقلال کے پہاڑ تھے۔ مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا، بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضور ﷺ سے کہا کہ ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو وہاں چلے جاؤ۔ حضور ﷺ جب ان سے بالکل مایوس ہوکر واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگادیا کہ آپ ﷺ کا مذاق اڑائیں، تالیاں بجائیں اور پتھر ماریں۔ حتیٰ کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں جوتے مبارک خونِ اطہر کے جاری ہونے کی وجہ سے رنگین ہوگئے۔ مالک الملک کی شانِ قہاری کو اس پر جوش آیا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خدمتِ اقدس میں آکر سلام عرض کیا اور بولے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور قوم کی وہ گفتگو سنی جو آپ سے ہوئی اور اس کے جوابات بھی سنے اور ایک فرشتے کو جس کے سپرد پہاڑوں کی نگہداشت ہے، آپ کے پاس بھیجا ہے کہ پہاڑوں کو ہلادیا جائے، جس سے یہ سب درمیان میں کچل دیئے جائیں یا اور جو سزا آپ تجویز فرمائیں، صرف اشارہ فرمادیں۔

حضور ﷺ کی رحیم و کریم ذات نے جواب فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے تو اِن کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو کہ واحد اللہ تعالیٰ کی پرستش کریں اور اسی کی عبادت کریں۔ یہ ہیں اخلاق اس کریم و رحیم ذات کے جس کے ہم لوگ نام لیوا ہیں کہ ہم ذرا سی تکلیف سے، کسی کی معمولی گالی دینے سے ایسے بھڑک جاتے ہیں کہ پھر عمر بھر اس کا بدلہ نہیں اترتا۔ ظلم پر ظلم، ستم در ستم کرتے چلے جاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں اپنے محمدی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہونے کا۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

نبی ﷺ کے پیروکار ہونے کا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنی تکلیف و مشقت اٹھانے کے باوجود نہ کوئی بدلہ لیا اور نہ ہی بددعا فرمائی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا قصہ: آپ بھی اُن ہی مبارک ہستیوں میں سے ہیں، جنہوں نے امتحان کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سخت سے سخت ترین تکالیف برداشت کیں۔ شروع اسلام ہی میں پانچ چھے آدمی مسلمان ہونے کے بعد آپ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے تھے۔ اس لئے کافی لمبے زمانہ تک تکلیفیں اٹھائیں۔ لوہے کی زرہ پہنا کر ان کو دھوپ اور سخت گرمی میں ڈال دیا جاتا تھا، جس کی تپش اور سخت گرمائش کی وجہ سے پسینوں پر پسینے بہتے رہتے تھے۔ اکثر اوقات بالکل سیدھا گرم ریت پر لٹادیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے کمر کا گوشت تک گل کر گرگیا تھا۔ یہ ایک کافرہ عورت کے غلام تھے، جب اس کمینہ عورت کو پتہ چلا کہ یہ حضور (ﷺ) سے ملتے رہتے ہیں تو وہ سزا میں لوہے کو گرم کرکے آپ کے سر کو اس سے داغتی رہتی تھی۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ عرصۂ دراز کے بعد اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے ان کی تکالیف کی تفصیل دریافت فرمائی، جو اُن کو پہنچائی گئیں۔ تو انہوں نے عرض کی کہ میری کمر دیکھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کمر دیکھ کر فرمایا کہ ایسی کمر تو کسی کی دیکھی ہی نہیں، انہوں نے عرض کیا مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا گیا، میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھی۔ حقیقت میں مولائے کریم کو راضی کرلینا انہی لوگوں کا کمال ہے کہ ان کی زندگی کا ہر کام مولائے کریم ہی کی رضا کے واسطے تھا۔

ہجرت حبشہ اور شعب ابی طالب میں قید ہونا: سرکار دو عالم ﷺ اور دیگر مسلمانوں کو جب کفار سے تکالیف پہنچتی ہی رہیں اور آئے دن ان میں بجائے کمی کے اضافہ ہی ہوتا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس بات کی اجازت فرمادی کہ وہ یہاں سے کسی دوسری جگہ چلے جائیں، تو بہت سے حضرات نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہ اگرچہ نصرانی تھے اور اس وقت تک مسلمان بھی نہ ہوئے تھے، مگر اُن کی رحمدلی اور منصف مزاجی کی شہرت دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں برس رجب المرجب کے مہینہ میں پہلی جماعت کے گیارہ یا بارہ مرد اور چار یا پانچ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ مکہ والوں نے ان کا پیچھا بھی کیا کہ یہ نہ جاسکیں، مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے اور وہاں پہنچ کر ان کو یہ خبر ملی کہ مکہ والے سب مسلمان ہوگئے اور اسلام کو غلبہ ہوگیا، اس خبر سے یہ حضرات بڑے خوش ہوئے اور اپنے وطن واپس آگئے، لیکن مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور مکہ والے اس طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دشمنی رکھنے اور تکالیف پہنچانے میں مصروف ہیں تو بڑی دقت ہوئی۔ اُن میں سے بعض حضرات وہیں سے واپس ہوگئے اور بعض کسی کی پناہ لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہ حبشہ کی پہلی ہجرت کہلاتی ہے، اس کے بعد ایک بڑی جماعت نے جوکہ تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں بتلائی جاتی ہیں، متفرق طور پر ہجرت کی اور یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دونوں ہجرتیں فرمائیں اور بعض نے ایک۔ کفار نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ حبشہ میں چین کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں تو ان کو اور بھی غصہ آیا اور بہت سے تحفہ تحائف دے کر نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس ایک وفد روانہ کیا جو بادشاہ کے علاوہ اس کے خواص اور پادریوں کے لئے بھی کافی ہدیے لیکر گیا۔ جاکر پہلے پادریوں اور حکام سے ملا اور ان کو ہدیے دیکر ان سے بادشاہ کے ہاں اپنی سفارش کا وعدہ لیا اور پھر بادشاہ کی خدمت میں یہ وفد حاضر ہوا اور سب سے پہلے بادشاہ کو سجدہ کیا اور پھر تحفے پیش کرکے اپنی درخواست پیش کی اور رشوت خور حکام نے تائید کی۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند افراد اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہوگئے ہیں، جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ ہی جانتے ہیں۔ آپ کے ملک میں آکر رہنے لگے ہیں۔ ہم کو شرفائے مکہ نے اور اُن لوگوں کے باپ، چچا اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ اُن کو واپس لائیں، آپ ان کو ہمارے سپرد کردیں۔ بادشاہ نے کہا کہ جن لوگوں نے میری

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

پناہ پکڑی ہے، میں بغیر تحقیق کے ان کو آپ کے حوالے نہیں کرسکتا۔ اول ان کو بلاکر تحقیق کرلوں گا، اگر یہ صحیح ہوا تو تمہارے سپرد کردوں گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو بلایا گیا۔ مسلمان پہلے تو بہت پریشان ہوئے کہ کیا کریں، مگر اللہ تعالی کے فضل نے مدد فرمائی اور ہمت سے یہ طے کیا کہ چلنا چاہئے اور صاف بات کہنا چاہئے۔ بادشاہ کے یہاں پہنچ کر سلام کیا۔ کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے بادشاہ کو آداب شاہی کے موافق سجدہ نہیں کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے نبی ﷺ نے اللہ تعالی کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں فرمائی۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان سے حالات دریافت کیے، تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا کہ: ہم لوگ جہالت میں پڑے ہوئے تھے نہ اللہ تعالی کو جانتے تھے نہ اس کے رسولوں سے واقف تھے۔ پتھروں کو پوجتے تھے، برے کام کیا کرتے تھے، رشتہ ناتوں کو توڑتے تھے، ہم میں سے قوی ضعیف کو ہلاک کردیتا تھا، ہم اس حال میں تھے کہ اللہ تعالی نے اپنا ایک رسول (ﷺ) بھیجا، جس کے نسب کو، اس کی سچائی کو، اس کی امانت داری کو، اس کی پرہیزگاری کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اس نے ہم کو ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی طرف بلایا اور پتھروں و بتوں کے پوجنے سے منع فرمایا۔ اس نے ہم کو اچھے کام کرنے کا حکم دیا اور برے کاموں سے منع فرمایا۔ اس نے ہم کو سچ بولنے کا حکم فرمایا۔ صلہ رحمی اور پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم فرمایا۔ نماز و روزہ، صدقہ و خیرات کا حکم فرمایا اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ زنا، بدکاری، جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے اور کسی پر تہمت لگانے اور اس قسم کے دوسرے برے اعمال سے منع فرمایا ہے۔ ہم کو قرآن پاک کی تعلیم دی ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کے فرمان کی تعمیل کرتے ہیں، جس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی اور ہم کو ہر طرح ستایا ہے۔ ہم لوگ مجبور ہوکر تمہاری پناہ کی طلب میں اپنے نبی کریم ﷺ کے ارشاد سے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا جو قرآن تمہارے نبی لے کر آئے ہیں وہ کچھ مجھے بھی سناؤ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں، جس کو سن کر بادشاہ بھی رویا اور

اس کے پادری بھی، جو کثرت سے موجود تھے۔ سب کے سب اس قدر روئے کہ داڑھیاں تر ہوگئیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسٰی علیہ السلام لے کر آئے تھے، ایک ہی نور سے نکلے ہیں اور ان لوگوں سے صاف انکار کردیا کہ میں ان کو تمہارے سپرد نہیں کروں گا، وہ لوگ پریشان ہوئے کہ بڑی ذلت اٹھانا پڑی، آپس میں مشورہ کرکے دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جاکر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، اُن کو اللہ تعالی کا بیٹا نہیں مانتے۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ دوسرے دن کے بلانے سے ہمیں اور بھی زیادہ پریشانی ہوئی۔ بہرحال گئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو، انہوں نے کہا وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ پر اُن کی شان میں نازل ہوا کہ وہ اللہ تعالی کے بندے ہیں، اس کے رسول ہیں، اس کی روح ہیں اور اس کے کلمہ ہیں، جس کو اللہ تعالی نے باکرہ اور پاک حضرت مریم رضی اللہ تعالی عنہا کے بطن میں ڈالا۔ نجاشی نے کہا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی اس کے سوا کچھ نہیں تھے۔ پادری لوگ آپس میں کچھ بج بج کرنے لگے تو نجاشی نے کہا کہ تم جو چاہو کہو۔ اس کے بعد نجاشی نے ان کے تحفے واپس کردیئے اور مسلمانوں سے کہا کہ تم امن سے رہو جو تمہیں ستائے گا، اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اس کا اعلان بھی کرادیا کہ جو شخص ان کو ستائے گا اس کو تاوان دینا ہوگا۔ اس وجہ سے وہاں مسلمانوں کا اکرام اور زیادہ ہونے لگا اور اس وفد کو ذلت سے واپس آنا پڑا تو پھر کفار مکہ کا جتنا بھی غصہ جوش کرتا وہ ظاہر ہے اس کے ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام نے ان کو اور بھی جلاکر رکھ دیا اور ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ لوگوں کا ان سے ملنا جلنا بند ہوجائے اور اسلام کا چراغ کسی نہ کسی طرح بجھ جائے۔ اس لئے سرداران مکہ کی ایک بڑی جماعت نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کھلم کھلا محمد مصطفٰی ﷺ کو قتل کردیا جائے لیکن ان کے لئے یہ کام بھی آسان نہ تھا، اس لئے کہ بنو ہاشم بھی بڑے جتھے اور اونچے طبقہ کے لوگ شمار ہوتے تھے، ان

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

میں سے اگرچہ اکثر مسلمان نہیں ہوئے تھے، لیکن جو مسلمان نہیں تھے وہ بھی حضورﷺ کے قتل ہوجانے پر آمادہ نہیں تھے، اس لئے ان سب کفار نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا بائیکاٹ کیا جائے۔ نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے اور نہ ان سے کوئی خرید و فروخت کرے، نہ بات چیت کرے نہ ان کے گھر جائے نہ ان کو اپنے گھر میں آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک کہ وہ حضورﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کے لئے حوالہ نہ کریں۔ یہ معاہدہ زبانی ہی گفتگو پر ختم نہیں ہوا بلکہ یکم محرم الحرام ۷ھ نبوی کو ایک معاہدہ تحریر کرکے بیت اللہ شریف میں لٹکایا گیا تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اس معاہدہ کی وجہ سے یہ سب حضرات دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں نظر بند رہے کہ نہ کوئی ان سے مل سکتا تھا، نہ یہ کسی سے مل سکتے تھے۔ نہ مکہ کے کسی آدمی سے کوئی چیز خرید سکتے تھے، نہ باہر سے آنے والے کسی تاجر سے مل سکتے تھے۔ معمولی سامان غلہ وغیرہ جو ان لوگوں کے پاس تھا، وہ کہاں تک کام دیتا۔ آخر فاقوں پر فاقے گذرنے لگے، عورتیں اور بچے بھوک سے بے تاب ہوکر روتے رہتے تھے اور ان کے اعزہ کو اپنی بھوک اور تکالیف سے زیادہ ان بچوں کی تکالیف ستاتیں۔ آخر تین برس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ صحیفہ دیمک کی نذر ہوا اور ان حضرات کی یہ مصیبت دور ہوئی۔ تین برس کا زمانہ ایسے سخت بائیکاٹ اور نظر بندی میں گذرا اور ایسی حالت میں ان حضرات پر کیا کیا مشقتیں گذری ہوں گی، وہ ظاہر ہے۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنے دین پر جمے رہے، بلکہ اس کی اشاعت بھی فرماتے رہے۔ یہ تکالیف اور مشقتیں ان لوگوں نے اٹھائی ہیں جن کے آج ہم نام لیوا کہلاتے ہیں اور اپنے کو ان کا متبع بتلاتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ ہم لوگ ترقی کے باب میں صحابہ کرام جیسی ترقیوں کے خواب دیکھتے ہیں، لیکن کسی وقت ذرا غور کرکے یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ان حضرات نے کتنی قربانیاں دی ہیں اور ہم نے دین اسلام کی خاطر یا مذہب کی خاطر کیا کیا ہے۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ عیش و آرام، بد دیانتی اور دنیا طلبی میں کفار کے دوش بدوش چلیں اور اسلامی ترقی ہمارے ساتھ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو می روی بترکستان ست

مجھے خوف ہے کہ اے بدوی تو کعبہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ یہ راستہ جو تو نے اختیار کیا ہے ترکستان کو جاتا ہے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت:

احد کی لڑائی میں جو کفار مارے گئے تھے ان کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زوروں پر تھا۔ سلافہ نے جس کے دو بیٹے اس لڑائی میں مارے گئے تھے، منت مانی تھی کہ اگر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ (جنہوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا) کا سر ہاتھ آجائے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ اس لئے اس نے اعلان کیا تھا کہ جو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کا سر لائے گا میں اس کو ایک سو اونٹ انعام میں دوں گی۔ سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ ان کا سر لانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس نے عضل وقارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا۔ ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور حضور اقدسﷺ سے تعلیم و تبلیغ کے لئے اپنے ساتھ چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجنے کی بھی درخواست کی اور ان کا وعظ پسندیدہ بتلایا۔ چنانچہ آپﷺ نے چند (دس) آدمیوں کو اور بعض روایات کے مطابق چھ آدمیوں کو ان کے ساتھ روانہ کردیا اور ان میں حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بھی تھے، راستہ میں جاکر لے جانے والوں نے بدعہدی کی اور دشمنوں کو مقابلہ کے لئے بلایا جو کہ دو سو آدمی تھے اور ان میں ایک سو آدمی بڑے مشہور تیر انداز تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضورﷺ نے ان حضرات کو مکہ والوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ راستہ میں بنو لحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوا۔ یہ مختصر جماعت دس یا چھ آدمیوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فدفد تھا، چڑھ گئی۔ کفار نے کہا کہ ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے۔ صرف ہمارے ساتھ آجاؤ ہم تم کو قتل نہیں کریں گے۔ اہل مکہ سے تمہارے بدلہ میں مال لینا چاہتے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم کفار کے عہد میں آنا نہیں چاہتے اور ترکش

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

سے تیر نکال کر مقابلہ کیا، جب تیر ختم ہوگئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے جوش میں کہا کہ تم سے دھوکا کیا گیا، مگر گھبرانے کی بات نہیں، شہادت کو غنیمت سمجھو۔ تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہےاور جنت کی حوریں تمہاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ کفار کا مجمع کثیر تھا، آخر شہید ہوگئے اور دعا کی کہ یا اللہ! اپنے رسول ﷺ کو ہمارے قصہ کی خبر دیدے۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اسی وقت اس واقعہ کا علم حضور ﷺ کو ہوگیا۔ چونکہ عاصم رضی اللہ عنہ یہ بھی سُن چکے تھے کہ سلافہ میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مان چکی ہے تو آپ نے مرتے وقت یہ دعا بھی کی کہ یا اللہ! میرا سر تیرے راستہ میں کاٹا جارہا ہے تو ہی اس کا محافظ ہے وہ دعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کفار نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو حکم فرمایا کہ وہ شہید کو اپنے گھیرے میں لے لیں۔ چنانچہ ایک غول شہد کی مکھیوں کا آیا اور شہید کے جسم کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کفار کو یہ خیال تھا کہ رات کے وقت جب یہ اڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے۔ مگر رات کو پر اسرار طور پر شہید صحابی کی نعشِ مبارک غائب ہوگئی۔ ان صحابیوں کے مختصر قافلہ میں سے تین صحابی باقی رہ گئے۔ حضرت خبیب اور حضرت زید بن دثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ تم نیچے آجاؤ، ہم تم سے بدعہدی نہیں کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے، نیچے اترنے پر کفار نے ان کی کمانوں سے تانت اتارکر ان کی جگہ مشکیں باندھ لیں۔ تب حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پہلی بد عہدی ہے، میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں چلوں گا۔ ان شہید ہونے والوں کی اقتدا ہی مجھے پسند ہے۔ انہوں نے زبردستی ان کو کھینچا، مگر یہ نہ چلے تو ان ظالم لوگوں نے ان کو بھی شہید کردیا۔ صرف دو حضرات ان کے ساتھ رہے۔ ان کو لے جاکر ان لوگوں نے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کردیا۔ ایک حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ تھے، ان کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں کے بدلے میں خرید کرلیا، تاکہ اپنے باپ امیہ کے بدلے میں ان کو قتل کردے۔ دوسرے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ تھے، ان کو حجیر بن ابی اہاب نے ایک سو اونٹوں کے بدلے میں خرید لیا، تاکہ یہ بھی اپنے باپ کے بدلے میں ان کو قتل کردے۔ صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا، تاکہ یہ اپنے باپ کے بدلہ میں ان کو قتل کردیں۔ کیونکہ انہوں نے جنگِ بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زید رضی اللہ عنہ کو فوراً ہی حرم شریف سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا، تاکہ قتل کردیئے جائیں۔ اس کا تماشا دیکھنے کے لئے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ ان میں ابوسفیان بھی تھا۔ اس نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے شہادت کے وقت پوچھا اے زید (رضی اللہ عنہ)! تجھ کو خدا کی قسم ہے۔ سچ بتا کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ محمد (ﷺ) کی گردن تیرے بدلے میں ماردی جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ تو اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم رہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس ﷺ جہاں ہیں وہیں ان کو ایک کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر آرام سے رہیں۔ یہ جواب سن کر قریش حیران رہ گئے۔ ابوسفیان نے کہا محمد (ﷺ) کے ساتھیوں میں جتنی ان سے محبت دیکھی اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی۔ اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید کردیئے گئے۔ اس کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حرم شریف سے باہر لایا گیا اور سولی پر لٹکانے کے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دی جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ چنانچہ آپ کو مہلت دی گئی۔ انہوں نے دو رکعتیں نہایت اطمینان سے پڑھیں اور پھر فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر سے دیر کررہا ہوں تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد سولی پر لٹکادیئے گئے تو انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ! کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو تیرے رسول پاک ﷺ تک میرا آخری سلام پہنچادے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی اُسی وقت سلام پہنچایا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وعلیکم السلام یا خبیب (رضی اللہ عنہ) اور ساتھیوں کو اطلاع فرمائی کہ خبیب (رضی اللہ عنہ) کو قریش نے قتل کردیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

چڑھایا گیا تو چالیس کفار نے نیزے لیکر چاروں طرف سے اُن پر حملہ کیا اور آپ کے جسم مبارک کو چھلنی کر دیا۔ اسی وقت کسی نے قسم دیکر یہ بھی پوچھا کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے اور تم کو چھوڑ دیا جائے تو آپ نے فرمایا: واللہ العظیم مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے فدیہ میں ایک کانٹا بھی حضور سرورِ عالم ﷺ کو چبھے۔

ویسے تو ان حکایات کا ہر ہر کلمہ عبرت ہے۔ لیکن اس قصہ میں دو چیزیں خاص طور پر قابلِ قدر اور قابلِ عبرت ہیں: (۱) ان حضرات کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کہ اپنی جان جائے اور اس کے بدلے میں اتنا لفظ کہنا بھی گوارا نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو کسی قسم کی معمولی سی تکلیف بھی پہنچ جائے۔ (۲) دوسری چیز نماز کی عظمت اور اس کا شغف کہ ایسے آخری وقت میں عام طور سے بیوی بچوں کو آدمی یاد کرتا ہے، پیام و سلام کہتا ہے۔ مگر ان حضرات کو پیام و سلام دینا ہے تو حضور ﷺ کو، آخری تمنا ہے تو دو رکعت نماز کی۔

صحابہ کرامؓ کا انفاق، ایثار و ہمدردی: ایثار کہتے ہیں اپنی ضرورت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا۔ اوّل تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہر ادا ہر عادت ایسی ہے کہ جس کی برابری تو درکنار اس کا کچھ حصہ بھی کسی خوش قسمت کو نصیب ہو جائے تو یہ عین سعادت ہے۔ لیکن بعض عادتیں ان میں سے ایسی ممتاز ہیں کہ ان کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مقدس میں فرمائی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:" وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ". یعنی یہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، گو ان پر فاقہ ہی ہو۔ (سورۃ حشر آیت ۹ پ۲۸) ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور بھوک و پریشانی کی حالت کی اطلاع دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ ہے کوئی شخص کہ ان کی ایک رات کی مہمان نوازی قبول کرے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں مہمانی کروں گا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور ﷺ کے مہمان ہیں، جو اکرام ہو سکے، اس میں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم! بچوں کے لئے تھوڑا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سُلا دو۔ جب وہ سو جائیں تو کھانا لیکر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے سے اس کو بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری، جس پر یہ آیت "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ" نازل ہوئی۔

ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) روزہ پر روزہ رکھتے تھے۔ افطار کیلئے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ (جس کا نام حضرت ثابت رضی اللہ عنہ ہے) نے تاڑ لیا اور بیوی سے کہا کہ ایک مہمان لاؤں گا، جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ درست کرنے کے حیلہ سے چراغ کو بجھا دینا۔ جب تک مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے۔ ہم نہ کھائیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ساتھ میں سب شریک رہے، جیسے کھا رہے ہوں۔ صبح کو جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ کا برتاؤ حق تعالیٰ شانہٗ کو بڑا پسند آیا۔ (درمنثور) **جاری ہے**

بقایا: درس مثنوی

حضرت رومیؒ نے یہ قصہ محض تفریح کے لئے نہیں، قارئین اور سامعین کی نصیحت کے لئے بیان فرمایا ہے۔

اس سبق میں یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی نیک بزرگ کو دیکھ کر خوش ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی باطنی موافقت ہے جو اس مسرت کی اصل وجہ ہے اس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے اور امید کرنی چاہئے کہ یہ باطنی میلان بزرگوں کی کیمیا اثر صحبت سے انشاء اللہ تعالیٰ روحانی ترقی تک پہنچ سکے گا۔ بزرگوں کے ملفوظات سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ یا اللہ میں نیک نہیں لیکن تیرے نیک بندوں کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیک لوگوں کو کماحقہ پسند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین!! بحرمت سید المرسلین (ﷺ)

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

محمد اسلم رضوی، ساہیوال

ذکرِ ظہور مُصطفیٰ ﷺ قدیم صحائف آسمانی میں

اللہ رب العالمین نے حضرت محمد ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کائنات کی ہر مخلوق ونوع میں معلوم ومعروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو جملہ مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا۔ اس لئے آپ ﷺ وجہ تخلیق موجودات ہیں اور آپ ﷺ کو سلسلہ رسل میں سب سے آخر مبعوث فرمایا۔ اس لئے آپ ﷺ اول بھی ہیں اور آخر بھی۔ اس طرح آپ ﷺ نہ صرف سید الرسل وسید ولد آدم ہیں بلکہ شہ دوسرا بھی ہیں۔ جملہ مخلوق سے انسان افضل انسانوں میں رسول اعلیٰ اور رسولوں میں محمد رسول اللہ ﷺ افضل ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کو مؤمنین پر احسان قرار دیا۔ آپ ﷺ کی اس بعثت وظہور کا ذکر آپ کی بعثت سے قبل بھی ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزندِ اکبر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر بیت اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی کہ ہماری نسل میں ایک رسول مبعوث فرما۔ اس دعا کا مصداق آپ ہی کی ذات تھی۔

"وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ...... رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ...... رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ" (البقرہ ۱۲۷ تا ۱۲۹)

ترجمہ: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اور اسماعیل یہ کہتے ہوئے، اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار۔ اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بنی اسرائیل میں ۴۰ ہزار نبی مبعوث ہوئے۔ سارے کے سارے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزندِ اصغر حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ اس لئے انتظار تھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے بھی یک رسول پیدا ہوگا۔ بنی اسرائیل (یہود ونصاریٰ) دشمن کے ساتھ لڑائی کے وقت آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کیا کرتے تھے۔ "وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ" (البقرہ:۸۹)

ترجمہ: اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

اس پر مستزاد یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کی بعثت کی خوشخبری دی تھی: "وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ"

(الصف:٦)

ترجمہ: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا ایک مقصد ظہور مصطفیٰ ﷺ کا اعلان کرنا بھی تھا۔ یہ تو مسلمانوں کا عقیدہ ہے جو قرآن نے دیا۔ لیکن قبل از اسلام آسمانی صحائف اور مذاہب میں برابر آپ ﷺ کے ظہور کا ذکرِ جمیل ہے۔ انبیاء ورسل نے گواہی دی کہ آخر زمانہ میں دنیا کے سردار رحمت للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے۔ آئیں دیگر مذاہب کی گواہیاں ملاحظہ فرمائیں:

گوتم بدھ جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو ان کے ایک شاگرد نے پوچھا: "آقا! آپ کے جانے کے بعد دنیا کو کون تعلیم دے گا؟"

گوتم بدھ نے جواب دیا: "نندا! میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

زمین پر آیا، نہ میں آخری بدھ ہوں۔ اپنے وقت پر ایک اور بدھ آئے گا جو بدھوں کا بدھ ہوگا۔"

شاگرد نے پوچھا: "ہم اسے کس طرح پہچانیں گے؟"

بدھ نے جواب دیا: "وہ میتریا کے نام سے موسوم ہوگا۔"

الہ آباد (بھارت) کے مشہور اخبار "لیڈر" کی ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں ایک بدھ عالم کا مضمون شائع ہوا جس میں اس نے "میتریا" کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا: "وہ جس کا نام رحمت ہے" (بحوالہ النبی الخاتم از مناظر احسن گیلانی صفحہ ۲۱) اور قرآن اسی ہستی کے لئے "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

آج سے ساڑھے چار ہزار سال قبل ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالمِ انسانی کو یہ نوید سنائی: "وہ عربی ہوگا، اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا (اور) وہ اپنے سب بھائیوں کے درمیان بود و باش کرے گا۔" (پیدائش باب ۱۶:۱۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ ﷺ کی بعثت کا مژدہ سنایا۔ ملک بھی بتا دیا، پہاڑ کے نام کا بھی تعین کر دیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "خدا (سردار) سینا سے نکلا، سعیر سے چمکا اور فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا، دس ہزار قدسیوں کے ساتھ۔" (استثناء باب ۳۳:۲)

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سینا وہ وادی ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی اور اب نبوت سعیر میں منتقل ہو جائے گی اور سعیر سے مراد عرب کا علاقہ ہے اور مکہ فاران کی پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے اور آنحضرت ﷺ ہجرت مدینہ کے بعد ۸ ہجری کو مکہ میں دوبارہ فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور آپ کے ہمراہ اس وقت دس ہزار صحابہ تھے جو اپنی تقدیس کی وجہ سے قدوسی کہلاتے ہیں۔ کتاب استثناء کے ان الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی صداقت کے ساتھ ساتھ آپ کے مقدس صحابہ کی پاکیزگی کی شہادت بھی موجود ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی رسول کریم ﷺ کے ظہور کی خبر دی اور وحی خدا کے ذریعے اس ہستی کا بھی تعین فرما دیا جہاں آنحضور ﷺ مبعوث ہونے والے تھے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: "مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وہ سدا تیری حمد کریں گے۔ وہ بکہ سے گزرتے ہوئے ایک کنواں بناتے ہوئے۔" (زبور، باب ۸۴:۵،۶) مکہ کو عربی زبان میں بکہ بھی کہا گیا ہے اور یہ لفظ خود قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اسی کو بیت اللہ (خانہ کعبہ) کے باعث اللہ کا گھر قرار دیا گیا اور یہاں اللہ تعالیٰ کی حمد ہمیشہ ہوئی اور ہوتی رہے گی اور وہ حجاج جو دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کر چکے ہیں، اس بات کے گواہ ہیں کہ خانہ کعبہ ہی وہ جگہ ہے جہاں دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں طواف اور ذکرِ الٰہی نہ ہوتا ہو۔ کنواں سے آب زم زم کا کنواں مراد ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد آپ کے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوت سے نوازا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اپنے پیش رو انبیاء کی طرح اس آخر الزمان نبی کے ظہور کی بشارت دی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بشارت دیگر بشارتوں سے اس لحاظ سے ممتاز و منفرد خصوصیت کی حامل ہے کہ اس میں اشاروں اور کنایوں کے بجائے صریح طور پر آنحضور ﷺ کا اسمِ گرامی بتا دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: "خلو محمدیم زہ رودی زہ رعی" وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں۔ وہ میرے محبوب ہیں میری جان۔" (تسبیحات سلیمان پ ۵:۱۶) حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء میں سے حضرت یسعیاہ علیہ السلام نے بھی آنحضور ﷺ کی آمد کی خوشخبری فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ واضح طور پر نبی آخر الزمان علیہ السلام کے واقعہ ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بیاباں اور اس کی بستیاں قیدار کے آباد گاؤں اپنی آواز بلند کریں، سلع کے بسنے والے گیت گائیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں، وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں، جزیروں پر اس کی ثنا خوانی کریں، خداوند بہادر کی مانند نکلے گا، وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا، وہ نعرہ مارے گا، ہاں وہ للکارے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔" (یسعیاہ ۴۲:۱۱ تا ۱۳)

جغرافیہ عرب کا مطالعہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ سلع مدینے سے چند میل کے فاصلے پر واقع ایک پہاڑ کا نام ہے، جہاں مدینہ (یثرب) کے باشندے اپنے مہمانوں کو الوداع کہنے آتے تھے اور اگر کسی دور کے مہمان کے آنے کی اطلاع ہوتی تو اپنے مہمان کا استقبال کرنے بھی اس سلع پہاڑ تک آتے۔ جب نبی رحمت للعالمین ﷺ نے مکہ

www.il... جماعت اصلاح المسلمین

سے مدینہ ہجرت فرمائی تو باشندگان مدینہ نے آنحضورﷺ کا استقبال یہاں آکر کیا اور آپ کے ورود مدینہ کے وقت یہاں کی آبادی کی بچیاں گیت گا رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ترجمہ:- ہمارے ہاں چودھویں کا چاند طلوع ہوا وداع (جانب جنوب) کی دو پہاڑیوں سے ہم پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کیسی عمدہ دعوت وتعلیم ہے اے ہم میں مبعوث ہونے والے! تیرے ہر حکم کی اطاعت فرض ہے جو تو لایا ہے۔"

یسعیاہ علیہ السلام کے انہیں صحیفوں میں اللہ تعالیٰ نے آنحضورﷺ کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے: "میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے میں نے اپنی روح اس پر ڈالی۔ وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا۔ وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی۔" (یسعیاہ ۴۲:۱،۲)

مذکورہ بیان آنحضورﷺ پر بالکل صادق آتا ہے۔ آپ نے مدینہ میں اقوامِ مدینہ، یہود، نصاریٰ، اوس، خزرج اور مسلمانوں اور دیگر قبائل کے درمیان میثاق قائم کیا اور عدالت اور فیصلہ کے فرائض آپ کے ذمہ تھے اور تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی چیخ کر بات نہیں فرمائی اور نہ کوئی فضول بات (شور) کی اور نہ کبھی آپ بغیر کام کے کہیں گئے۔

ایسے ہی آنحضورﷺ نے زندگی میں کسی بھی شخص سے کوئی چیز نہیں پڑھی۔ اس لئے "امّی" آپ کا لقب اور نام ہے اور اس کا اظہار آپ نے نزولِ وحی کے وقت بھی کر دیا تھا کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا پڑھ۔ ان کے تین بار کہنے کے باوجود آپ نے تین بار ہی فرمایا کہ: "ما انا بقاری" (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے آخری نبی ہیں۔ آپ نے بھی اپنے سے پہلے انبیاء کی طرح حضرت خاتم النبیین ﷺ کی رسالت اور بعثت کی بشارت دی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا: "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ فارقلیط آئے گا تو سچائی کی راہیں بتادے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔" (یوحنا باب ۱۶:۱۲،۱۳)

انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس بیان میں فارقلیط کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہوبہو آنحضرتﷺ کے بارے میں صادق آتا ہے۔ فارقلیط کا ترجمہ روح حق بھی کیا گیا ہے اور بعض عیسائی فاضل علماء نے اس لفظ کا ترجمہ "احمد" بھی کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ میری تعلیم ناقص ہے اور فارقلیط (احمدؐ) کی تعلیم جامع اور کامل ہوگی اور قرآن میں اللہ تعالیٰ کا بیان ہے: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ" (المائدہ)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان کہ "وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔" قرآن مجید میں اس بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ☆ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ☆" (النجم) ترجمہ: "اور وہ (محمدﷺ) اپنے پاس سے نہیں بولتے وہ (ان کا قول) تو وہی ہوتا ہے جو انہیں وحی کیا جاتا ہے۔"

ایسے ہی حضرت عیسیٰ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ: "وہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" تو قرآن مجید میں آنحضورﷺ کو "یا ایہا النبی" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کہ اے غیب کی خبریں بتانے والے! پھر یہ کہ آنحضورﷺ نے قیامت تک کیلئے حالات اپنی امت کو بتلا دیئے ہیں۔ بہت سے مشرکینِ مکہ آپ کی غیب کی خبریں بتانے پر ایمان لے آئے تھے۔

مندرجہ بالا بیان کی آخری بات کہ "وہ میرا جلال ظاہر کرے گا" تو قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام کلمۃ اللہ، روح اللہ ہیں اور صرف کنواری حضرت مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرماتے ہیں، کوڑیوں کو تندرست فرماتے، مٹی کی مورتوں میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن کر اڑ جاتیں اور اندھوں کو بینا (آنکھوں والا) کر دیتے۔

اسی بیان میں ہے کہ: "وہ سچائی کی راہیں بتادے گا۔" آپ ﷺ کی اس صفت کے بارے میں کفار مکہ بھی گواہ ہیں، جنہوں نے آنحضورﷺ کو صادق اور امین کا خطاب دے رکھا تھا۔ قریش مکہ کو

www.zikar.com جماعت اصلاح المسلمین

جب پہلی بار فاران کی پہاڑی پر دعوتِ اسلام دی تو انہیں کہا:

"اے لوگو! اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا مان لو گے؟" لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا: "ہاں ہم مان لیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو آج تک جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔" یہ قریشِ مکہ کا جواب تھا، مگر اس واقعہ سے سینکڑوں سال قبل آپ کو انہی القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ "پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار امانت دار سچا کہلاتا ہے اور وہ راستی سے عدالت کرتا ہے، لڑتا ہے۔ (مکاشفات یوحنا، باب ۱۹:۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضور ﷺ کی ختمِ نبوت اور آپ ﷺ کی نبوت کی ابدیت کے بارے میں فرماتے ہیں: "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔" (یوحنا، باب ۱۴:۱۶)

مزید فرماتے ہیں: "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا۔ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔" (یوحنا باب ۱۶:۲۵، ۲۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضور ﷺ کی سرداری اور آمد کی بشارت ایک اور مقام پر اس طرح فرماتے ہیں: "اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے کہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔" (یوحنا باب ۱۶:۲۹، ۳۰)

مکاشفات یوحنا کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف آپ ﷺ بلکہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی پیش گوئیاں کی گئیں اور آپ ﷺ کے صحابہ کی صفات بھی بیان کردی گئیں۔ لکھا ہے: "پھر میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برہ صیہون کے پہاڑ پر کھڑا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار شخص ہیں۔" (باب ۱۴:۱)

برہ سے اصطلاح مکاشفات میں وہ گراں مایہ وجود ہے جو بعد ازاں رب ذوالجلال سب سے برتر ہو۔ یہاں محمد ﷺ مراد ہیں۔ صیہون سے مقدس پہاڑی مراد ہوتی ہے۔ یہاں پہاڑ سے مراد عرفات کی پہاڑی ہے اور ایک لاکھ چوالیس ہزار کی تعداد جو حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ "جن کے ماتھے پر اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا ہے۔" (باب:۱) یہ درس دراصل ترجمہ ہے: "**سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود**" پھر آگے ہے: "وہ تخت کے سامنے اور چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا ایک نیا گیت گا رہے تھے اور ان ایک لاکھ چوالیس ہزار شخصوں کے سوا جو دنیا سے خرید لئے گئے تھے کوئی اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔" (باب: ۱۴:۳)

یوحنا کو یہ جو مکاشفہ ہوا اس میں نئے گیت سے مراد وہ تلبیہ ہے جو حاجی حج کے موقع پر پڑھتے ہیں۔ یعنی "**لبیک اللھم لبیک**" اور اس حجۃ الوداع کے بعد آنحضور ﷺ رحلت فرما گئے تھے اور پھر نبی پاک ﷺ کے ساتھ کسی کو حج کرنا اور تلبیہ پڑھنا نصیب نہ ہو سکا اور نہ ہی ان ایک لاکھ چوالیس ہزار کے سوا کسی نے خطبہ حجۃ الوداع سماعت کیا اور خریدے جانے کا ذکر خود قرآن مجید میں بھی ہے کہ: "**اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ**" (التوبہ) "بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں جنت کے بدلے میں خرید لی ہیں۔" بائبل سے مندرجہ بالا جملہ شہادتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ یہود و نصاریٰ کا مشترکہ عقیدہ تھا کہ آخر زمانہ میں ایک رسول آئے گا۔ مدینہ منورہ میں یہود و نصاریٰ کی رہائش اور آبادکاری صرف اس لئے تھی کہ وہ پیغمبر اس کھجوروں والے شہر میں ہجرت کر کے آئے گا اور جب آنحضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو بہت سے علماء یہود و نصاریٰ نے آپ ﷺ کو پہچان لیا، جیسے لوگ اپنے بیٹوں کو پہچان لیتے ہیں۔ جن میں بعض علمائے یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور بعض عداوت میں رہے اور منکر بن گئے۔ قرآن مجید میں ہے: "**فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ**" (البقرہ: ۸۹) "تو جب تشریف فرما ہوئے ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے (جسے انہوں نے پہچان لیا) تو انکار کردیا سو پھٹکار ہو اللہ کی کفر والوں پر۔"

دوسری جگہ: "**اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ**" (البقرہ: ۱۴۶) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ پہچانتے ہیں اس (نبیؐ) کو جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچان لیتے ہیں۔"

مدینہ میں ایک یہودی عالم مخیریق تھا۔ جنگِ احد کے موقع پر اس نے یہودیوں سے کہا کہ: "اے گروہ یہود! تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد تم پر لازم ہے؟" (سیرت ابن ہشام ص ۲۹۶) بقیہ صفحہ ۱۰ پر

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

سفر نامہ حجاز مقدسہ
یا اللہ! حبیب حاضر ہے

قسط نمبر ۶

فضیلت زیارت روضۂ رسول ﷺ

حضرت علامہ مولانا
حبیب الرحمٰن گبول

روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی تمنا اور وہاں شب وروز نازل ہونے والے فیوض وبرکات انوار وتجلیات سے بہرہ ور ہونے کی خواہش ہر ایک امتی کے دل میں ہر وقت موجود رہتی ہے اور بلاشبہ حج کے بعد سب سے افضل اور سب سے بڑی سعادت حضور سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت ہے۔ اور یہ کیوں نہ ہو جبکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بابرکت زمانہ سے لیکر آج تک علماء امت، مشائخ طریقت اور عوام اہل اسلام نے بڑی بے تابی سے اس کا اہتمام کیا ہے۔

اس لئے چاہیئے کہ اس بابرکت سفر کے شروع ہی میں روضۂ اقدس کی حاضری کا ارادہ کرلیا جائے، جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا ہے کہ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد شریف کی زیارت سے مشرف ہونا حج مقبول کے برابر ہے۔ بلکہ جو حج ادا کرکے آیا ہے، اس کی بھی قبولیت کا ذریعہ اور سبب ہے۔

دور سے درود وسلام بھیجنے کی فضیلت بھی مسلّم ہے لیکن مواجہ شریف کے روبرو صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے جو فوائد وبرکات ہیں، ان سے کہیں زیادہ۔۔۔ بہت ہی زیادہ ہیں۔

خاص کر جبکہ خود رحمت عالم ﷺ نے فرمایا ہو **"مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ"** (جس نے میری قبر انور کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **"مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اَوْ قَالَ مَنْ زَارَنِیْ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا وَّ شَهِيْدًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ"** (جس نے میری قبر کی زیارت کی یا جس نے میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنے والا اور اس کے حق میں (اس کے ایمان کا) گواہ بنوں گا) حضرت حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **"مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَيَاتِیْ"** (جس نے بعد از وفات میری زیارت کی، اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی(الترغیب والترہیب ص ۲۴۳ جزء ثانی)

اور اس شخص سے زیادہ بدبخت اور محروم کون ہوگا جو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً میں حاضری کی سعادت ملنے پر بھی روضۂ رسول ﷺ کی زیارت نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **"مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ"** (جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری زیارت نہ کی بلاشبہ اس نے مجھے اذیت پہنچائی)

اور خصوصی طور پر حضور ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے والوں کے متعلق ارشاد ہے **"مَنْ جَآئَنِیْ زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِیْ كَانَ حَقًّا اَنْ اَكُوْنَ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"** (جو آدمی خالص میری زیارت کے لئے آیا، اس کو کسی ضرورت نے عمل سفر پر آمادہ نہ کیا ہو سوائے میری زیارت کے تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں) غالباً اسی حدیث کے پیش نظر صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں کہ اس عبد ضعیف کے نزدیک ایک سفر ایسا بھی ہونا چاہیئے کہ خالص نبی کریم ﷺ کی زیارت کی نیت سے کیا جائے۔ اس میں کوئی اور نیت شریک نہ ہو۔ زیارت سے فارغ ہوکر قیام مدینہ کے دوران مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی نیت سے بھی حاضر ہوتا رہے یا پھر دوسری مرتبہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو مسجد نبوی شریف کی زیارت کی بھی نیت شامل کرے۔

عاشقاں را شد مدرس حسن دوست
دفتر و درس و سبق شان روئے دوست

(رکن دین ص ۳۱۲)

یہ بات یاد رکھو کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عقل کو مغلوب ومطیع رکھو اور عشق ومحبت، ادب واطاعت کو مقدم رکھو۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدۃ العمر مدینہ منورہ میں رہے، لیکن کبھی جوتا نہ پہنا۔ ہمیشہ ننگے پاؤں رہے محض اس لئے کہ کہیں میرا پاؤں ایسی جگہ نہ پڑ جائے جہاں سرور کائنات ﷺ کے قدم مبارک پڑے ہوں۔ حالانکہ یہ شریعت کا حکم نہیں۔ ادب ومحبت کا تقاضا ہے۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

گنبد خضرا اور اس کی تعمیر

حجرہ مقدسہ (جس کے اندر موجود مزارات مقدسہ کی ترتیب پہلے بیان کی گئی اور جہاں اب بھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے جس میں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام مدفون ہوں گے) جس کے اوپر نہایت ہی خوبصورت نورانی گنبد دور سے زائرین کو دعوتِ دیدار دے رہا ہے۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ تک مسجد نبوی سے باہر تھا۔ ۸۸ تا ۹۱ ہجری میں ولید نے امیر مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی نگرانی میں جب مسجد نبوی کی توسیع کروائی تو آپ نے مشرقی جانب یہ حجرہ مقدسہ مسجد نبوی میں شامل کیا اور حجرہ مقدسہ کے اطراف مضبوط بنیادوں پر پتھروں کی مخمس (پانچ کونوں والی) دیوار بنوائی اور اسے نقش ونگار سے مزین کیا۔ ۵۵۷ھ میں سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے حجرہ مقدسہ کے گرد گہری خندق کھدوا کر تہ زمین تک اس میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا (جسے خندق الرصاص کہا جاتا ہے) اور اس بنیاد پر صندل کی جالی لگوائی (تاریخ حرمِ نبوی) سب سے پہلے ۶۷۸ھ میں سلطان منصور قلاؤن نے روضۂ اقدس پر گنبد بنوایا۔ قبہ کی تعمیر میں لکڑی اور سیسہ کی چادریں استعمال کی گئیں۔ اس کے بعد ۸۸۸ھ میں الملک اشرف قائت بائی نے روضۂ اقدس کے گرد پیتل کی نہایت ہی خوبصورت جالیاں لگوائیں، جن پر آج بھی سلطان کا نام اور سنِ تعمیر موجود ہے۔ لیکن اس نے سابقہ کچے فرش کو تبرکا جوں کا توں رہنے دیا۔ اس زمانے میں گنبد کا رنگ سفید تھا اور اسے القبۃ البیضاء (سفید گنبد) کہا جاتا تھا۔

۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضۂ اقدس پر رنگین پتھروں سے مزین دیدہ زیب گنبد بنوایا۔

دسویں ہجری کے وسط میں سلطان سلیمان رومی نے روضۂ اقدس کا فرش سنگِ مرمر کا بنوایا جو آج تک موجود ہے۔

گنبد خضرا کی موجودہ پرشکوہ نورانی عمارت جسے عاشقانِ رسول اپنے خوابوں میں دیکھتے ہیں اور قسمت والے وہاں پہنچ کر قلب وروح بلکہ ایمان وایقان کی روحانی معراج سے سرفراز ہوتے ہیں، ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود بن عبدالحمید خان نے تعمیر کروائی۔

۱۲۵۵ھ میں اس پر سبز رنگ کروایا گیا اور اس وقت سے لیکر آج تک متعدد بار سبز رنگ ہی کرایا جاتا رہا، جبکہ اس وقت بھی چھت سے ۱۰-۱۲ فٹ تک گنبد کا رنگ سفید اور اس سے اوپر تہ بہ تہ سبز رنگ چڑھا ہوا ہے۔

بارانِ رحمت کا سوراخ

گنبد خضرا کی چوٹی سے ذرا نیچے جنوب کی جانب سے ایک واضح سوراخ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ دارمی شریف کی روایت کے مطابق ایک بار اہلِ مدینہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قحط کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کے اوپر سے چھت میں ایک سوراخ بناؤ تا کہ قبر شریف اور آسمان کے مابین کوئی حجاب باقی نہ رہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا تو اس زور کی بارش ہوئی کہ جابجا گھاس کی کثرت ہوئی اور اونٹ فربہ ہو گئے۔

اس عظیم واقعہ کی یاد دہانی کے لئے بعینہ اسی جگہ سے ہر مرتبہ گنبد شریف پر سوراخ باقی رکھا گیا۔ حرم شریف کی جنوبی چہار دیواری سے چند گز کے فاصلے پر کھلی فضا سے بآسانی اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں حاضری کے وقت آپ کا حلیہ مبارک تصور میں رکھا جائے۔ محدثین کرام نے جو آپ ﷺ کا حلیہ مبارک لکھا ہے، اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا لیکن آدمیوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے بلند قامت معلوم ہوتے تھے، چہرہ مبارک کا رنگ پرکشش ملاحت بھرا گندمی تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاند کی طرف دیکھ کر جب آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو "فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" (کہ آپ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھا) سر مبارک بڑا اور دستار سے سجا ہوتا تھا۔ آپ کے بال مبارک سیاہ اور سر کے بیچ مانگ نکلی رہتی تھی۔ کان مبارک نہ زیادہ بڑے تھے نہ چھوٹے بلکہ درمیانے۔ دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت لگتے تھے۔ بھنویں مبارک جڑی ہوئی تھیں لیکن ایک باریک خوبصورت رگ دونوں میں حد فاصل تھی۔ آپ کی مبارک آنکھیں بڑی اور خوشنما تھیں۔ پتلی سیاہ تھی اور آنکھوں کی سپیدی میں سرخ رنگ کی باریک لکیر سی محسوس ہوتی تھی۔ آپ کے رخسار مبارک نرم اور پُرگوشت تھے۔ دندان مبارک سفید اور چمکدار تھے۔ بات چیت فرماتے تو دانتوں کے درمیان سے نور کی شعاعیں نکلتی محسوس ہوتی تھیں جبکہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ابھری ہوئی نظر آتی تھی۔ (تحفۃ الحجاج)۔

مواجہ شریف کے سامنے مذکورہ اوصاف جمیلہ پر مشتمل خوبصورت سے خوبصورت حلیہ مبارک ذہن میں لا کر اس عقیدہ سے صلوٰۃ وسلام اور

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

دیگر عرض معروض پیش کریں کہ آقا ﷺ از راہ لطف وکرم میری طرف دیکھ رہے ہیں اور میری گذارشات سن رہے ہیں۔ ان شآء اللہ تعالیٰ اس عقیدت ومحبت سے پیش کیے گئے صلوٰۃ وسلام اور التجائیں ضرور قبول ہوں گی۔ اس مخصوص حاضری کے وقت بندہ حبیب الرحمٰن کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل فرما کر ممنون فرمائیں۔

ریاض الجنۃ

یوں تو مسجد نبوی ﷺ کا چپہ چپہ نور فشاں ہے، مگر ان میں ریاض الجنۃ کا مقام کچھ سوا ہی ہے، جس کے لئے خصوصی طور پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **"ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ"** (میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک قطعہ باغ ہے) اس لئے اہتمام سے وہاں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی جائے۔ البتہ رش کے اوقات میں بہتر یہ ہے کہ آدمی اصحاب صفہ کے چبوترہ یا کسی اور جگہ نماز پڑھ لے۔ کسی کی اذیت کا باعث نہ بنے۔ ریاض الجنۃ جو کہ نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی مغربی دیوار کے ساتھ ہے، میں سات مشہور ومعروف استوانات یعنی ستون ہیں۔ سفید رنگ کے یہ بابرکت ستون اسلامی تاریخ کے بعض اہم واقعات کی نشاندہی کرتے ہیں، اس لئے اس کے پاس جگہ ملے تو فرائض یا نوافل وہاں ادا کرنے کی سعی کریں۔

استوانات کے نام اور تعارف

۱۔ استوانہ حنانہ: محراب النبی ﷺ کے قریب یہ ستون اس جگہ بنایا گیا ہے، جہاں کھجور کا وہ درخت دفن ہے جس پر ٹیک لگا کر حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور لکڑی کا منبر بن جانے کے بعد وہ درخت آپ کے فراق میں بچوں کی طرح رو دیا تھا۔

۲۔ استوانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں (طبرانی) اس جگہ کی نشاندہی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی اس لئے اس ستون کو آپ رضی اللہ عنہا، کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۳۔ استوانہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ: سریر اور استوانہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان واقع یہ ستون اس ستون کی جگہ بنایا گیا ہے جس پر تکیہ لگا کر حضور اکرم ﷺ قبلہ رخ بیٹھتے۔ ایک بار غزوہ میں شرکت سے قاصر رہنے پر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے (جو کہ انتہائی مخلص صحابی تھے) اپنے آپ کو اسی ستون سے باندھ لیا تھا اور تہ دل سے تائب ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا قرآن میں اعلان فرمایا۔ "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ" (پ۹ رکوع ۱۷) ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ اللہ سے خیانت کرو اور (نہ ہی) رسول کے ساتھ (خیانت کرو)" اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو اپنے دستِ مبارک سے کھولا تھا۔

۴۔ استوانہ سریر: سریر عربی میں چارپائی یا بستر کو کہتے ہیں۔ استوانہ سریر کے مقام پر حضور اکرم ﷺ کے لئے بستر بچھایا جاتا ہے اس لئے اس ستون کو استوانہ سریر کہتے ہیں۔ حجرہ مقدسہ سے بالکل ہی متصل اس ستون کا تقریباً نصف حصہ دیوار مبارک کی جالی میں آ گیا ہے جبکہ نصف حصہ ریاض الجنۃ میں داخل ہے۔

۵۔ استوانہ حرس: حرس عربی میں، پہرہ داری کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی مقام پر بیٹھ کر آنحضرت ﷺ کی پاسبانی کی خدمت انجام دیتے تھے، اسی لئے اسے استوانہ حرس اور استوانہ علی رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ستون استوانہ سریر سے شمال میں واقع ہے۔ اس بابرکت ستون کا بھی ایک حصہ جالی شریف والی دیوار میں شامل ہے۔

۶۔ استوانہ وفود: استوانہ حرس کے شمال میں واقع یہ ستون اس مقام کی نشاندہی کرتا ہے جہاں بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات کرتے اور اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ استوانہ وفود کا بھی تقریباً نصف حصہ حجرہ مقصورہ کی دیوار میں شامل ہے۔ مذکورہ دونوں استوانوں کی طرح اس کا بھی ایک حصہ ریاض الجنۃ میں شامل ہے۔ ان تینوں مقامات پر نماز ادا کر کے نیز ذکر ومراقبہ کر کے فیوض وبرکات حاصل کرنے چاہئیں۔

۷۔ استوانہ تہجد: اس مقام پر نبی کریم ﷺ تہجد ادا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ جب بھی موقعہ ملے ان ستونوں کے پاس جا کر نوافل ادا کریں، توبہ استغفار کریں اور دعائیں مانگیں کہ ان مقامات پر نبی کریم ﷺ کی خصوصی نگاہ کرم ہو چکی ہے۔ یاد آ جائے تو اس سیہ کار فقیر حبیب الرحمٰن گبول بخشی کی بخشش ومغفرت کے لئے دعا فرما کر ممنون ومشکور فرما دیں۔ اس مقدس مقام پر بھی آپ سندھی اردو یا کسی بھی زبان میں دعا مانگ سکتے ہیں۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیاری زبان عربی میں بھی کچھ دعائیں مانگیں۔ ایک مختصر وجامع دعا مع

بقیہ صفحہ ۲۵ پر

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

درسِ مثنوی مولانا رومؒ

قصہ حکیم جالینوس

مولانا محمد اسماعیل بخشی طاہری

انسان حیوان ناطق بھی ہے اور سماجی جیو بھی۔ سماجی میلان کے پیش نظر اس کو انگریزی خواندوں نے سوشل اینیمل (Social Animal) کہا ہے۔ شب و روز اس کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، مذہب و ثقافت کے جملہ اثرات سماجی میلان کے عکاس ہیں۔ حتیٰ کہ انفرادیت ہو یا اجتماعیت ہر جگہ اور ہر وقت انسان سماجی اثرات کے اندر دکھائی دیتا ہے۔ گروہ بندی، دوستی، اتفاق و اتحاد کے سارے کارنامے سماج ہی کی جھلکیاں ہوتی ہیں۔ انسان کی جسمانی نشوونما ہو یا ذہنی ارتقا، مادی خواہشات ہوں یا روحانی میلانات، سب کے سب کسی نہ کسی سماج کا پرتو ہیں۔

کسی کے ساتھ مل بیٹھنا، دن اور راتیں محفلوں میں گذارنا، کسی سے دور رہنا اور کسی سے قریب تر ہونا بھی اندرونی میلانات کی علامت ہیں جو آہستہ آہستہ پروان چڑھتی ہیں۔ ان ساری نفسیات انسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکیم الامت حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ نے اپنی مثنوی میں جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔ آج کے اس مضمون میں ''حکایت حکیم جالینوس'' کا مطالعہ مثنوی مولانا رومیؒ کی روشنی میں کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

گفت در من کرد یک دیوانہ رو

ترجمہ: فرمایا مجھ پر ایک دیوانے نے نظر کی۔

حکایت کا اختصار کچھ یوں ہے کہ حکیم صاحب کے ہاں چند مہمان آئے جن کے ساتھ ایک شخص تھا جو مہمان خانہ کے کونے میں بیٹھ گیا۔ ایسے میں حکیم صاحب نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ دوا خانے سے مجھے فلاں دوا لادو۔ ساتھیوں کو بڑا تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ جناب یہ دوا تو پاگلوں کے لئے ہے۔ آپ کیوں طلب فرماتے ہیں! مولانا رومیؒ نے اسے یوں بیان فرمایا ہے:

'''گفت در من کرد یک دیوانہ رو'' یعنی مجھ کو ایک دیوانہ دیکھ رہا تھا۔

مثنوی: ساعتے در روئے من خوش بنگرید
چشمکم زد آستینِ بہ درید

ایک ساعت (وہ مجنوں شخص) میرے منہ کو تکتا رہا اور مسرور ہوتا رہا، پھر دفعتاً آنکھ سے اشارہ بازی کی اور اپنی آستین کو چاک کر ڈالا''۔

مثنوی: گر نہ جنسیت بدے در من ازو
کے رخ آور دے بمن آن زشت رو

ترجمہ: اگر وہ مجھ میں اپنی ہم جنسیت نہ دیکھتا یعنی میرے اندر اپنے جیسا مادہ جنون محسوس نہ کرتا تو وہ بدصورت میری طرف اس طرح کیوں دیکھتا۔

مثنوی: کے پرد سائی مرغ بجز با جنس خود
صحبت نا جنس گورست و لحد

ترجمہ: پرندہ کب اپنے ہم جنسوں کے بغیر اڑتا ہے۔ دراصل غیر جنس کی صحبت تو ایسی ہے جیسے کوئی زندہ در گور ہو۔

حضرت رومیؒ کے اس کلیہ کی تائید تو کئی اور زبانوں میں بھی پڑھنے کو ملتی ہے۔ مثلاً: "الجنس یمیل الی الجنس" یعنی ہر جنس اپنے ہم جنس کی طرف میلان رکھتی ہے۔ انگریزی میں بھی مشہور ہے کہ:

"Birds of same feather flocle together"

یعنی ہر پرندہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ اڑتا ہے۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مقرب بنایا تھا اور ایسے بزرگوں کو رات دن انسان کی اصلاح کا خیال غالب رہتا ہے۔ اس قصہ کو اس غرض سے بیان فرمایا ہے کہ صحبت کا میلان اندر (قلب) کے موافقت کی دلیل ہے۔ اگرچہ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے لیکن حضرتؒ کے طریقہ بیان سے بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

کوئی وصف جب دو آدمیوں میں مشترک ہوتا ہے تو دونوں کی دوستی اور مناسبت رفاقت کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے۔

نتیجہ کو پایۂ ثبوت اور قابل اعتماد تک پہنچانے کے لئے آگے فرماتے ہیں:

چوں شدم نزدیک من حیران ودنگ
خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حکیم جالینوس کے ساتھی نے کہا کہ جوں ہی میں اس شخص کے قریب گیا تو دنگ ہی رہ گیا۔ حیرانی کی حد نہ رہی۔ میں نے خود دیکھا کہ وہ شخص اور حکیم صاحب دونوں لنگڑے تھے۔ یعنی لنگڑاپن کی قدر مشترک تھی جو دونوں کو مسرور اور خوش کر رہی تھی۔

بقیہ صفحہ ۱۶ پر

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

قسط نمبر۱۰

مولوی غلام رسول نقشبندی طاہری - لاہور

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

فضائل و مناقب ازروئے قرآن

غزوہ بنی المصطلق کی فتح کے بعد رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی خطرناک فتنہ انگیزی: اس واقعہ کو بخاری' مسلم' احمد' نسائی' ترمذی' بیہقی' طبرانی' ابن مردویہ' عبدالرزاق' ابن جریر طبری' ابن سعد اور محمد بن اسحاق نے بکثرت سندوں سے نقل کیا ہے۔ بعض روایات میں اس مبہم کا نام نہیں لیا گیا' مگر مغازی اور سیر کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ واقعہ غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر پیش آیا۔ صورت واقعہ تمام روایات کو جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ: بنی المصطلق کو شکست دینے کے بعد ابھی لشکرِ اسلام اُس بستی میں ٹھہرا ہوا تھا جو مریسیع نامی چشمے پر آباد تھی کہ یکا یک پانی پر دو صاحبوں کا جھگڑا ہوگیا۔ ان میں سے ایک کا نام جہجاہ بن مسعود غفاری تھا جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے اور ان کا گھوڑا سنبھالنے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ دوسرے صاحب سنان بن وبر الجُہنی تھے (ان دونوں صحابہ کے نام مختلف روایات میں مختلف بیان کیے گئے ہیں' ہم نے یہ نام ابن ہشام کی روایت سے لیے ہیں) جن کا قبیلہ خزرج کے ایک قبیلے کا حلیف تھا۔ زبانی ترش کلامی سے گزر کر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی اور جہجاہ نے سنان کے ایک لات رسید کردی' جسے اپنی قدیم روایات کی بناء پر انصار سخت ترین توہین وتذلیل سمجھتے تھے۔ اس پر سنان نے انصار کو مدد کیلئے پکارا اور جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اس جھگڑے کی خبر سنتے ہی اوس اور خزرج کے لوگوں کو بھڑکانا اور چیخنا شروع کردیا کہ دوڑو اور اپنے حلیف کی مدد کرو۔ اُدھر سے کچھ مہاجرین بھی نکل آئے۔ قریب تھا کہ بات بڑھ جاتی اور اسی جگہ انصار اور مہاجرین آپس میں لڑ پڑتے جہاں ابھی وہ مل کر ایک دشمن قبیلے سے لڑے تھے اور اُسے شکست دے کر ابھی اُسی کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے تھے' لیکن یہ شور سُن کر رسول اللہ ﷺ نکل آئے اور آپ نے فرمایا:

ما بال دعوی الجاهلية؟ ما لكم ولدعوة الجاهلية؟ دعوها فانها منتنة- یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ تم لوگ کہاں اور یہ جاہلیت کی پکار کہاں؟ اسے چھوڑ دو۔ یہ بڑی گندی چیز ہے۔ اس پر دونوں طرف کے صالح لوگوں نے آگے بڑھ کر معاملہ رفع دفع کرادیا اور سنان نے جہجاہ کو معاف کرکے صلح کرلی۔

اس کے بعد ہر وہ شخص جس کے دل میں نفاق تھا' عبداللہ بن ابی کے پاس جاپہنچا اور ان لوگوں نے جمع ہوکر اس سے کہا کہ: "اب تک تو تم سے اُمیدیں وابستہ تھیں اور تم مدافعت کررہے تھے مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمارے مقابلے میں ان کنگلوں کے مددگار بن گئے ہو۔" (مدینہ کے منافقین اُن تمام لوگوں کو جو اسلام قبول کرکے مدینہ آرہے تھے "جلابیب" کہا کرتے تھے۔ لغوی معنی تو اس لفظ کے گلیم پوش یا جھوٹے موٹے کپڑے پہنے والے کے ہیں' مگر اصل مفہوم جس میں وہ لوگ غریب مہاجرین کی تذلیل کے لئے یہ لفظ استعمال کرتے تھے' کنگلے کے لفظ سے زیادہ صحیح طور پر ادا ہوتا ہے) رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تو پہلے ہی کھول رہا تھا' ان باتوں سے اور بھی زیادہ بھڑک اٹھا۔ کہنے لگا کہ:

"یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے ملک میں جگہ دی' ان پر اپنے مال تقسیم کیے۔ یہاں تک کہ اب یہ پھل پھول کر خود ہمارے ہی حریف بن گئے۔ ہماری اور ان قریش کے کنگلوں (یا اصحاب محمد ﷺ) کی حالت پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کیا تاکہ تجھ ہی کو پھاڑ کھائے۔ تم لوگ ان سے ہاتھ روک لو تو یہ چلتے پھرتے نظر

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

آئیں۔ خدا کی قسم! مدینے واپس پہنچ کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا۔"

مجلس میں اتفاق سے زید بن ارقمؓ بھی موجود تھے' جو اُس وقت ایک کم عمر لڑکے تھے۔ اُنہوں نے یہ باتیں سُن کر اپنے چچا سے اُن کا ذکر کیا' اور اُن کے چچا جو انصار کے رئیسوں میں سے تھے' جاکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کردیا۔ حضور ﷺ نے زید کو بُلا کر دریافت کیا تو انہوں نے جو کچھ سنا تھا، من وعن دُہرادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تم ابنِ ابی سے ناراض ہو۔ ممکن ہے تم سے سننے میں کچھ غلطی ہوگئی ہو۔ ممکن ہے تمہیں شبہ ہوگیا ہو کہ ابن اُبی یہ کہہ رہا ہے۔ مگر زید نے عرض کیا نہیں حضور ﷺ خدا کی قسم! میں نے اس کو یہ باتیں کہتے سُنا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے ابن ابی کو بلا کر پوچھا تو وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ انصار نے بھی کہا کہ حضور ﷺ لڑکے کی بات ہے۔ شاید اسے وہم ہوگیا ہو۔ یہ ہمارا شیخ اور بزرگ ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک لڑکے کی بات کا اعتبار نہ فرمائیے۔ قبیلے کے بڑے بوڑھوں نے زید کو بھی ملامت کی اور بیچارے رنجیدہ ہوکر اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ مگر حضور ﷺ زید کو بھی جانتے تھے اور عبداللہ بن ابی کو بھی' اس لئے آپ سمجھ گئے کہ اصل بات کیا ہے؟

حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آکر عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑادوں یا اگر مجھے یہ اجازت دینا مناسب نہیں فرماتے تو خود انصار ہی میں سے معاذ بن جبل یا عبّاد بن بشر یا محمد بن مسلمہ کو حکم دیجئے کہ وہ اس کو قتل کردیں۔" (مختلف روایات میں مختلف انصاری بزرگوں کے نام آئے ہیں جن کے متعلق حضرت عمر نے عرض کیا تھا) مگر حضور ﷺ نے فرمایا: **فکیف یا عمر اذا تحدث النّاس ان محمدا یقتل اصحابه.** عمر! دنیا کیا کہے گی کہ محمد خود اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کررہا ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فوراً ہی کوچ کا حکم دے دیا' حالانکہ حضور ﷺ کے معمول کے لحاظ سے وہ کوچ کا وقت نہ تھا۔ پورا دن پھر پوری رات اور اگلے روز صبح کو بھی سفر کرتے رہے۔ تقریباً مسلسل تیس گھنٹے چلتے رہے' یہاں تک کہ لوگ تھک کر چُور ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور تھکے ہوئے لوگ زمین پر کمر ٹکاتے ہی سوگئے۔ یہ آپ ﷺ نے اس لئے کیا کہ جو کچھ مریسیع کے چشمے پر پیش آیا تھا' اس کے اثرات لوگوں کے ذہن سے محو ہوجائیں۔ راستے میں انصار کے ایک سردار حضرت اُسید بن حُضیر آپ سے ملے اور عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! آج آپ ﷺ نے ایسے وقت کوچ کا حکم دیا جو سفر کیلئے موزوں نہ تھا اور آپ ﷺ کبھی ایسے وقت میں سفر کا آغاز نہیں فرمایا کرتے تھے۔" حضور ﷺ نے جواب دیا "تم نے سُنا نہیں کہ تمہارے ان صاحب نے کیا گوہر افشانی کی ہے؟" انہوں نے پوچھا کون صاحب؟ فرمایا عبداللہ بن اُبی۔ انہوں نے پوچھا اس نے کیا کہا؟ فرمایا "اس نے کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال باہر کرے گا۔" اُسید نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! عزت والے تو آپ ﷺ ہیں۔ اور وہ ذلیل ہے۔ آپ ﷺ جب چاہیں اسے نکال سکتے ہیں۔"

رفتہ رفتہ یہ بات تمام انصار میں پھیل گئی اور اُن میں ابن اُبی کے خلاف سخت غصہ پیدا ہوگیا۔ لوگوں نے ابن اُبی سے کہا جاکر رسول اللہ ﷺ سے معافی مانگو مگر اُس نے تڑخ کر جواب دیا "تم نے کہا اُن پر ایمان لاؤ' میں ایمان لے آیا' تم نے کہا اپنے مال کی زکواۃ دو میں نے زکواۃ بھی دے دی۔ اب بس یہ کسر رہ گئی ہے کہ محمد ﷺ کو سجدہ کروں۔" ان باتوں سے اُس کے خلاف مؤمنینِ انصار کی ناراضی اور زیادہ بڑھ گئی اور ہر طرف سے اُس پر پھٹکار پڑنے لگی۔

عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن اُبی تو دشمنِ اسلام اور غدّارِ رسول اللہ ﷺ اور منافقوں کا سردار تھا' مگر اس کا بیٹا جس کا نام بھی عبداللہ تھا' وہ پکا مؤمن' اسلام کا شیدائی اور رسول اللہ ﷺ کا محبّ ومخلص جانثار تھا۔ جب یہ قافلہ مدینۂ منورہ میں داخل ہونے لگا تو ابن اُبی کا اپنا ہی بیٹا عبداللہ تلوار سُونت کر باپ کے آگے کھڑا ہوگیا اور باپ کو مخاطب ہوکر کہنے لگا: "تم نے کہا تھا کہ مدینہ واپس

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا۔ اب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ عزت تمہاری ہے یا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی؟ خدا کی قسم! تم مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک رسول اللہ ﷺ تم کو اجازت نہ دیں۔" اس پر رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی چیخ اٹھا: 'خزرج کے لوگو! ذرا دیکھو میرا بیٹا ہی مجھے مدینہ میں داخل ہونے سے روک رہا ہے۔" لوگوں نے یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچائی اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: "عبداللہ سے کہو اپنے باپ کو گھر آنے دے۔" عبداللہ نے کہا "ان کا حکم ہے تو اب تم داخل ہو سکتے ہو۔"

اُس وقت حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: "کیوں عمر! اب تمہارا کیا خیال ہے؟ جس وقت تم نے کہا تھا کہ مجھے اُس کو قتل کرنے کی اجازت دیجئے۔ اُس وقت اگر تم اُس کو قتل کر دیتے تو بہت سی ناکیں اس پر پھڑکنے لگتیں۔ آج اگر میں اُس کے قتل کا حکم دوں تو اسے قتل تک کیا جا سکتا ہے۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "خدا کی قسم! اب مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ کے رسول کی بات میری بات سے زیادہ مبنی بر حکمت تھی۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ابن اسحاق اور طبری نے بھی ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری، زیر سورت المنافقون)

سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے قتل کا حکم دینے والے ہیں اگر اجازت ہو تو میں خود اپنے باپ کا سر قلم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ مبادا آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں اور میں جوش میں آ کر اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں اور اس طرح ایک مسلمان کے قتل کا مرتکب بنوں۔ حضور ﷺ نے عبداللہ کو اپنے باپ کے قتل سے منع فرمایا اور اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کا حکم دیا۔

ٹھیک اسی زمانے میں سورۃ "المنٰفقون" نازل ہوئی، جس میں عبداللہ بن ابی کے جھوٹ کا بھی پول کھولا گیا۔ اس سورۃ کی آیت نمبر ۸ میں اُس بات کا ذکر ہے جو غزوۂ بنی المصطلق کے وقت مقام مُریسیع پر کہی تھی:

يَقُولُونَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (المنٰفقون ۶۳:۸) یعنی "یہ (منافق) کہتے ہیں کہ ہم مدینے واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا حالانکہ عزت تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور مؤمنین کے لئے ہے۔"

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ جب (غزوۂ بنی المصطلق کے دوران میں) میں نے عبداللہ بن ابی کا یہ قول رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا اور اس نے آ کر صاف انکار کر دیا اور اس پر قسم کھا گیا تو انصار کے بڑے بوڑھوں نے اور خود میرے اپنے چچا نے مجھے بہت ملامت کی۔ حتیٰ کہ مجھے یہ محسوس ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی مجھے جھوٹا اور عبداللہ بن اُبی کو سچا سمجھا ہے۔ اس چیز سے مجھے ایسا غم لاحق ہوا جو عمر بھر کبھی نہیں ہوا اور میں دل گرفتہ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ پھر جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر ہنستے ہوئے میرا کان پکڑا اور فرمایا لڑکے کا کان سچا تھا۔ اللہ نے خود اس کی تصدیق فرما دی۔ (ابن جریر، ترمذی میں بھی اس سے ملتی جلتی روایت موجود ہے) اس آیت میں صاف صاف اللہ کی طرف سے یہ اعلان کر دیا گیا کہ عزت اللہ کے لئے بالذات مخصوص ہے اور رسول ﷺ کے لئے بر بنائے رسالت اور مؤمنین کے لئے بر بنائے ایمان۔ رہے کفار و فساق تو حقیقی عزت میں سرے سے اُن کا کوئی حصہ ہی نہیں ہے۔

واقعہ افک محترم قارئین! غزوۂ بنی المصطلق میں مقام مُریسیع پر جو فتنہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی نے انصار و مہاجرین کو باہم دست و گریباں کرنے کے لئے اٹھایا' ابھی یہ شوشہ تازہ ہی تھا کہ اسی سفر میں واپسی کے دوران اُس نے ایک اور خطرناک اور انتہائی شر انگیز فتنہ اٹھا دیا اور فتنہ بھی ایسا کہ اگر نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کمال درجہ ضبط و تحمل اور حکمت و دانائی سے کام نہ لیتے تو مدینے کی نوخیز مسلم سوسائٹی میں سخت خانہ جنگی برپا ہو جاتی۔

یہ فتنہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا پر

www.zikar.com

جماعت اصلاح المسلمین

تہمت کا فتنہ تھا۔ اسی بہتان اور تہمت کو لسان قدرت نے افک فرما کر جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔ صحیح بخاری، مسلم اور دوسری کتب حدیث میں یہ واقعہ غیر معمولی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس کا مختصر سا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ ﷺ کسی سفر پر جانے لگتے تو کسی زوجہ محترمہ کو ہمراہ لے جانے کے لئے قرعہ اندازی فرماتے۔ چنانچہ اس موقع پر قرعہ حضرت عائشہؓ کے نام نکلا اور وہی سفر غزوۂ بنی المصطلق میں معیت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ نے چلتے وقت ایک ہار اپنی بہن حضرت اسماء سے عاریۃً لے لیا تھا (تفسیر مظہری کے مطابق یہ ہار عقیق یمنی کا تھا) جس کو انہوں نے گلے میں پہن رکھا تھا۔ اس ہار کی لڑیاں اس درجہ کمزور تھیں کہ بار بار ٹوٹ جاتی تھیں اور آپ اس کو درست فرماتی رہتی تھیں۔ اُس وقت پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے، اس لئے اُن کے لئے پردہ دار محمل (ہودج) تیار کیا گیا۔ چنانچہ ہودج میں اونٹ پر سوار کی جاتی تھیں اور جب اُتاری جاتی تھیں تو ہودج سمیت ہی اتاری جاتی تھیں اور ہودج پر پردے لٹکے رہتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی عمر اُس وقت تقریباً چودہ پندرہ سال کی تھی۔ ایک تو کم سنی اور دوسرے اچھی غذا نہ ملنے کی وجہ سے آپ دبلی پتلی اور ہلکی پھلکی تھیں۔ حد یہ ہے کہ جب ساربان آپ کے محمل (ھودج) کو اونٹ پر رکھتے تو اس کا مطلق احساس نہ ہوتا کہ محمل میں کوئی ہے بھی یا نہیں۔ غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی پر قافلہ منزل بہ منزل مدینۂ طیبہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ مدینہ سے ایک منزل پہلے شب کو قافلہ نے پڑاؤ کیا۔ آخر شب کوچ سے کچھ پہلے اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے، تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہوکر تیار ہوجائیں۔ چنانچہ تیاریاں شروع ہوگئیں۔ حضرت عائشہؓ بھی قضائے حاجت سے فراغت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں۔ فراغت کے بعد جب واپس لوٹنے لگیں تو اتفاقاً گلے پر ہاتھ پڑ گیا۔ دیکھا تو ہار نہ تھا۔ ایک طرف کم سنی کا تقاضا، دوسری طرف عاریت کی چیز کا خیال، گھبرا کر وہیں تلاش کرنے لگیں۔ خیال تھا کہ قافلہ کی روانگی سے قبل ہی ہار تلاش کرکے واپس آجائیں گی۔ اس بناء پر آپ نے کسی کو اطلاع دینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ ہار کی تلاش میں ان کو دیر لگ گئی۔ ہار عقیق یمنی کے نگینوں کا تھا۔ ٹوٹ کر گرا تو نگینے بکھر گئے۔ ان نگینوں کے جمع کرنے میں دیر ہوگئی۔ جب واپس اپنی جگہ پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہوچکا ہے۔

قاعدہ یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کوچ کے وقت اپنے ھودج میں بیٹھ جاتی تھیں اور چار آدمی اُسے اُٹھا کر اُونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ جب کوچ ہونے لگا تو عادت کے مطابق حضرت صدیقہؓ کا ھودج یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کردیا کہ حضرت عائشہؓ اس میں موجود ہیں۔ اُٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ اس لئے نہ ہوا کہ وہ صغیرۃ السن (کم عمر) اور بدن میں نحیف تھیں۔ لہٰذا کسی کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ ھودج خالی ہے۔ چنانچہ اُونٹ کو ہانک دیا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنی جگہ واپس آکر قافلہ نہ پایا تو بڑی دانشمندی اور وقار واستقلال سے کام لیا کہ قافلے کے پیچھے دوڑنے یا تلاش کرنے کے بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ آنحضرت ﷺ اور رفقاء کو جب معلوم ہوگا کہ میں ھودج میں نہیں ہوں تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں پہنچیں گے۔ اگر میں اِدھر اُدھر کہیں چلی گئی تو ان کو تلاش میں مشکل ہوگی۔ ابھی رات کا وقت تھا۔ نیند کا غلبہ ہوا اور اسی حالت میں لیٹ گئیں اور انہیں نیند آگئی۔ حضرت صفوان بن مُعطّل سلمی (بدری صحابی تھے) کو حضور ﷺ نے اس کام پر مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ لشکر وقافلہ کے پیچھے پیچھے رہیں اور لشکر کے روانہ ہونے کے بعد گری پڑی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اُس کو اُٹھا کر محفوظ کرلیں اور اُس کے مالک تک پہنچا دیں۔ وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے۔ ابھی روشنی پوری نہ تھی۔ انہوں نے کسی کو دور سے سویا ہوا دیکھا۔ قریب آئے تو حضرت عائشہؓ کو پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہؓ کو دیکھا ہوا تھا۔ پہچاننے کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ ان کی زبان سے بلند آواز سے انا للہ وانا الیہ راجعون (کلمۂ استرجاع) نکلا۔ یہ کلمہ صدیقہؓ کے کان میں پڑا

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

تو آنکھ کھل گئی اور فوراً چہرہ ڈھانپ لیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: واللہ ما کلمنی ولا سمعت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ. خدا کی قسم! صفوان نے مجھ سے کوئی بات تک نہیں کی اور نہ ہی اُن کی زبان سے سوائے کلمہ استرجاع (انا للہ۔۔۔) کے میں نے کوئی کلمہ سُنا۔ غالباً حضرت صفوان نے آواز بلند اسی لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تاکہ اُمّ المؤمنین بیدار ہوجائیں اور خطاب وکلام کرنے کی نوبت نہ آئے (چنانچہ بات کرنے کی نوبت نہ آئی) حضرت صفوانؓ نے اپنا اونٹ لاکر اُمّ المؤمنین کے قریب بٹھلا دیا۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ صفوانؓ اونٹ سامنے کرکے خود پیچھے ہٹ گئے۔ اُمّ المؤمنین سوار ہوگئیں اور حضرت صفوان مُہار پکڑ کر پا پیادہ آگے آگے چلنے لگے' یہاں تک کہ لشکر میں جاپہنچے۔ عین دوپہر کا وقت تھا۔ ابھی قافلہ نے پڑاؤ کیا ہی تھا اور لشکر والوں کو ابھی تک یہ پتہ نہ چلا تھا کہ ام المؤمنین پیچھے رہ گئی ہیں کہ اونٹ نظر آیا۔ حضرت صفوان کے ہاتھ میں اُونٹ کی مُہار تھی اور حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ یہ کوئی خاص واقعہ نہ تھا۔ اکثر آج بھی اس قسم کے حادثات ہوتے رہتے ہیں اور اس ترقی یافتہ دور میں بھی رفقاءِ سفر چھوٹ جاتے ہیں۔

اخبث الناس' راس الشیاطین' رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول' جو اسی سفر میں مُریسیع کے چشمے پر مہاجرین وانصار کو باہم لڑانے کی ناپاک سازش اور سعیٔ ناکام کرچکا تھا' اس کی اس ناکامی کی خجالت کا ابھی زخم تازہ ہی تھا کہ اُسے یہ دیکھتے ہی ایک بات ہاتھ لگ گئی۔ اُس نے اور اُس کی انگیخت پر اُس کے دوسرے منافقین ساتھیوں نے واہی تباہی بکنا شروع کردی کہ (نعوذ باللہ) حضرت عائشہؓ پاکدامن نہیں ہیں۔ روایات میں آیا ہے کہ جس وقت صفوانؓ کے اُونٹ پر حضرت عائشہؓ لشکر گاہ میں پہنچیں اور معلوم ہوا کہ آپ اس طرح پیچھے چھوٹ گئی تھیں' اُسی وقت عبداللہ بن اُبی پکار اٹھا کہ: خدا کی قسم! یہ بچ کر نہیں آئی۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے بروایت عروہ قصۂ افک کے ذیل میں حضرت عائشہؓ کا بیان نقل کیا کہ اُمّ المؤمنین نے فرمایا: پھر میں سوار ہوگئی۔ صفوانؓ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور مُہار پکڑے آگے آگے چلنے لگے۔ چلتے چلتے منافقوں کی ایک جماعت کی طرف ہمارا گزر ہوا۔ منافقوں کا قاعدہ تھا کہ (مسلمانوں کے عام) لشکر سے الگ پڑاؤ کرتے تھے۔ ان کی فرودگاہ عام مسلمانوں کی فرودگاہ سے الگ ہوتی تھی۔ منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی کہنے لگا یہ عورت کون ہے؟ ساتھیوں نے جواب دیا عائشہؓ ہے۔ عبداللہ بولا: خدا کی قسم! اس سے نہیں بچی اور نہ وہ اس سے بچا (تفسیر مظہری زیر سورۃ النور)

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہؓ بیمار ہوگئیں اور ایک مہینے کے قریب بستر پر پڑی رہیں۔ اس بہتان کی خبریں اُڑ رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے کانوں تک بھی بات پہنچ چکی تھی، مگر اُمّ المؤمنین کو اس بہتان طرازی کا قطعاً علم نہ تھا۔

اس سے پہلے عبداللہ بن اُبی غزوۂ بنی المصطلق کے دوران میں اپنی بدبختی، شیطنت اور خباثت کا جس انداز میں مظاہرہ کرچکا تھا، اس سے ایسے آثار دکھائی دے رہے تھے کہ اس کی حضور ﷺ سے عداوت اور بغض وعناد ضرور ظاہر ہوکر رہے گا۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان تراشی کے فتنے کو پھیلانے سے رئیس المنافقین اور اُس کے ساتھی' منافقوں کی غرض یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان اختلاف پیدا کیا جائے' عام مسلمانوں کے دلوں میں آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت کے تقدس کے خلاف بدگمانی کے جذبات اُبھارے جائیں اور انصار ومہاجرین میں مناقشہ پیدا کرکے اہلِ مدینہ کو اسلام سے برگشتہ کردیا جائے۔ حضرت عائشہؓ پر بہتان کی غرض وغایت محض ایک پاک طینت اور مجسمۂ عفت وطہارت خاتون کو بدنام کرنا نہ تھی' بلکہ اصل مقصد آنحضرت ﷺ، اسلام اور پوری ملّتِ اسلامیہ کو نقصان پہنچانا تھا۔ یہ بہتان اس قدر لغو' بیہودہ' بعید از عقل اور از سرتاپا کذب وافتراء کا مجموعہ تھا کہ کوئی شریف انسان اس پر یقین نہیں کرسکتا۔ چنانچہ نیک دل' سلیم الفطرت مسلمانوں نے جب یہ بُہتان سُنا تو اُنہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور اس کی صداقت سے صاف صاف انکار کردیا اور کہا کہ:

عائشہ شریف النفس ہیں' ان سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہم کسی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

طرح بھی اس پر یقین نہیں کر سکتے۔ محدثِ امت فاروقِ اعظمؓ نے تو سنتے ہی برملا اور بے ساختہ فرمایا: "سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" (طبرانی)

حضرت عائشہ کی بیگناہی اظہر من الشمس تھی۔ اس سلسلے میں کچھ دن جبکہ خود آنحضرت ﷺ اور سارا مسلم معاشرہ بے چین ومضطرب رہا تھا' قرآن مجید کی ایک عظیم الشان سورت "النور" نازل ہوئی' جس میں حضرت عائشہؓ کی بریت کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی۔ منافقین اور دشمنانِ اسلام کو عوام میں ذلت ورسوائی اٹھانا پڑی' کیونکہ قرآن مجید نے اس سارے واقعے کو "افک مبین" قرار دے کر "سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" کہہ کر حضرت عمرؓ کے الفاظ کو وحی متلو بنا کر اس پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔

یہ طوفانِ بدتمیزی تو خالصتاً منافقین کا اٹھایا ہوا تھا۔ وہی اس کو ہوا دے رہے تھے' مگر بدقسمتی سے مدینہ میں منافقوں کی اس پھیلائی ہوئی سازش کا تین مخلص مسلمان بھی شکار ہوگئے' جیسا کہ تفسیر دُرِّ منثور میں بحوالہ مَردَویہ حضرت ابن عباس کا یہ قول منقول ہے: "اعانه ای عبدالله بن ابی حسان ومسطح وحمنه"۔ یہ تین حسان، مسطح بن اُثاثہ اور عورتوں میں سے حمنہ بنت جحش ہیں۔

حضرت حسان کو اس واقعہ کی حقیقت سے کوئی بحث نہ تھی' بلکہ ان کو صفوان بن مُعطّل کی بدنامی پر مسرت تھی' کیونکہ ان کو ملال تھا کہ باہر کے لوگ ہمارے گھر آ کر ہم سے زیادہ صاحب عزت کیوں بن گئے؟ حمنہ بنت جحش ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کی بہن تھیں اور چونکہ حضرت عائشہؓ اُن کی سوکن اور حضور ﷺ کی بہت محبوبہ تھیں، اس لئے حمنہ نے سوچا کہ یہ موقع اچھا ہے۔ حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے ان کی بہن حضرت زینب کا راستہ صاف ہوجائے گا (بخاری ومسلم) درآنحالیکہ حضرت زینب خود قطعی طور پر اس میں ملوث نہ تھیں اور نہ ہی اپنی بہن حَمنہ کو اس سلسلے میں کوئی اشارہ دیا' بلکہ انہوں نے تو حضرت عائشہؓ کی عصمت وعفت اور تقدس کی گواہی دی۔

البتہ مسطح بن اُثاثہ کی شرکت ضرور تعجب خیز ہے' کیونکہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خالہ زاد بہن کے بیٹے اور بھانجے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اس رشتے کی وجہ سے اُس کی بلکہ اُس کے کنبہ کی بھی مالی امداد کرتے تھے اور بدری صحابی بھی تھے۔ شاید کہ منافقین کی ریشہ دوانیوں کا شکار بن گئے ہوں۔

حضرت صفوان بن مُعطّل کو جب حضرت حسان کے منافقین کے اس شرانگیز پروپیگنڈے میں شرکت کی اطلاع ہوئی تو ان کو بڑا غصہ آیا اور انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ:

"میں نے تو اب تک کسی عورت کو چھوا تک نہیں۔"

چنانچہ وہ غصہ کے عالم میں تلوار لے کر حسان کی تلاش میں نکلے اور جب وہ ملے تو ان پر انہوں نے حملہ کیا۔ حضرت صفوان کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے قصور معاف کرایا اور حضرت حسان کو جائیداد عنایت فرمائی (سید سلیمان ندوی: سیرتِ عائشہؓ و ودود الحی ندوی: حیاتِ صدیقہؓ)

حضرت عائشہؓ اس وقت تک منافقین کے اس شرانگیز پروپیگنڈے اور اُس میں تین مذکورہ مسلمانوں کی شرکت سے بے خبر تھیں۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ: (غزوۂ بنی المصطلق کے) سفر سے واپسی پر جب مدینہ پہنچی تو بیمار ہوگئی اور ایک ماہ تک بیمار پڑی رہی۔ لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہوتا رہا' لیکن مجھے اس شرانگیز پروپیگنڈے کی خبر تک نہ تھی۔ البتہ جو چیز مجھے کھٹکتی تھی وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ توجہ میری طرف نہ تھی جو بیماری کے زمانے میں ہوا کرتی تھی۔ آپ ﷺ گھر میں آتے تو بس گھر والوں سے یہ پوچھ کر رہ جاتے: کیف تیکم؟ (کیسی ہیں یہ؟) خود مجھ سے کوئی کلام نہ کرتے اور واپس تشریف لے جاتے۔ اس سے مجھے شبہ ہوتا کہ کوئی بات ضرور ہے۔ مجھے چونکہ اس بات کی بالکل خبر نہ تھی کہ میرے بارے میں کیا خبر مشہور کی جارہی ہے' اس لئے رسول اللہ ﷺ کے اس طرز کا راز مجھ پر نہ کھلتا تھا۔ میں اس غم میں بہت کمزور ہوگئی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں قضائے حاجت کے لئے باہر جنگل کی طرف گئی۔ اُس وقت تک ہمارے گھروں میں بیت الخلاء نہ تھے اور ہم لوگ جنگل ہی جایا کرتے تھے۔ (عرب کا

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

قدیم دستور یہی تھا کہ بدبو کی وجہ سے گھروں میں بیت الخلاء نہیں بناتے تھے) میرے ساتھ مِسطح بن اُثاثہ کی ماں (اُمِ مسطح) بھی تھیں جو میرے والد حضرت ابوبکرؓ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ (دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پورے خاندان کی کفالت حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ذمے لے رکھی تھی' مگر اس احسان کے باوجود مسطح بھی ان لوگوں میں شریک ہوگئے تھے جو حضرت عائشہؓ کے خلاف اس بہتان کو پھیلا رہے تھے) راستے میں اُن کا پاؤں چادر میں اُلجھا اور وہ گر پڑیں۔ ان کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمہ نکلا: تَعِسَ مِسْطَح (کہ مسطح ہلاک ہو) یہ ایسا کلمہ ہے جو عرب میں بددعا کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ ماں کی زبان سے اپنے بیٹے مسطح کیلئے یہ بدؤعائیہ کلمہ سن کر حضرت عائشہؓ کو تعجب ہوا اور اُن سے فرمایا: تم اچھی ماں ہو جو بیٹے کو کوستی ہو اور بیٹا بھی وہ جس نے غزوۂ بدر میں حصہ لیا ہے۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ اس پر اُمِ مسطح نے تعجب سے کہا کہ بیٹی تم کو خبر نہیں کہ مسطح میرا بیٹا کیا کہتا پھرتا ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا کہتا پھرتا ہے؟ تب اس کی والدہ نے یہ سارا واقعہ اہلِ افک کی چلائی ہوئی تہمت کا اور مسطح کا اُس میں شریک ہونا بیان کیا۔ یہ داستان سن کر حضرت عائشہؓ کا خون خشک ہوگیا اور مرض میں اور شدت ہوگئی۔

سعید بن منصور کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ یہ سنتے ہی لرزہ سے بخار چڑھ آیا۔ معجم طبرانی میں باسنادِ صحیح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے آپ کو جاکر کسی کنوئیں میں گرادوں (اخرجہ ابویعلیٰ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (راستے میں اس واقعہ کا علم ہونے کے بعد) بدحواسی کے عالم میں' میں اپنی ضرورت ہی بھول گئی اور بغیر قضائے حاجت کے راستہ ہی سے واپس ہوگئی۔

یہ ہشام بن عروہ کی روایت ہے اور یہ صحیح ہے جیسا کہ دوسری روایات صحیح اور صریحہ سے معلوم ہوتا ہے اور بعض روایات سے یہ ابہام ہوتا ہے کہ آپ کو قضائے حاجت سے واپسی میں اس واقعہ کا علم ہوا مگر یہ صحیح نہیں۔ اول ہی صحیح ہے (اس کی تفصیل فتح الباری ج۸ صفحہ ۳۵۴ میں موجود ہے) بعض نے لکھا ہے کہ واپسی پر اپنے گھر آئیں' مگر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ لوٹ کر سیدھے والدہ کے یہاں گئیں۔ ماں سے دریافت کیا تو انہوں نے تسلی وتسکین دی۔ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایک انصاریہ خاتون آئیں۔انہوں نے ساری داستان کہہ سنائی۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ کے لئے شک کا کوئی موقع نہ تھا۔ سُنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑیں۔ ماں نے سنبھالا اور سمجھا بُجھا کر واپس گھر بھیج دیا۔ یہاں پہنچتے ہی شدت کا بخار اور لرزہ آگیا اور ان حالات میں انہوں نے محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ اگلا سا التفات بھی نہیں۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو پوچھا کیف تیکم؟ تو میں نے آپ ﷺ سے اپنے ماں باپ کے یہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں باپ کے ذریعہ سے اس واقعہ کے تفصیلی حالات دریافت کروں۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں میکے چلی آئی اور اپنی والدہ سے کہا:

یا اماہ! لم ذا یتحدث النّاس بہ؟ امی جان لوگ یہ کیا باتیں بنا رہے ہیں؟ تو ماں نے کہا: اے بیٹی! تو رنج نہ کر۔ دُنیا کا قاعدہ ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حسد کرنے والی عورتیں اس کے ضرر کے درپے ہوجاتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگوں میں اس کا چرچہ ہے؟

حضرت عائشہؓ کی والدہ حضرت اُمِ رومان کے جواب میں صحیح بخاری میں جو روایت آئی ہے' اس میں لفظ ضرائر آیا ہے جس کا عام طور پر ترجمہ سوکنیں کیا جاتا ہے۔ ضرائر جمع ضرۃ کی ہے جس کے مشہور معنی سوکن کے ہیں' لیکن اصل لغت میں ضرۃ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی کے ضرر اور نقصان کے درپے ہو۔ چونکہ اس واقعہ میں حضرت عائشہؓ کی سوکنوں یعنی ازواجِ مطہراتؓ میں سے کسی نے اشارۃً اور کنایۃً بھی کوئی حرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق نہیں کہا' یہاں تک کہ آپ کی ہمسری کرنے والی اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بھی تھیں' انہوں نے بھی قطعی طور پر آپ کے خلاف کچھ نہ کہا بلکہ آپ کی طہارت

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

وعصمت و پاکدامنی کی گواہی دی۔ درآنحالیکہ ان کی بہن حمنہ بنت جحش از خود ہی بہن کی سوکناپے کی آڑ میں اہلِ افک میں شامل ہوگئی تھیں۔ اس لئے ہم نے ضرائر کے معنی سوکنوں کی بجائے یہ کئے ہیں کہ جو عورتیں از راہِ حسد کسی کے ضرر کے درپے ہوں۔ گویا کہ وہ عورتیں حسد کی وجہ سے بمنزلہ سوکنوں کے ہیں اور اگر ضرائر کے معنی سوکنیں ہی کیا جائے تو شاید حضرت عائشہؓ کی والدہ حضرت اُمِّ رومان نے حضرت زینب بنت جحش کی بہن حمنہ بنت جحش کی وجہ سے یہ کہہ دیا ہو' کیونکہ حمنہ بڑی سرگرمی سے منافقین کی لگائی ہوئی اس تہمت کو پھیلانے میں مصروف تھیں' ورنہ حضرت عائشہؓ کی کوئی سوکن بھی اس بہتان تراشی کی مہم میں شریک نہ تھی۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے (ماں سے یہ پوچھنے کے بعد پھر پوچھا) کہا: اے ماں! اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ لوگوں میں تو اس کا چرچا ہے اور تم نے مجھ سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور چیخیں نکل گئیں۔ حضرت ابوبکرؓ بالا خانے پر قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میری چیخ سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا۔ ماں نے کہا: اس کو قصہ کی خبر ہوگئی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کی آنکھیں بھر آئیں اور بہہ پڑیں اور مجھ کو اس شدت سے لرزہ آیا کہ میری والدہ اُمِّ رومان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دئے۔ تمام شب روتے گذری۔ ایک لمحہ کے لئے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ اسی طرح صبح ہوگئی۔

والدین کے گھر میں حضرت عائشہؓ کا یہ عالم تھا کہ رات دن آنسو جاری رہتے اور تھمنے کا نام نہ لیتے۔ باپ الگ سمجھاتے اور ماں الگ دلاسہ دیتیں' لیکن اُن کے رونے اور اضطراب وبیقراری میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حتّٰی کہ ایک بار غیرت سے ارادہ کیا کہ کنوئیں میں گر کر جان دے دیں۔ جیسا کہ الطبرانی نے الاوسط میں روایت کی ہے اور مجمع الزوائد ص ۹ میں بھی منقول ہے کہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ کو اس تہمت کا علم ہوا تو جی چاہا کہ کنوئیں میں گر کر مر جاؤں (اسی طرح پہلی بار معلوم ہونے پر بھی ارادہ کرلیا تھا۔ شاید یہ دوسری بار ایسا ارادہ کیا ہو۔)

حضرت عائشہؓ کی شدتِ غم سے راتوں کی نیند اُڑ گئی۔ چنانچہ آپ نے راتوں کی اس شب بیداری کو کیا خوبصورت اور جامع ومانع ایک جملہ میں یوں بیان کیا: ''ما اکتحل بنوم'' یعنی میں نے سرمۂ نیند نہیں لگایا۔ (یہ جملہ ام المؤمنین کی فصاحت وبلاغت کا بھی بہترین نمونہ ہے' حالانکہ اُس وقت ابھی بمشکل چودہ پندرہ برس کی تھیں)

تحقیقات: آنحضرت ﷺ کو علم ویقین تھا کہ حضرت عائشہؓ پاکدامن ہیں' لیکن فتنہ پردازوں اور شریروں کا منہ بند کرنا بھی ضروری تھا۔ اُدھر نزولِ وحی میں بھی تاخیر ہوگئی تھی (مدت سے وحی نہیں آئی تھی) اس لئے تحقیقات کے طور پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ھم اھلک۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ آپ کے اہل ہیں' جو آپ کی شایانِ شان اور منصب نبوت کے مناسب ہیں۔ ان کی عصمت وعفت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپ کے حرم محترم کی طہارت ونزاہت تو اظہر من الشمس ہے۔ اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر حضور ﷺ کو ہمارا ہی خیال معلوم فرمانا ہے تو یہ عرض ہے: وَمَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا ۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے آپ ﷺ کے اہل اور ازواج میں ہم نے کبھی سوائے خیر اور خوبی' نیکی اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

حضرت علیؓ نے صرف رسول اللہ ﷺ کے رنج وغم اور حزن وملال کے خیال سے یہ عرض کیا' اس میں کسی بدگمانی کا کوئی دخل نہ تھا۔ فرمایا: ''یا رسول اللہ! لم یضیق اللہ علیک والنسآء سواھا کثیرا وان تسال الجاریۃ تصدقک''. یعنی یا رسول اللہ! اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ عورتیں ان کے سوا بہت ہیں (آپ ﷺ اس کی جگہ دوسری بیوی کرسکتے ہیں) آپ اگر گھر کی لونڈی سے دریافت فرمالیں تو وہ سچ سچ بتادے گی۔ حضرت علیؓ کی اس رائے کو علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں اور شیخ ابوعلی الفضل طبری نے مجمع البیان میں لکھا ہے۔ تفسیر مظہری نے بھی علیؓ کی اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں حضرت علیؓ کی یہی رائے لکھی ہے۔ ابن ہشام اور ابن اثیر بھی

www.zikar.com جماعت اصلاح المسلمین

اس رائے کو قلمبند کر گئے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن (ج ۳ ص ۲۹۷) میں حضرت علی کی یہی رائے نقل کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: جب نزولِ وحی میں تاخیر ہوئی تو حضورﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت اُسامہ کو بلایا۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ) اُسامہ نے تو میری برائت کی' ان کے دل میں حضورﷺ کے اہل کی جو محبت تھی اس کو ظاہر کیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وآلک وسلم) حضورﷺ اتنے رنجیدہ خاطر کیوں ہیں؟ اس کے علاوہ عورتوں کی کیا کمی ہے؟ اگر حضورﷺ تصدیق فرمانا چاہتے ہیں تو بریرہ لونڈی کو بُلا کر دریافت فرمایئے۔ وہ حقیقتِ حال سے آگاہ کردے گی (ضیاء القرآن)

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے عرض کیا اگر آپﷺ عائشہؓ سے ترکِ تعلق فرمالیں تو کوئی بات نہیں ہے' مگر یہ علیحدگی عدل وانصاف پر مبنی نہ ہوگی۔ یعنی آپ مجبور نہیں۔ مفارقت آپﷺ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی لونڈی (خادمہ) سے تحقیق فرمالیں۔ آپ کو بالکل سچ سچ بتادے گی (اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت مردوں کے خانگی حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں)

بعض روایات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو اس مشورہ کی بناء پر حضرت علیؓ سے کچھ ملال تھا۔ سو اگر بالفرض وتقدیر یہ ثابت بھی ہوجائے تو ملال وشکوہ بھی کمالِ محبت اور کمالِ تعلق کی دلیل ہے۔ شکوہ اور ملال اپنوں ہی سے ہوتا ہے نہ کہ غیروں سے۔ نیز حضرت عائشہؓ اس وقت خرد سال تھیں۔ صدمہ کا پہاڑ سر پر تھا۔ ایسے حال میں آدمی بے حال ہوجاتا ہے اور ایسے وقت میں ادنیٰ سی بات بھی باعثِ ملال ہوتی ہے۔ حضرت علیؓ نے حضورﷺ پرنُور کے اضطراب کو دیکھ کر حضورﷺ کی تسکین کی خاطر یہ کلمات فرمائے۔ ظاہراً حضورﷺ کی جانب کو ترجیح دی اور باطنی اور ضمنی طور پر عائشہ صدیقہؓ کی برائت ونزاہت کو اس طرح بتلایا کہ رسول اللہﷺ آپ پریشان نہ ہوں۔ عنقریب من جانب اللہ اس معاملہ کی حقیقت آپﷺ پر منکشف ہو جائے گی اور فی الحال گھر کی لونڈی وخادمہ بریرہ سے پوچھ لیں۔

معاذ اللہ! حضرت علیؓ کو حضرت عائشہؓ کی برائت ونزاہت میں ذرہ برابر بھی شک نہ تھا۔ یہ کلمات محض رسول اللہﷺ کی تسلی کے لئے فرمائے۔ مطلب یہ تھا کہ حزن وملال کی شدت کی وجہ سے مفارقت میں عجلت نہ فرمائیں اور تحقیق حال سے پہلے کوئی خیال قائم نہ فرمائیں اور بریرہ باندی سے حال دریافت کرنے کا آپ کو اس لئے مشورہ دیا کہ ان کے متعلق حضرت علیؓ کا جزم کامل اور یقین واثق تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ اُمّ المؤمنین کی طہارت ونزاہت کو جانتی ہے (فتح الباری ج ۸)

بُرَیرہ کی گواھی: چنانچہ آپﷺ نے گھر کی لونڈی بریرہ کو بلوایا۔ مقسم کی روایت میں ہے کہ بریرہ کو بلا کر آپﷺ نے فرمایا: "اتشھدین انی رسول اللہ قالت نعم قال فانی سائلک عن شیء فلا تکتمینہ قالت نعم قال ھل رایت من عائشہ ما تکرھینہ قالت لا"۔ یعنی کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ بریرہ نے کہا ہاں آپﷺ نے فرمایا میں تجھ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں چھپانا نہیں (ورنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بذریعۂ وحی بتلا دے گا) بریرہ نے کہا ہاں چھپاؤں گی نہیں' آپ دریافت فرمائیں۔ آپﷺ نے فرمایا کیا تونے عائشہؓ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے؟ بریرہ نے کہا نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آپﷺ نے بریرہ سے فرمایا: "ای بریرہ ھل رایت من شیء یریبک من عائشہ"۔ اے بریرہ! اگر تُونے ذرہ برابر بھی کوئی شے ایسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو عائشہؓ کے بارے میں شک وشبہ اور تردّد ہو تو بتلا۔ اس پر بریرہ نے کہا: "لا والذی بعثک بالحق ان رایت علیھا امرا اغمصہ علیھا سوی انھا جاریۃ حدیثۃ السن تنام عن عجین اھلھا فتاتی الداجن فتاکلہ"۔ یعنی قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا۔ میں نے عائشہؓ کی کوئی ایسی بات معیوب اور قابلِ گرفت کبھی نہیں دیکھی۔ ہاں یہ ہے کہ وہ ایک کمسن لڑکی ہے۔ آٹا گندھا ہوا چھوڑ کر سوجاتی ہے بکری کا بچہ آکر اُسے کھا جاتا ہے (بعض نے بکری لکھا ہے) یعنی وہ تو اس قدر غافل اور بے خبر ہے

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں۔ وہ دنیا کی ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔

ابن ہشام نے سیرۃ النبویہ (ج ۳ ص ۳۰۱) میں بروایت حضرت عائشہؓ اور ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ (ج ۲ ص ۱۹۷) میں بریرہ کے درج ذیل مزید الفاظ ذکر کئے: "**سبحان اللہ واللہ ما علمت علیھا الا ما یعلم الصائغ علی تبر الذھب الاحمر**"۔ یعنی خدا کی قسم! میں ان کے متعلق اس کے بغیر اور کچھ نہیں جانتی جس طرح ایک زرگر خالص سرخ سونے کے متعلق جانتا ہے۔ اس جواب سے حضرت بریرہؓ کا مطلب صاف واضح تھا کہ حضرت عائشہؓ پاکدامن ہیں۔ حضرت علیؓ کو اگرچہ حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کے بارے میں شک نہ تھا' تاہم حضرت علیؓ کی یہ رائے غالباً اسی جواب کے بعد ہوگی جس کو مفتی احمد یار خان صاحب تفسیر نور العرفان (ص ۵۵۹ حاشیہ ۹) میں اور مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی تفسیر خزائن العرفان (ص ۵۰۷ حاشیہ نمبر ۱۵) میں تحریر کیا کہ:

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے سے پروردگار عالم نے آپ ﷺ کو نعلین شریف اُتار دینے کا حکم دیا۔ جو پروردگار آپ ﷺ کے نعلین شریف کی اتنی سی آلودگی بھی گوارا نہ فرمائے' کس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے اہل کی آلودگی گوارا فرمائے؟

ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی گواہی: اُمہات المؤمنین میں سے حضرت زینبؓ بنت جحش کو ہی حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعویٰ تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی حقیقی پھوپھی حضرت اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی اور آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بھی تھیں اور اُن کی بہن حمنہ بنت جحش اپنی اسی بہن کے سوکناپے کی وجہ سے بہتان لگانے والوں میں بڑی سرگرمی سے پیش پیش تھیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے بھی حضرت عائشہؓ کے بارے میں دریافت فرمانے کی ضرورت محسوس فرمائی۔ لہٰذا جب حضور ﷺ نے حضرت زینبؓ سے حضرت عائشہؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: "**ما علمت فیھا الا خیرا**"۔ یعنی میں ان میں بھلائی اور نیکی کے سواہ کچھ نہیں جانتی۔

اور دیگر ازواج مطہرات نے بھی حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی بیان فرمائی۔

مسجد نبوی ﷺ میں خطبہ: ان تحقیقات کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا: اوّل خدا کی حمد وثناء کی' بعد ازاں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی خباثت کا ذکر کرکے یہ ارشاد فرمایا: "**یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا**۔ یعنی اے گروہ مسلمین! کون ہے کہ جو میری اُس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذاء پہنچائی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنے اہل سے سوائے نیکی اور پاکدامنی کے کچھ نہیں دیکھا اور علیٰ ہذا جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے' اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

اور سیرۃ النبویہ ابن ہشام (ج ۲ ص ۳۳۰ زیر عنوان خبر الافک) میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: واللہ! میں نے تو اپنی بیوی میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی اور نہ اُس شخص میں جس کے متعلق یہ تہمت لگائی جاتی ہے۔ وہ تو میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر بھی نہیں گیا۔

حضور ﷺ کے ارشاد پر اُسید بن حُضیر (بعض روایات میں حضرت سعد بن مُعاذ کا نام آیا ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے غزوۂ خندق اور قضیہ بنوقریظہ کے متصلاً بعد فوت ہوگئے تھے) نے اٹھ کر کہا: "یا رسول اللہ! اگر وہ ہمارے قبیلے کا آدمی ہے تو ہم اُس کی گردن مار دیں اور اگر ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہے تو آپ حکم دیں۔ ہم تعمیل کیلئے حاضر ہیں۔" یہ سُن کر سعید بن عُبادہ رئیس خزرج اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: "جھوٹ کہتے ہو' تم ہرگز اسے نہیں مار سکتے۔ تم اس کی گردن مارنے کا نام صرف اس لئے لے رہے ہو کہ وہ خزرج میں سے ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلے کا آدمی ہوتا تو تم کبھی یہ نہ کہتے کہ ہم اُس کی گردن مار دیں

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

گے۔" اُسید بن حضیر نے جواب میں کہا: "تم منافق ہو اس لئے منافقوں کی حمایت کرتے ہو۔" اس پر مسجدِ نبوی میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ قریب تھا کہ اَوس اور خزرج مسجد ہی میں لڑ پڑتے' مگر رسول اللہ ﷺ نے اُن کو ٹھنڈا کیا اور پھر منبر سے اُتر آئے۔

محترم قارئین! مسجد نبوی میں یہ ہنگامہ جو سعد بن عبادہ کی وجہ سے ہوا' اس کے متعلق یہ نوٹ فرمالیں کہ سعد بن عبادہ اگرچہ نہایت صالح اور مخلص مسلمانوں میں سے تھے' نبی کریم ﷺ سے گہری محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور مدینۂ طیبہ میں جن لوگوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا تھا' ان میں سے ایک نمایاں شخص وہ بھی تھے' لیکن ان سب خوبیوں کے باوجود ان کے اندر قومی حمیت (اور عرب میں اس وقت قوم کے معنی قبیلے کے تھے) بہت زیادہ تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی کے متعلق اس موقعہ پر حضرت اُسید بن حضیر سے یہ بات کی کہ وہ ان کے قبیلے کا آدمی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے موقع پر ان کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا کہ: "الیوم یوم الملحمہ. الیوم تستحل الحرمہ". یعنی آج کشت وخون کا دن ہے۔ آج یہاں کی حرمت حلال کی جائے گی۔ ان کی اس بات پر عتاب فرما کر حضور ﷺ نے اُن سے لشکر کا جھنڈا واپس لے کر اُن کے بیٹے قیسؓ کے سپرد کیا۔

قارئین کرام! یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ عبداللہ بن اُبی نے یہ شوشہ چھوڑا کہ بیک وقت ایک تیر سے کئی شکار کرنے کی کوشش کی۔ ایک طرف اُس نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عزت پر حملہ کیا' دوسری طرف اس نے اسلامی تحریک کے بلند اخلاقی وقار کو گرانے کی کوشش کی' تیسری طرف اُس نے یہ ایک ایسی چنگاری پھینکی تھی کہ اگر اسلام اپنے پیروؤں کی کایا نہ پلٹ چکا ہوتا تو مہاجرین وانصار اور خود انصار کے بھی دونوں قبیلے اَوس وخزرج آپس میں لڑ پڑتے۔ (جاری ہے)

بقایا: سفرنامہ حجاز مقدسہ

ترجمہ درج ذیل ہے:

"اللهم ان هذه روضة من رياض الجنة شرفتها وكرمتها ومجدتها وعظمتها ونورتها بنور نبيك وحبيبك محمد ﷺ اللهم كما بلغتنا في الدنيا زيارته ومآثره الشريفة فلا تحرمنا يا الله في الآخرة من فضل شفاعة محمد ﷺ واحشرنا في زمرته وتحت لوائه وامتنا على محبته وسنته واسقنا من حوضه المورود بيده الشريفة شربة هنيئة لانظمنا بعدها ابدا انك علىٰ كل شيء قدير"

یا اللہ یہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے جسے آپ نے بڑا شرف بخشا، بڑی فضیلت بخشی، بڑی عظمت عطا کی، اسے اپنے پیارے نبی وحبیب حضرت محمد ﷺ کے نور سے منور کیا، یا اللہ! جس طرح تو نے دنیا میں ہمیں آپ کے (روضہ اقدس کی) زیارت کے لئے (یہاں) پہنچایا اور آپ کی (بابرکت) نشانیاں دکھائیں تو یا اللہ! ہمیں آخرت میں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کے فضل سے محروم نہ فرمانا (بلکہ قیامت کے دن) ہمارا حشر آپ کی جماعت میں اور آپ کے جھنڈے (لواء الحمد) تلے فرمانا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کی محبت اور آپ کی سنت (پر استقامت سے عمل) پر موت دینا اور آپ ﷺ کے حوض (حوض کوثر) سے جہاں پر حاضر ہوں گے آپ کے دست مبارک سے ہمیں ایسا خوشگوار عمدہ جام پلانا جس کے بعد ہمیں کبھی پیاس نہ لگے (یا اللہ!) بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

بقیہ قرآن حکیم اور ماحولیات

جو دنیاوی محبت کے بجائے محبت الٰہی اور محبت رسول کو اس کے قلب میں اجاگر کرتا ہے جو اسے "اپنا سراغ" بتاتا ہے۔ بقول اقبالؒ:

علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے لذت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ

نیز

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

تحریر: منیر احمد خلیلی

ذکر معنیٰ، حقیقت اور اہمیت

مسلمان فکر و نظر کے فساد اور بگاڑ کا شکار کیا ہوئے کہ بہت سی چیزوں کی ماہیت بدل گئی۔ ان کا جوہر رخصت ہو گیا، روح نکل گئی اور ایک ظاہری شکل ایسی باقی رہ گئی جس کو حقیقت پر قیاس کر کے تمام لیا گیا ہے۔ رسم اذان قائم رہی۔ اس میں سے روح بلالی جاتی رہی۔ نماز میں قیام، قعود اور رکوع و سجود کی ہیئت موجود ہے، لیکن وہ ذوق بندگی رخصت ہو گیا، جس کے باعث اسے دین کا ستون قرار دیا گیا۔ روزے میں بھوک پیاس کی مشقت سے گزرنے کا عمل ختم نہیں ہوا۔ لیکن تقویٰ کا مقصود زائل ہو گیا جسے روزے کی غایت قرار دیا گیا۔ حج اور عمرہ کا شغف ترقی کر گیا ہے۔ لاکھوں انسان اس سعادت کو پانے اور حج کی رونق بڑھانے کے لیے سفر پر نکلتے ہیں، لیکن جس عظیم اجتماعی انقلاب اور دینی عظمت و شوکت کا حج کو ذریعہ بنایا گیا ہے، وہ مفقود ہے۔ اندازہ ہے کہ ہر سال تیس سے چالیس لاکھ افراد حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اگر وہاں سے یہ لوگ تزکیہ و تطہیر کے مراحل سے گزر کر واقعی ایک نومولود بچے کی طرح گناہوں سے پاک لوٹتے ہیں اور حج کے اثرات ان کے رگ و پے میں دوڑنے لگتے ہیں تو تقریباً دو سال میں ایک کروڑ سے زیادہ اہل ایمان گویا اس کورس کی تکمیل کر کے مثالی درجے کو پہنچتے ہیں۔ لیکن ہم تزکیہ، تقویٰ اور اخلاقی پاکیزگی کے کوئی اثرات معاشرے کی رگوں میں دوڑتے اور ماحول پر مرتب ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہے کہ ہماری انقلاب آفریں عبادات کا خول اصل مغز سے خالی ہے۔ لاالہ الااللہ اقبال کے خیال میں خودی کی حقیقت اور اس کا راز ہے۔ بتانِ وہم و گمان کو پاش پاش کر کے یقین و اعتماد کی شعاعیں بکھیرتا ہے۔ سود و زیاں کے فریب سے نجات دلاتا ہے۔ ایسا نغمہ ہے جو فصل گل و لالہ کا پابند و محتاج نہیں۔ ہر حال میں اس سے وہ بجلیاں پھوٹتی ہیں جو مسلمان کی توانائی کا اصل راز ہیں۔ اس لاالہ الااللہ کے کتنے ورد ہوتے ہیں۔ انگلیوں پر گھومتی ہوئی کتنی تسبیحات اس کے شمار و حساب کے لئے استعمال میں آتی ہیں اور کتنی ہی محفلوں کے وظائف کا اسے مستقل حصہ بنا رکھا گیا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں اس میں جو پیغام مضمر ہے اور یہ جس عظیم دعوت کا خلاصہ اور عطیہ ہے، اس کا شعور مسلسل کم چلا آ رہا ہے۔

ہم یہاں تمام عبادات و اعمال کا احاطہ کرنے کی بجائے صرف "ذکر" کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کیا غلط فہمیاں اور خوش خیالیاں وابستہ ہو گئی ہیں؟ اس کا لغوی مطلب اور شرعی مفہوم کیا ہے اور یہ کہ مؤمنانہ زندگی میں ذکر کی اہمیت کیا ہے؟ نیز یہ کہ انسانی شخصیت پر اس کا اثر کیا پڑتا ہے؟

لغوی معنی: صاحب لسان العرب نے لفظ "ذکر" کے مختلف حوالوں سے جو معنی دیے ہیں، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(الف) کسی چیز کو زبانی یاد کر لینا (ب) کسی چیز کا زبان پر جاری ہو جانا (ج) جو چیز زبان پر جاری ہو، اس کو عمل سے ظاہر کرنا۔ (د) بھول نہ جانا (ر) ذکر ایسی چیز ہے جو نسیان کی نقیض اور ضد ہے۔ (س) سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل سے لیے جانے والے عہد و میثاق کے ضمن میں جو آیا ہے: خُذُوا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ تو آخری ٹکڑے کا مطلب علامہ ابن منظور نے یہ دیا ہے کہ: "اس کا مطالعہ کرتے رہو کہ اس (کتاب) میں کیا ہے۔" (ص) ذکر کا مطلب نماز، دعا اور اللہ کی حمد و ثنا ہے۔ (ل) نماز، قرآن کی تلاوت و تسبیح، دعا، شکر اور اطاعت سب ذکر کی صورتیں ہیں۔ اللہ کی تمجید و تقدیس، اس کی تسبیح و تہلیل اور اس کے

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

جملہ محاسن اوصاف کا چرچا ذکر ہے۔

ذکر کی حقیقت: ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کو دل میں اس طرح بسالے کہ وہی اُس کی یادوں پر محیط اور اُس کے شعور پر حاوی رہے۔ دل اُس کی محبت سے سرشار ہو اور ذہن اُس کی عظمت اور جلالت اور کبریائی و بزرگی کے تصور میں ڈوبا رہے۔ احساسِ بندگی اور جذبۂ محتاجی کی صورت میں اُس کے ساتھ تعلق قائم اور مُستحکم رہے۔ دھیان ہر وقت اُس کی قدرت و کارفرمائی کی طرف لگا رہے۔ توجہ اُس کے درِ رحمت سے ہٹنے نہ پائے۔ بندۂ مومن اپنی خوش قسمتی اسی میں سمجھے اور اُس کے لیے خوش خبریوں کا سبب یہی ہو کہ اُس کی گفتگو ذکر سے مملو ہے، اُس کی خاموشی فکر و تدبر کی علامت ہے اور اُس کی نظر بصیرت و عبرت سے خالی نہیں ہے۔ وہ کثرت سے اپنے خالق و مالک کو یاد کرتا رہے۔ وہ اللہ کے نام کی مالا جپنے پر اکتفا نہ کرے اور صرف اللہ کو یاد کرے ہی نہ بلکہ ہر وقت اُسے یاد رکھے۔

مولانا مودودی اللہ کو کثرت سے یاد کرنے کا مطلب بتاتے ہوئے ذکر کی حقیقت کو اس طرح واضح کرتے ہیں: ''آدمی کی زبان پر ہر وقت، زندگی کے ہر معاملے میں کسی نہ کسی طرح خدا کا نام آتا رہے۔ یہ کیفیت آدمی پر اُس وقت تک طاری نہیں ہوتی، جب تک اُس کے دل میں خدا کا خیال بس کر نہ رہ گیا ہو۔ انسان کے شعور سے گذر کر اُس کے تحت الشعور اور لاشعور تک میں یہ خیال گہرا اُتر جاتا ہے۔ تب ہی اُس کا خیال یہ ہوتا ہے کہ جو کام اور جو بات بھی وہ کرے گا، اُس میں خدا کا نام ضرور آئے گا۔ کھائے گا تو بسم اللہ کہہ کر کھائے گا، فارغ ہوگا تو الحمدللہ کہے گا۔ سوئے گا تو اللہ کو یاد کرکے اور اُٹھے گا تو اللہ ہی کا نام لیتے ہوئے۔ بات چیت میں بار بار اُس کی زبان سے بسم اللہ، الحمدللہ، ان شاء اللہ، ماشاء اللہ اور اسی طرز کے دوسرے کلمات نکلتے رہیں گے۔ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے مدد مانگے گا۔ ہر نعمت ملنے پر اُس کا شکر کرے گا۔ ہر آفت آنے پر اُس کی رحمت کا طلبگار ہوگا۔ ہر مشکل میں اُس سے رجوع کرے گا۔ ہر بُرائی کا موقع سامنے آنے پر اُس سے ڈرے گا۔ ہر قصور سرزد ہوجانے پر اُس سے معافی چاہے گا۔ ہر حاجت پیش آنے پر اُس سے دُعا مانگے گا۔ غرض اُٹھتے بیٹھتے اور دُنیا کے سارے کام کاج کرتے ہوئے اس کا وظیفہ خدا ہی کا ذکر ہوگا۔''

علامہ آلوسی نے فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ کی تشریح میں ''ذکر'' کی حقیقت قلب و روح کی گہرائیوں سے اطاعت خداوندی قرار دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ذکر زبان، دل اور اعضاء وجوارح سب ہی سے وارد ہوتا ہے۔ اس کی پہلی صورت ہے کہ حمد وتسبیح اور رب العالمین کی عظمت وبزرگی وتوصیف کا سلسلہ کسی حالت میں بھی ٹوٹنے نہ پائے۔ اس کی ایک صورت اللہ تعالیٰ کی کتاب - قرآن مجید- کی تلاوت بھی ہے۔ دوسری صورت ذکر کی یہ ہے کہ انسان اپنے مقاصد زندگی کی نشاندہی کرنے والے امورُ اللہ کے وعدوں اور اُس کی وعیدوں پر مسلسل غور کرے۔ اس کی صفات اور اسرار پر فکر وتدبر کا عمل جاری رکھیں۔ ذکر کی تیسری صورت یہ ہے کہ اعضاء وجوارح کو ممنوع اور غیر پسندیدہ اعمال سے دور رکھتے ہوئے ایسے کاموں میں مشغول رکھیں، جن کا حکم ہوا ہے۔ نماز میں یہ ساری صورتیں موجود ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ذکر کا نام دیتے ہوئے فرمایا ہے: فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو) حقائق کا علم وفہم رکھنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ کے ذکر کی ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کو اس طرح یاد کرے کہ اس کی خاطر اُس کے سوا سب کچھ بھول جائے۔

ذکر کی اہمیت: قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو مؤمن کی بیمار روح کے لئے ذکر مثل اکسیر اور آبِ حیات ہے۔ اگر مسلمان کی زندگی ذکرِ الٰہی کی خصوصیت نہ رکھتی ہو تو گوشت پوست کا انسان تو سانسیں لے رہا ہوتا ہے، مگر اس سے مؤمنانہ روح غائب ہوجاتی ہے۔ یہ معاملہ ایک فرد ہی تک محدود نہیں، بلکہ پورا معاشرتی ماحول اور پوری خاندانی فضا ذکر سے محرومی پر موت سے دوچار ہوجاتی ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ''جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس میں یادِ خدا کا اہتمام نہ ہو، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' (بخاری مسلم) ذکر دلوں کی روشنی اور امراضِ نفسانی کی شفا ہے۔ ذکر سے خالی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

ماحول اللہ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے اور جہاں ذکر ہو رہا ہو' اُس ماحول پر اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں سایہ فگن رہتی ہیں۔ جس دل میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد بسی ہوئی ہو اور جو زبان اُس کے ذکر سے تر ہو' اُس آدمی کی سعادت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ رب العالمین اُسے اپنی معیت سے نوازتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اُس کے ہونٹ میرے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔'' (ابن ماجہ و ابن حبان)

ایسی ہی ایک اور حدیثِ قدسی میں اللہ کا ارشاد ہے:

''میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق (اُس سے معاملہ کرتا) ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرے تو اگر وہ دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی دل میں اُسے یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اُس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک گز اُس کے قریب ہوجاتا ہوں اور اگر وہ ایک گز میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک میل اُس کے قریب آجاتا ہوں۔ اگر وہ چلتا ہوا میری طرف بڑھتا ہے تو میں دوڑتے ہوئے اُس کے قریب ہوجاتا ہوں۔'' (بخاری)

سعید بن جبیرؓ نے ذکر کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''ذکر دراصل اللہ کی اطاعت ہی ہے۔ ذکر اُسی نے کیا جس نے اطاعت کی۔ جو اطاعت گزار نہیں اُسے ''ذاکر'' تصور نہیں کیا جاسکتا۔ کثرتِ تسبیح اور تلاوت قرآنِ حکیم ذکر کی اعلیٰ ترین صورتیں ہیں۔'' (شرح السنتہ)

قرآنِ حکیم نے ذکر سے غفلت اور یادِ الٰہی سے دوری کو بڑے خسارے کا معاملہ بتایا ہے اور کھلی گمراہی سے تعبیر کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

(المنافقون:۹)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں جو لوگ ایسا کریں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (الزمر:۲۲) تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کی یاد و نصیحت سے اور زیادہ سخت ہوگئے۔ وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

مؤمنانہ زندگی کی کھیتی کو زرخیز اور ثمر آور بنانے کے لئے ذکرِ الٰہی کی کھاد اور پانی دینے کی مسلسل ضرورت ہوتی ہے' تاکہ ایمان کے بیج کو حقیقی موافق زمین اور موزوں آب ہوا میسر آتی رہے۔

کثرت سے ذکر کی قرآنی تلقین کی تشریح میں صاحب تفہیم القرآن نے لکھا ہے:

''یہ چیز (ذکر) انسانی زندگی کی جان ہے۔ دوسری جتنی بھی عبادات ہیں اُن کے لیے بہرحال کوئی وقت ہوتا ہے۔ جب وہ ادا کی جاتی ہیں اور انہیں ادا کرچکنے کے بعد آدمی فارغ ہوجاتا ہے۔ لیکن یہ وہ عبادت ہے جو ہر وقت جاری رہتی ہے۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مستقل رشتہ اللہ اور اُس کی بندگی کے ساتھ جوڑے رکھتی ہے۔ خود عبادات اور تمام دینی کاموں میں بھی جان اِسی چیز سے پڑتی ہے کہ آدمی کا دل محض اِن خاص اعمال کے وقت ہی نہیں، بلکہ ہمہ وقت خدا کی طرف راغب اور اُس کی زبان دائماً اُس کے ذکر سے تر رہے۔ یہ حالت انسان کی ہو تو اُس کی زندگی میں عبادات اور دینی کام ٹھیک اُسی طرح پروان چڑھتے اور نشوونما پاتے ہیں، جس طرح ایک پودا ٹھیک اپنے مزاج کے مطابق آب و ہوا میں لگا ہوا ہو۔ اس کے برعکس جو زندگی اس دائمی ذکرِ خدا سے خالی ہو اس میں محض مخصوص اوقات میں یا مخصوص مواقع پر ادا کی جانے والی عبادات اور دینی خدمات کی مثال اُس پودے کی سی ہے جو اپنے مزاج سے مختلف آب و ہوا میں لگایا گیا ہو اور محض باغبان کی خبر گیری کی وجہ سے پل رہا ہو۔ اس بات کو نبی کریم ﷺ ایک حدیث میں یوں واضح فرماتے ہیں: ''معاذ بن انس جہنی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ''یا رسول اللہ! جہاد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا کون ہے؟'' فرمایا: ''جو اُن میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے۔'' اُس نے عرض کیا: ''روزہ رکھنے والوں میں سب

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

سے زیادہ اجر کون پائے گا؟" فرمایا: "جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والا ہو۔" پھر اُس شخص نے اسی طرح نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ ادا کرنے والوں کے متعلق پوچھا اور حضورؐ نے ہر ایک کا یہی جواب دیا کہ جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہو۔" (مسند احمد)

افراط و تفریط کا شکار - دو طبقے:

دیندار لوگوں میں ذکر کے حوالے سے دو طرح کے رویے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ایک گروہ ذکر کی حقیقت اور روح سے بے خبر ہے اور دوسرا اس کی اہمیت اور تاثیر کو نظر انداز کرنے کی غلطی کا مرتکب ہورہا ہے۔ پہلا گروہ تسبیح سے کھیلنے اور اس کی دانہ شماری کو ذکر سمجھتا ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والوں کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں، اُن کا رشتہ فہم و شعور سے کٹا ہُوا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ زبان اور ہاتھ کی حرکت میں یکسانیت و مطابقت مفقود ہوتی ہے۔

رب کی عظمت و شان کا احساس، گناہوں پر گرفت کا خوف، زبان سے ادا ہونے والے کلمات کا سوز، سب اِن کی نظر میں غیر مطلوب چیزیں ہیں۔

ع　حلقۂ صوفی میں ذکر، بے نم و بے سوز و ساز

ان کے لیے دل ونگاہ اور عمل کی مسلمانی سے زیادہ اہم چیز لاالٰہ کی ضربیں لگادینا ہے۔ ان کی دینداری کا تصور اسی وظیفے اور ورد تک محدود ہوتا ہے۔ ان وظائف و اوراد سے پہلے اور بعد میں ان کی زندگی اور ایک پکے دنیادار کی زندگی میں کم ہی فرق ہوتا ہے۔ یہ دینی فرائض میں سے بہت بڑے بڑے فرائض سے غفلت اور حلال و حرام اور منکرات کے حدود میں سے بہت واضح اور اہم حدود سے تجاوز کو روا رکھ لیتے ہیں، لیکن اپنے ورد کے اوقات میں اس کی "عادت" کو ضرور پورا کرتے ہیں اور اِسی عادت کو یہ عبادت بلکہ اصلِ عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔ جرأت و عزیمت، غیرت و حمیت، حق گوئی و بے باکی، صداقت وراستبازی، حلال خوری اور دیانت و امانت جو مؤمن کی خودی کے بنیادی اجزا ہیں اِن کی پروا کم ہی کی جاتی ہے۔ اِن لوگوں کو اِس حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا کہ اوراد و اذکار ان اوصاف کو قوی کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ذکر و دعا سے اگر مؤمن کی سیرت تعمیر نہیں ہوتی تو سمجھیے کہ اس عمل میں کوئی جوہری نقص ہے۔ اقبالؔ نے اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا تھا:

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تیری خودی کے نگہبان نہیں تو کچھ بھی نہیں

دُوسرا گروہ اُن لوگوں کا ہے جو بلاشبہ دین کی حقیقت سے کافی حد تک واقف ہوتے ہیں۔ نماز، روزے اور حج و زکوٰۃ جیسی عبادات کے علاوہ ان کو دین کے غلبے کی ضرورت کا احساس بھی ہوتا ہے۔ وہ دعوت و جہاد جیسے اہم فرائض کی اہمیت سے بھی آگاہی رکھتے ہیں۔ اِن کو پہلے گروہ کے محدود تصور دین پر اعتراض ہوتا ہے اور اُس گروہ کی مشق ہائے ذکر کی بے معنویت کے بارے میں اِن کی رائے بھی درست ہوتی ہے۔ لیکن انسانی نفسیات یہ گُل تاریخ میں بارہا کھلا چکی ہے کہ انسان ایک وقت میں ایک چیز کی اصلاح کا مشن لے کر نکلتا ہے تو نقائص کے وہی جراثیم اِسے چمٹ جاتے ہیں یا پھر وہ اُس چیز کو سرے سے مٹانے ہی کے درپے ہوجاتا ہے، جس کی اصلاح مطلوب ہوتی ہے۔ یہ گروہ لوگوں کو یہ سمجھانے کے لیے نکلتا ہے کہ صرف ذکر اذکار ہی دین نہیں۔ اقامتِ دین اور دعوت و اصلاح کے لیے بھرپور تحریک چلانا اور جہاد کا علم بلند کرنا بھی دین کی بنیادی اور اہم مہمیں ہیں۔ لیکن جو بات "ذکر اذکار ہی دین نہیں" سے چلتی ہے وہ ذکر و دعا کے عمل کی نفی اور بذاتِ خود اس عمل سے دُوری و بیزاری پہ جا رُکتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بزعم خود بہت بڑے فرائض کی انجام دہی میں مصروف اکثر لوگ ذکر و دعا کو غیر اہم سمجھنے کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ گویا یہ ایک دُوسری انتہا ہے۔ اس انتہا پر کھڑے ہوکر یہ گروہ روحانی اعتبار سے ویرانی، نفس اور دل کی بے گدازی کا شکار ہوجاتا ہے۔ جس طرح ذکر کی حقیقت کو نہ سمجھنے والا گروہ ذکر کے نام پر بے رُوح مشقوں کی عادت کو نبھاتا ہے، اِسی طرح دین کے انتہائی اہم فرائض، دعوت، اقامتِ دین اور جہاد کے نام پر دوسرا گروہ بے روح سرگرمیوں کے چسکے میں پڑجاتا ہے۔ یہ تصورِ دین فہمی سے بہت دُور ہونے کا ثبوت ہے کہ دعوتِ دین اور جہاد جیسے

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

اہم ترین فرائض میں مصروف لوگوں کے لیے ذکرِ الٰہی کی مقدار درکار نہیں ہوتی۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے صریح حکم دیا ہے کہ معرکہ کار زار گرم ہو اور دشمن سے مقابلہ آ پڑے تو میدان میں ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔" (الانفال:۴۵)

ذکر ایک قوت اور اہل ایمان کا ہتھیار ہے۔ یہ ایمان جو اخلاق کے دفاع کا سامان اور حق و صداقت کا علم تھامنے والوں کی فتح، نصرت کی سبیل ہے۔ یہ شعور کو صیقل کرنے کا وسیلہ ہے کہ جہاد کے لئے میدان میں اُترنے والا کیوں اور کس کے لئے جان و مال کا سودا کرنے پر خوشی خوشی آمادہ ہوگیا۔ خطرات کی تپتی دھوپ میں ذکر و دعا ایک سایہ بن کر ایک داعی اور مجاہد کے سر پر چھایا رہتا ہے۔ اقبال نے لا الٰہ کے کلمات کی اسی معجزاتی شان کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا:

مردِ سپاہی ہے وہ، اس کی زرہ لا الٰہ
سایۂ شمشیر میں اُس کی پنہ لا الٰہ

باطل قوتوں سے معرکہ آرائی کے علاوہ شیطان کے ساتھ ہمہ وقتی کشمکش میں بھی ذکر ہی سب سے کارگر ہتھیار ثابت ہوتا ہے۔ امام ابن قیم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح بندے کو غفلت و خدا فراموشی میں ڈال کر شیطان اُس پر قابو پالیتا ہے، بالکل اُسی طرح ذکر کے ذریعے استوار ہونے والے تعلق باللہ کی مدد سے بندہ شیطان کے ساتھ کشمکش میں فتح مند ہوتا ہے۔ ذکر کے اسلحہ کو پرے رکھ کر جب ایک صاحب ایمان غفلت اور خدا فراموشی میں ڈوبتا ہے تو شیطان اُسے پھسلا کر لغزشوں اور کوتاہیوں کی دلدل میں دھنسا دینے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ بھول کا عرصہ طویل ہوجائے۔ ہوش نہ آئے۔ رب کے ساتھ ٹوٹا ہوا تعلق پھر سے استوار نہ ہو۔ قلب و ذہن کی سیاہی یادِ خدا سے دھونے کا اہتمام نہ ہو تو لغزش اور کوتاہی سے آگے بڑھ کر انسان فسق و فجور میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ رب کو بھولنے والا دراصل اپنے آپ کو بھولتا ہے۔ اپنے اصل مقام اور مرتبے کو فراموش کر بیٹھتا ہے وہ اس احساس سے محروم ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے۔ وہ اپنی ذات، اپنے وظیفۂ حیات اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے انجام کو بھی بھول جاتا ہے تو اس کے بعد اپنے رب کی نگاہِ کرم و رحمت کا حقدار نہیں رہتا۔ اسی سطح پر گرنے سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو انتباہ فرمایا ہے:

﴿ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم اولٰئک ھم الفٰسقون﴾ (العنکبوت:۴۵) اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں خود اُن کا نفس بھلا دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔

ذکر- تزکیۂ نفس کا ایک ذریعہ: ذکرِ حق و باطل کی جنگ میں مومن کا ہتھیار ہونے کے ساتھ ساتھ عام معاشرتی زندگی میں فساد اور بگاڑ کے طوفان سے اُس کے بچاؤ کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ نماز ذکر کی بلند ترین اور جامع صورت ہے۔ نماز کو ڈھال بنانے والا شخص بے حیائی اور برائیوں کی یلغار سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ نماز کے اس حفاظتی کردار کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہوا ہے: ﴿ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر﴾ (یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے) (العنکبوت) اسی آیت کے اگلے حصے میں فرمایا گیا ہے: ﴿ولذکر اللہ اکبر﴾ (اور اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑی چیز ہے) امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی ٹکڑے کی تفسیر میں چند اقوال نقل کیے ہیں:

"کہا گیا ہے کہ اللہ کا ذکر معصیت سے روکتا ہے۔ جو شخص اللہ کا ذکر کرنے والا ہو وہ اُس کے احکام کی مخالفت و نافرمانی کبھی نہیں کرے گا۔ ابن عطیہ نے کہا کہ میرے نزدیک ﴿ولذکر اللہ اکبر﴾ کے معنی علی الاطلاق یہ ہیں کہ یہ ذکر ہی ہے جو بے حیائی اور منکرات سے انسان کو باز رکھتا ہے۔" (الجامع لاحکام القرآن)

ذکر- شیطانی حملوں سے دفاع کا راستہ: انسانی نفسیات اور فطرت کا خاصہ یہ ہے کہ جس سے اُس کی قلبی وابستگی ہو اُس کا تصور اُس کے قلب و ذہن پر غالب

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

رہتا ہے' اُس کی یادوں میں وہ ڈوبا رہتا ہے' اُسی کے تذکرے کے لئے بہانے ڈھونڈتا ہے' اُسی کے گن گاتا اور اسی کا چرچا کرتا ہے۔ کوئی نہ کوئی اس مقام پر ضرور متمکن ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی کے لئے اُس کی یادیں ضرور وقف رہتی ہیں۔ اللہ اگر یادوں کا مرکز نہ ہو تو غیر اللہ میں سے کوئی وہ جگہ سنبھال لیتا۔ شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندے کو اپنے رب سے جُڑنے نہ دے اور اُس کے گن نہ گانے دے اور اُس کے چرچے نہ کرنے دے۔ یہ شیطان انسان کا رفیق اور نگہبان بن جاتا ہے' اُس کے تصورات کو بھٹکا کر غیر اللہ کی طرف موڑتا ہے' بُرائی کو بھلائی بنا کر اور گناہ کو ثواب بنا کر پیش کرتا ہے' خدا فراموشی کو میٹھا خواب بنا کر پیش کرتا ہے' شرعی پابندیوں سے آزادی اور خدائی احکام سے انحراف کو اُس کے لئے لذیذ بناتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ **(الزخرف)** جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں اور وہ اُس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جارہے ہیں۔"

یہ شیطان غفلت کی پٹی بندے کی آنکھوں پر باندھ دیتا ہے اور حقیقت شناسی کے معاملے میں اُس کی مت مار کررکھ دیتا ہے' حلال سے روکتا اور حرام کی ترغیب دیتا ہے' اطاعت سے باز رکھتا اور معصیت پر اُبھارتا ہے' آنکھوں کے آگے ایسے پردے تان دیتا ہے کہ نگاہِ بصیرت گند ہوکر بھلائی اور بُرائی کی تمیز سے عاجز ہوجاتی ہے۔

ذکر- ذریعۂ سکون: توحید انسان کے افکار وخیالات' اُس کے جذبات واحساسات اور اُس کی کیفیاتِ قلبی میں انتشار واضطراب کو رفع کرکے شخصیت میں ایک پُروقار ٹھہراؤ اور ایک باوزن متانت پیدا کردیتی ہے۔ جس طرح تعلقات میں ہرجائی ثابت ہونے والا شخص بے اعتبار ہوتا ہے' اسی طرح اعتقادات میں تلون اور انتشار کا شکار انسان اپنی شناخت کھو بیٹھتا ہے۔ وہ سب کا ہونے کے دھوکے میں مبتلا ہوتا ہے لیکن کسی کا بھی نہیں ہوتا۔ وہ سب کو اپنا کہتا ہے لیکن کوئی اُسے اپنا ماننے پر تیار نہیں ہوتا۔ اُس کے مزاج میں قرار اور فطرت میں یکسوئی نہیں ہوتی۔ فکری اور جذباتی طور پر بکھرے ہوئے اس انسان کا سکون اس سے ہمیشہ چھنا رہتا ہے۔ یہ ہمیشہ مضطرب وپریشان ہوتا ہے۔ توحید کو اختیار کرنے اور ایک اللہ کا ہوجانے والے اس اضطراب وبے چینی اور ذہنی انتشار وبے قراری سے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔ ایک اللہ ہی کو یاد کرنے اور اُسی کا قدرت واختیار اور اُسی کی معبودیت وربوبیت پر اپنے قلب وذہن کو مرکوز کرلینے والوں کو زبردست سکونِ قلبی کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:۲۸) (خبردار رہو اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے) میں یہی حقیقت سمجھائی گئی ہے۔ اس کے برعکس قرآن کی صورت میں "ذکر" کا جو ضابطہ انسانیت کو نصیب ہوا ہے اور جو تعلیمات ملی ہیں' اُن کی پیروی کرکے "ذکر" کی جو سعادت دامن میں پڑنے کے امکانات ہوتے ہیں' اُن سے محروم ہوکر انسان ایک عجیب طرح کی بدنصیبی اور معصیت سے دوچار ہوتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى﴾ (طٰہٰ:۱۲۴) اور جو میرے ذکر سے مُنہ موڑے گا اُس کے لئے دُنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

مولانا مودودی نے اس آیت کی جو تفسیر پیش کی ہے' وہ بتاتی ہے کہ معیشت کی تنگی سے مُراد وہ کیفیت ہے جو سکونِ قلبی کی ضد اور روح کے چین وقرار کے اُلٹ ہوتی ہے۔ ذکر جس طرح دلوں کے سکون واطمینان کے سرمائے سے مالامال کرتا ہے' ذکر سے اعراض ٹھیک اُسی طرح بے اطمینانی اور پریشانی کو بڑھاتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں:

"دُنیا میں تنگ زندگی ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اُسے تنگ دستی لاحق ہوگی' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں اُسے چین نصیب نہ ہوگا۔ کروڑ پتی بھی ہوگا تو بے چین رہے گا۔ ہفت اقلیم کا

(بقیہ صفحہ نمبر ... پر)

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

رشید گل۔ اسلامک سینٹر کراچی

قرآن حکیم اور ماحولیات

اکیسویں صدی میں عالمی موضوع گفتگو

قرآن حکیم اور ماحولیات کا آپس میں اتنا گہرا تعلق ہے کہ "ماحول" کا لفظ بذاتِ خود قرآن ہی سے ماخوذ ہے۔ ﴿ماحوله﴾......ہر دو، واضح رہے کہ اصطلاحی طور پر "ماحول" کا لفظ اتنا جامع ہے کہ اس کے مفہوم کے اندر انسان بھی شامل ہیں اور حیوانات و نباتات و جمادات بھی۔ اس میں سمندر و دریا بھی داخل ہیں اور زمین و فضا بھی۔ الغرض وہ تمام اشیاء جو ہمارے اردگرد پائی جاتی ہیں۔ خواہ وہ کثیف ہوں یا لطیف، چھوٹی ہوں یا بڑی، لفظِ "ماحول" ان سب کو شامل ہے۔

قرآن حکیم کی متعدد آیاتِ مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ رب العالمین نے کائنات میں مختلف اشیاء کو ایک خاص وزن اور مقدار میں اس طرح پیدا فرمایا کہ ان کے درمیان ایک خاص ربط اور توازن پایا جاتا ہے۔ اس توازن میں اگر معمولی سا بھی بگاڑ پیدا ہو جائے تو یہ جاندار مخلوق کے لئے ضرر رساں ثابت ہو جاتا ہے۔ ماحول میں اس قسم کے فساد و بگاڑ کو آجکل "آلودگی" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

آلودگی ایک عالمی مسئلہ ہے اور رواں صدی میں پورے کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں اور دیگر بری، بحری، آبی اور فضائی مخلوقات کے لئے بہت بڑا خطرہ اور چیلنج ہے۔ عموماً آلودگی کی مندرجہ ذیل چار قسمیں بیان کی جاتی ہیں جو یہ ہیں:

Noise Pollution-1	صوتی فضائی یا شوری آلودگی
Land Pollution-2	بری یا زمینی آلودگی
Air Pollution-3	فضائی یا ہوائی آلودگی
Water Pollution-4	بحری یا آبی آلودگی

تاہم آلودگی کی ان اقسام میں ایک انتہائی خطرناک آلودگی کو عالمی سطح پر بالکل نظر انداز کیا گیا ہے اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ نظر انداز شدہ آلودگی کی پانچویں قسم ہی ایسی آلودگی ہے کہ جو مندرجہ بالا چاروں آلودگیوں کی بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ نیز مذکورہ چاروں قسم کی آلودگیوں کا خاتمہ یا تخفیف اس وقت تک کُلی طرح پر قابل عمل اور مفید نہیں ہو سکتی جب تک کہ پانچویں آلودگی کو پہلے دور نہ کیا جائے۔ چاہے جتنی بھی عالمی منصوبہ بندیاں کی جائیں، جتنی بھی مہمیں چلائی جائیں اور خواہ جتنی بھی عالمی تحریکیں وجود میں آئیں۔ مندرجہ بالا چاروں آلودگیوں کو دور کرنے کے لئے پانچویں قسم کی آلودگی کو ختم کرنے کی ضرورت ہمیشہ باقی رہے گی۔ آلودگی کی اس قسم کو Spiritual pollution یعنی روح کی آلودگی اور "قلب کا فساد" کا نام دیا جا سکتا ہے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم آج سے چودہ سو سال قبل موجودہ دنیا کو درپیش دیگر مسائل کی طرح اس جدید عالمی مسئلہ سے پورے عالم انسانیت کو متنبہ کر کے اپنی عظمت و صداقت، اپنی عالمگیریت و عملیت اور جامعیت کے بین ثبوت فراہم کر کے خود کو تمام اقوامِ عالم سے کس طرح منواتا ہے اور یہ سمجھنے کے لئے کہ قرآن مجید نے نوعِ انسانی کو آلودگی کی ان مذکورہ بالا قسموں سے کیسے خبردار کیا ہے اور آلودگی کے عالمی مسئلہ کا حل کس طرح تجویز کیا ہے۔ ہمیں درج ذیل نکات پر توجہ مرکوز کرنا ہوگی:

1- Noise pollution یا صوتی فضائی آلودگی صنعتی دور کی پیداوار ہے، جس سے نہ صرف انسانوں کی قوت سماعت متاثر ہوتی ہے بلکہ اس سے دیگر طرح طرح کے ذہنی اور اعصابی تناؤ جیسے مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔ نیز ماحول کا امن و سکون اکارت ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم آواز کی آلودگی کے اس جدید مسئلہ سے آگاہ کر کے بنی نوعِ انسان کی توجہ اس کے حل کی طرف یہ فرما کر مبذول کرتا ہے کہ: "واغضض من صوتك" (سورۃ لقمان آیت ۱۹) ترجمہ: اور اپنی آواز کو پست رکھو۔

ذرا غور کیجئے! ذرا تفکر و تدبر سے کام لیجئے کہ جب ماحول کا امن و سکون برقرار رکھنے کے لئے خود انسان کو اپنی آواز کو پست رکھنے کا یہ حکم ہے تو ماحول میں امن و سکون برباد کرنے والی اور ذہنی و اعصابی تناؤ پیدا کرنے والی غیر انسانی

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

مشینی آوازوں کو ہمیں کس قدر پست رکھنا ہوگا۔ خود انسان کو اپنی آواز پست رکھنے کا یہ حکم ہے تو پھر انسان کی ایجاد کردہ چیزوں سے پیدا ہونے والی آواز کو کتنا پست رکھنا ہوگا کہ ماحول کا سکون برقرار رہے۔

مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے خود اس آیت مبارکہ کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ مشینوں اور گاڑیوں کی پیدا کردہ اس صوتی آلودگی میں ہم نہ صرف کئی جگہوں پر لاؤڈ اسپیکر کو ضرورت سے زائد اور بے جا استعمال کر کے اضافہ کرتے ہیں بلکہ بعض خاص مواقع جیسے یوم پاکستان یا عید وغیرہ کے دن ہمارے بعض نوجوان موٹر سائیکل وغیرہ سے سیلنسر نکال کر گلیوں اور بازاروں میں خوب ناگوار شور مچاتے پھرتے ہیں۔ جس سے سماعت میں خراش اور اعصابی تناؤ یا ذہنی پریشان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

Land Pollution-2 صوتی آلودگی کے علاوہ قرآن حکیم بنی نوع انسان کو بری، بحری اور فضائی آلودگی سے کیسے خبردار کرتا ہے اس کو جاننے کے لئے درج ذیل آیات مبارکہ پر غور کیجئے:

(الف) ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس.... (الروم آیت ۴۱) "کہ لوگوں کے ہاتھوں کی کمائیوں کی وجہ سے بر و بحر میں فساد ظاہر ہوگا- ماحول میں بگاڑ پیدا ہوگا۔"

اس آیت مبارکہ میں قرآن حکیم نے ماحولیاتی بگاڑ کا ذمہ دار خود انسانوں کی سرگرمیوں اور کارگزاریوں کو قرار دے کر تمام بنی نوع آدم کو بری و بحری آلودگی Land and water pollution کی طرف متوجہ کیا ہے۔

چونکہ ماحولیاتی بگاڑ کا ذمہ دار خود انسان ہی ہے۔ اس لئے قرآن حکیم بار بار انسان کو مختلف انداز میں ایسے تمام عناصر و عوامل سے گریز کرنے کا حکم دیتا ہے، جو ماحول میں فساد کا باعث بنتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

(ب) **"واللہ لا یحب المفسدین."** (المائدہ ۶۴) اور اللہ فساد برپا کرنے والوں- ماحول میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ نیز قرآن نے تین مقامات پر یہ اسلوب بیان اختیار فرمایا: **"لا تفسدوا فی الارض"** (اعراف ۸۵) زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

ماحول میں کسی قسم کا بگاڑ پیدا نہ کرو۔ چاہے یہ ماحولیاتی بگاڑ انسانوں ہی میں کفر و الحاد اور دہریت و لادینیت کے فکر کو پھیلا کر برپا کیا جائے یا ان میں قتل و غارت گری، لوٹ مار، ڈاکہ زنی اور دہشت گردی پھیلا کر برپا کیا جائے یا ان کی عزت و آبرو اور جان و مال پر حملوں کی صورت میں پیدا کیا جائے۔

اس طرح قرآن حکیم **"لا تفسدوا فی الارض"** کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو- ماحول میں بگاڑ پیدا نہ کرو، فرما کر جہاں زمینی آلودگی Land pollution کی طرف انسانوں کی توجہ مبذول کرواتا ہے، وہیں آبی و فضائی آلودگی سے بھی خبردار کرتا ہے۔

(ج) اسی طرح قرآن حکیم: **"لا تلقوا بایدیکم الی التھلکة"** (بقرہ: ۱۹۵) کہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ اور **"لا تقتلوا انفسکم"** کہ اپنے آپ کو قتل نہ کرو فرما کر ان آیات مبارکہ کے وسیع تر معنی میں دور جدید کے عالمی ماحولیاتی مسئلہ Airpollution اور Water pollution یعنی فضائی و آبی آلودگی سے پوری دنیا کے انسانوں کو خبردار کرتا ہے کہ دنیا میں کسی بھی جگہ مضر اور زہریلی گیسوں کو چھوڑ کر اجتماعی خودکشی نہ کرو اور سمندر میں زہریلے مادے پھینک کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کہ اس سے پانی اور مچھلیاں زہر آلود ہو جاتی ہیں اور یہ تمہاری غذا ہیں۔ ان کے ذریعے زہر تمہارے اندر چلا جائے گا۔

قرآن حکیم ماحولیات کے بارے میں مزید رہنمائی کے لئے فرماتا ہے کہ **"وما اتکم الرسول فخذوہ"** (الحشر: ۷)
کہ رسول جو تمہیں دے اسے لے لو۔

اسی لئے تو رسول کریم ﷺ نے ہمارے ماحول کو صاف ستھرا کرنے کی تعلیم دی۔ نیز فرمایا کہ ایمان کا ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔" **اماطة الاذی عن الطریق**" (مشکوۃ) یہاں لفظ "اذی" جہاں کیل، کانٹے، شیشے اور پتھر وغیرہ تکلیف دہ چیز کو ہٹانا شامل ہے۔ وہیں مختلف مقامات پر ابلتے ہوئے گٹروں کو درست کر کے نکاسیٔ آب کا انتظام کرنا اور ہوا کے بہاؤ سے اڑنے والے کچرے کے ڈھیروں کو اٹھانا بھی شامل ہے کہ یہ چیزیں ماحول کو گندا، خراب اور بدبودار بنا کر راہگیروں کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔

اسی طرح قرآن حکیم ماحولیات کے تحفظ کے لئے ہمیں حضور پر نور ﷺ کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ **"وما نھکم عنه فانتھوا"** (حشر آیت: ۷) کہ جس سے تمہیں رسول کریم ﷺ روکیں اس سے رک جاؤ۔

تو اللہ کے حبیب ﷺ نے ہمیں اپنی متعدد احادیث مبارکہ میں بے ضرر اور مفید حیوانات کو بلاوجہ مارنے سے روکا ہے کہ اس سے ماحولیاتی توازن بگڑتا ہے۔ بطور مثال درج ذیل دو حدیثوں پر غور کیجئے:

(الف) عن ابن عباس نھی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن قتل

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

اربع من الدواب النملة والنحلة والهدهد والصرد." (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابو داؤد و دارمی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے چار جانداروں کے مارنے سے منع فرمایا یعنی چیونٹی، شہد کی مکھی ہد ہد اور صرد۔

(ب) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: **"من قتل عصفورا فما فوقها بغير حقها سأله الله عن قتله." (مشکوٰۃ)**

"جس نے ایک چڑیا یا اس سے اوپر کسی حیوان کو بھی ناحق مارا تو اللہ تعالیٰ اس کے قتل کے بارے میں اس سے پوچھے گا۔"

یہ ماحولیات میں جنگلی حیات کا تحفظ "Protection of wild life" ہے۔ جس کا تصور بہت سے مسلمانوں کے نزدیک مغرب سے آیا ہے۔ مگر حقیقۃً ہمارے پیارے آقا ﷺ نے یہ تصور آج سے چودہ سو سال قبل دیا۔ جبکہ امریکہ وغیرہ دریافت تک نہیں ہوا تھا۔

اسی سلسلے میں آقائے نامدار رحمۃ للعالمین ﷺ نے پودوں اور درختوں کو بلا ضرورت کاٹنے اور جلانے سے بھی منع فرمایا۔ کیونکہ یہ آکسیجن کا ذریعہ ہیں اور ماحول کا حسن ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے مختلف اسالیب میں درخت لگانے کا حکم فرمایا اور درخت لگانے والے کے لئے ثواب جاریہ کا اعلان فرمایا۔ ایک حدیث اس سلسلے میں بطور نمونہ پیش ہے:

"عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يغرس غرسا الا كان ما اكل منه له صدقة وما سرق منه له صدقة وما اكل السبع فهو له صدقة وما اكلت الطير فهو له صدقة ولا يرزؤه احد الا كان له صدقة" (مسلم باب فضل الزرع)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کوئی پودا لگاتا ہے تو اس درخت میں سے جو کچھ کھایا جائے وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے جو کچھ اس سے چوری ہو وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے اور جو درندے کھائیں وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے اور جو پرندے کھائیں وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے اور جو شخص اس میں سے کم کرے گا وہ اس کا صدقہ ہو جائے گا۔"

نیز درخت لگانے کو اس قدر اہمیت دی کہ فرمایا: قیامت کی گھڑی ہو اور تمہارے ہاتھ میں ایک شنی ہو تو تم اگر اس کو لگا سکتے ہو تو لگا دو۔ (مفہوم حدیث مسنون من العلماء۔)

حضور اکرم ﷺ نے چودہ سو سال قبل درختوں کی اہمیت بتائی۔ جس کو آج لوگوں نے جانا ہے کہ درخت آلودگی کا قدرتی حل ہیں اور درخت ماحولیاتی توازن کو برقرار ہی نہیں رکھتے بلکہ ماحولیاتی حسن و جمال بھی پیدا کرتے ہیں، جن کو دیکھ کر پریشان لوگوں میں مسرت و لطافت کا احساس بیدار ہوتا ہے۔

Spiritual pollution-3 قلبی فساد یا روحانی آلودگی:

روحانی آلودگی یا قلبی فساد جو انسان کے اندر پایا جاتا ہے اور ماحول جو کہ انسان کے گرد و پیش کو شامل ہے، کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ چونکہ حدیث کے مطابق قلب میں فساد کی وجہ سے سارے جسم میں فساد برپا ہو جاتا ہے اور قلب کی اصلاح سارے جسم کی اصلاح ہے۔ لہٰذا جب قلب میں فساد برپا ہوگا تو اس کا اظہار انسانی اعضاء کے ذریعے ہوگا اور پھر اعضاء انسانی ہاتھ و زبان وغیرہ کے ذریعے یہی فساد ماحول میں سرایت کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اور پھر افراد معاشرہ میں باہمی محبت و ہمدردی، ایثار و قربانی، بے لوث خدمت اور خلوص وغیرہ کے جذبات مفقود ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ قلبی فساد لے لیتا ہے یعنی پھر حسد، بغض، کینہ، نفرت، خود غرضی، لالچ، کبر اور حرص جاہ و منصب اور حرص مال و دولت وغیرہ کا معاشرے میں دور دورہ ہو جاتا ہے معاشرے کا سکون برباد ہو جاتا ہے اور پھر ان منفی جذبات کی تسکین کے لئے انسان حلال و حرام کی قیود کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھ کر پس پشت ڈال دیتا ہے۔ جس سے خود اس کا اطمینان قلبی چھن جاتا ہے اور ماحول بھی اس کے فساد کی آماجگاہ بن کر بگڑ جاتا ہے۔

اس فساد قلب اور روحانی آلودگی کا ایک ہی علاج ہے، وہ ہدایت خداوندی کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے کہ ہر چیز کو صاف کرنے کا آلہ ہوتا ہے اور قلب کو ذکر اللہ صاف کرتا ہے۔ قلب کا تصفیہ کسی شیخ کامل کی صحبت سے ہی ممکن ہے۔ ورنہ کتابی علم سے صرف معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، عمل کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اور اگر تھوڑا بہت عمل کا جذبہ پیدا بھی ہوتا ہے تو اس میں للّٰہیت اور خلوص نہیں ہوتا۔ اس میں رضائے الٰہی پیش نظر نہیں ہوتی بلکہ یہ گمان ہے جا نہیں کہ اس سے قلب کی اصلاح کی بجائے کبر وغیرہ جیسے قلبی امراض میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کتاب کے ساتھ معلم کی ضرورت ہمیشہ باقی رہتی ہے اور امراض قلب کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت رہتی ہے۔ یہ ڈاکٹر مرشد کامل ہے جو انسان کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس کو رضاء الٰہی کے راستے پر لگاتا ہے

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۰ پر)

www.zikar.com

جماعت اصلاح المسلمین

الطاہر اوپن فورم

قارئین الطاہر کی تحریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے یہ سلسلہ جاری کیا گیا ہے جس کے بہترین نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ گذشتہ مرتبہ عنوان تھا "گداگری ایک لعنت ہے"۔ اس عنوان پر کئی احباب نے طبع آزمائی کی۔ مجلس مشاورت کی رائے کے مطابق محمد فاروق طاہر (اسکندرآباد) کی تحریر انعام یافتہ قرار پائی ہے۔ انہیں انعام کے طور پر کتاب **"خلفائے راشدین"** روانہ کی جارہی ہے دیگر احباب کی تحریروں کے اقتباسات بھی شائع کیے جارہے ہیں۔ آئندہ "الطاہر اوپن فورم" کا عنوان ہے:

خودکشی کا رجحان۔ کیوں؟

قلم اٹھائیے اور ۲۰ لائنوں پر مشتمل جامع اور حقائق پر مبنی تحریر ارسال کیجئے۔ زیادہ طویل تحریر شامل مقابلہ نہ ہوگی۔ مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء ہے۔ (ادارہ)

انعام یافتہ تحریر ـــــ محمد فاروق طاہر اسکندر آباد

گداگری ایک لعنت ہے

کسی سے کچھ مانگنا اور اس کے عوض اکی جائز خدمت نہ کرنا گداگری کہلاتا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صورت اور سیرت کی بہترین خوبیوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کردیا کہ ایک ہی بارگاہ ہے جہاں مدد کے لئے پکارا بھی جاسکتا ہے، ہاتھ بھی پھیلایا جاسکتا ہے اور سر بھی جھکایا جاسکتا ہے۔

ایک گداگر جگہ جگہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، سوال کرتا ہے اور ہر مقام پر ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس نے اس ذات کو چھوڑ دیا ہے جو حقیقی رازق ہے۔ جو چونٹیوں اور کیڑوں کو بھی پالتی ہے، انسان تو پھر بھی انسان ہے۔ اُسے تو اس سے پیار و محبت ہے۔

اسلام میں جس قدر گداگری کی مذمت کی گئی ہے۔ اتنی کسی اور مذہب میں نہیں کی گئی۔ احادیث مبارکہ میں گداگری کو لعنت تصور کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "اے مسلمانو! اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ احکام الٰہی بجالاؤ اور لوگوں سے کچھ نہ مانگو"

جو شخص ایک وقت کی خوراک کے موجود ہونے پر سوال کرے، اس کے بارے میں رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے "وہ اپنے لئے آتش دوزخ طلب کرتا ہے۔" ایک اور جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "جس نے اللہ کے نام پر سوال کیا، وہ ملعون ہے۔"

چونکہ ہمارے نبی آخر الزماں رحمتہ اللعالمین بہت شفیق مہربان ہیں، اس لئے یہ بھی ارشاد فرمایا: "اگر کوئی مجھ سے وعدہ کرے کہ وہ بھیک نہیں مانگے گا تو میں اسے جنت کی بشارت دوں گا۔"

جب انسان اپنے حقیقی رازق کو چھوڑ کر غیروں [illegible] ہوتا ہے تو اس میں عزت و غیرت ختم ہو [illegible] محنت اور کام کرنے کی صلاحیت اور ذہنی صلاحیتیں [illegible] ہو جاتی ہیں اخلاقی و نفسیاتی جرائم پیدا ہوتے ہیں اور انسان گھٹیا عادات کا غلام بن جاتا ہے۔ گویا اجتماعی طور پر معاشرہ غیروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ انسان جہالت جیسے خطرناک گڑھے میں گرجاتا ہے اور پھر جہالت اسے کفر کے دروازے پر پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

برصغیر پاک وہند میں مذہبی ذہنیت نے گداگری کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے ہاں گداگری ایک منظم پیشہ بن گیا ہے اور بعض شقی القلب لوگوں نے اسکے باقاعدہ ادارے کھول رکھے ہیں۔ ان اداروں کے ایجنٹ گداگر یہ بھول جاتے ہیں کہ حلال کمائی نور ہے اور حرام کمائی نار۔ مملکت پاکستان میں گداگروں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔

دیگر احباب کی تحریروں کے اقتباسات

صائمہ کوثر ـــــ بھلیر شریف سانگلہ ہل

گداگری قوم کے افراد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے یہ افراد کی زندگی تباہ و برباد کردیتی ہے اور افراد کے اندر عزت وحمیت کو ختم کردیتی ہے۔ پستی سہل انگاری اور دولت کی ہوس بھر جاتی ہے۔ انسان گھٹیا اور ذلیل عادات کا غلام بن جاتا ہے۔ انسانی رشتے اور

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

اخلاقی اقدار پامال ہوجاتی ہیں۔ انسان کے اندر ایک واحد انیت قوم کا جذبہ ختم کردیتی ہے۔ انسان لوگوں کا دست نگر ہوجاتا ہے۔ اجتماعی طور پر معاشرہ غیروں کا محتاج ہوجاتا ہے۔ اس کے اندر عزت نفس ختم ہوجاتی ہے۔ خود اعتمادی سے محروم ہوجاتا ہے۔ وہ ہر وقت غیروں کے آگے کشکول لئے کھڑا رہتا ہے۔ گداگری غلاموں کو جنم دیتی ہے اور آزاد قوموں کی روح غلامی کے طوق میں جکڑی جاتی ہے۔

مس روبینہ طیب طاہری — بھلیر سانگلہ ہل

گداگری کی لعنت ہمارے معاشرے میں سرطان کی طرح پھیلتی جارہی ہے۔ اس نے ایک ناسور کی شکل اختیار کرلی ہے۔ دیہات قصبے اور شہر گداگروں سے بھرے پڑے ہیں۔ آج کل گداگروں سے بچ کر چلنا مشکل ہوگیا ہے۔ ابتدائی دور میں اپاہج، بے سہارا، اور لاوارث مستحق افراد اپنی ضروریات سے مجبور ہوکر دست سوال دراز کرتے تھے۔ وہ مجبور، بے بس اور لاچار تھے، اس لئے لوگوں نے ان کی اعانت کی۔ لیکن جب کم حوصلہ، آرام پسند اور سہل کیش افراد نے لوگوں کی عنایت و دیکھی تو وہ بھی سوال کرنے لگے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ سوال کرنا، بھیک مانگنا ایک پیشہ بن گیا۔ اسلام سختی سے گداگری کی مذمت کرتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ ایک اور جگہ ارشاد نبویؐ ہے: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اصل میں گداگری اپنے خالق حقیقی سے دور کرتی ہے۔ انسان اپنے خالق حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا رازق سمجھ بیٹھتا ہے۔ انسان کو ایسا زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے خالق خدا کو بھول بیٹھے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: دوسروں سے سوال کرنا ایک امر فاحشہ ہے۔ آج کل گداگروں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لئے خطرے کی علامت ہے۔ جب مذہب اسلام ہی نے گداگری کو ایک لعنت قرار دیا تو اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو۔ لہٰذا اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ گداگری کے انسداد پر بھرپور توجہ دی جائے۔ ان اسباب کا قلع قمع کیا جائے تاکہ افراد کے اندر گداگری کا جذبہ پیدا ہی نہ ہو۔ حقیقی طور پر معذور، اپاہج افراد کے لئے محتاج خانے قائم کیے جائیں۔ گداگری قانوناً ممنوع قرار دی جائے۔ عوامی اجتماعات کے مقامات پر گداگروں کو سختی سے ہٹایا جائے۔ صحت مند بھکاریوں کو پکڑ کر کسی کام پر لگایا جائے اور انہی لوگوں کے اندر عزت نفس کا احساس اجاگر کیا جائے۔ بلکہ جو افراد بلا وجہ اس منحوس پیشے کو چھوڑنے پر رضامند نہ ہوں، انہیں سزا دی جائے۔ بلکہ ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کیے جائیں۔

زیادہ طویل تحریر شامل مقابلہ نہ ہوگی۔

محمد سلیم بروہی ———— لاڑکانہ

انسان پر اللہ تعالیٰ کے کئی احسانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندہ رہنے کے لئے بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔

• سب چیزوں کے باوجود کافی انسان ایسے ہیں جو اپنی روزی کمانے کے لئے نعمتِ خداوندی یعنی ہاتھ، پاؤں، آنکھ وغیرہ سے کام لینے کے بجائے بھیک مانگنا اپنے لئے اچھا سمجھتے ہیں اور جاکے بھکاریوں کی صفوں میں کھڑے ہوجاتے ہیں۔

بھیک مانگنا ملک اور قوم کی عزت کو داغدار کرتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ بھیک مانگنے پر پابندی لگائے۔

عام آدمی کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ بھکاریوں کی ہمت افزائی نہ کرے۔ یعنی ان کو بھیک نہ دی جائے، بلکہ انہیں سمجھایا جائے کہ بھیک ایک لعنت ہے۔ اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

شاہ حسین طاہری —— ضلع و تحصیل نوشہرہ

گداگری ایک لعنت ہے جو کہ انسان کو بے غیرت اور بے ایمان کردیتی ہے اور جو بے ایمان ہوجاتا ہے تو پھر ان سے کیا گلہ۔ یہ گداگری کرنے والے بڑے بے شرم اور بے حیا ہوتے ہیں۔ گداگری کے بہت سے مختلف طریقے لوگوں نے نکال لیے ہیں۔ کوئی ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے، کوئی بسوں میں مدرسے کے طور پر مانگتا ہے، کوئی مسجدوں کو بدنام کرتا ہے، کوئی اپنے آپ کو معذور بنا کر چھوٹے بہن بھائیوں کا بہانہ بناتا ہے، کوئی کسی طرح اور کوئی کسی طرح اپنے لیے نت نئے طریقے ایجاد کرنے میں مشغول ہے۔

عبداللطیف ———— راولپنڈی

آج یہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں گداگری کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ لوگ یہ سوچنے کے بغیر کہ رب کریم اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے نزدیک ایک

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

ناپسند فعل ہے، اس میں ملوث ہوتے جارہے ہیں اور اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں۔

گداگری سے آپ ﷺ کو سخت نفرت تھی۔ ایک دفعہ ایک انصاری آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بھیک مانگی۔ آپؐ نے فرمایا کہ تیرے گھر میں کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ دو چیزیں ہیں۔ ایک کمبل ہے اور دوسرا ایک پیالہ ہے۔ کمبل ہم کچھ نیچے بچھا لیتے ہیں اور کچھ اوپر اوڑھ لیتے ہیں اور پیالے میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپؐ نے دونوں چیزیں دو درہم میں فروخت کردیں اور اُسے دونوں درہم دیئے اور کہا کہ ایک درہم سے اپنے گھر میں کچھ کھانے کا سامان دے آؤ اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ کلہاڑی لے کر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دستہ ٹھونکا اور اُسے دیا اور کہا کہ جاؤ! جنگل میں سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو۔ پندرہ دن بعد وہ آیا تو اس کے پاس دس درہم تھے جس سے اس نے کپڑہ وغیرہ خریدا۔ آپؐ نے فرمایا کہ محنت کی کمائی تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ کل تیرے چہرے پر ذلت اور رسوائی کا داغ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ حقیر سے حقیر پیشہ بھی اختیار کرنا بھیک مانگنے سے بہتر ہے۔

ثروت مختار ——— چندر کے راجپوتاں

گداگری کی لعنت ہمارے معاشرے میں سرطان کی طرح پھیلتی جارہی ہے۔ اس نے ایک ناسور کی شکل اختیار کرلی ہے۔ دیہات قصبے اور شہر گداگروں سے بھرے پڑے ہیں۔ گداگروں سے دامن بچا کر چلنا مشکل ہوگیا ہے۔

ابتداء میں اپاہج، بے سہارا اور لاوارث افراد نے اپنی ضروریات سے مجبور ہوکر دست سوال دراز کیا۔ وہ مجبور اور بے بس تھے، اس لئے لوگوں نے ان کی ہر طرح سے اعانت کی۔ لیکن جب کم حوصلہ، آرام پسند اور سہل کش لوگوں نے لوگوں کی عنایات کو دیکھا تو وہ بھی سوال کرنے لگے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ سوال کرنا اور بھیک مانگنا ایک پیشہ بن گیا۔

غلام قادر ——— آزاد ماتلی

بھیک مانگنے کی جس قدر اسلام نے مذمت کی ہے شاید ہی کسی اور مذہب نے اس برائی کی مذمت کی ہو۔ محسن انسانیت ﷺ کا ارشاد پاک ہے: جس قدر ممکن ہو سائل کو سوال کرنے سے روکا جائے اور سوال کرنے کی برائی اور محنت مشقت کرنے کی خوبی ذہن نشین کرائی جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات میں ہے کہ لوگوں سے سوال بلا ضرورت کوئی شخص کرتا ہے، وہ گویا انگارے کھاتا ہے۔ (طبرانی) حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صاحب مال اور صاحب قوت وہ وقت جس کے اعضاء سالم ہوں، اس کو سوال کرنا حلال نہیں ہے۔ جو شخص دولت جمع کرنے کو سوال کرتا ہے، قیامت کے دن اس کے منہ پر کھرنچیں لگی ہوئی ہوں گی۔ یعنی اس کا چہرہ نوچا ہوا ہوگا (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: بدترین مخلوق تم کو بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا حضور بتایئے۔ فرمایا بدترین وہ ہے جو خدا کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرے اور پھر اس کو کچھ نہ دیا جائے۔ (ترمذی) اسلام کی روح کے مطابق افضل ہاتھ وہ ہے جو اوپر ہو یعنی۔ جو دینے والا ہو نہ کہ وصول کرنے والا۔

گداگری جیسے مکروہ فعل کی حوصلہ افزائی عوام کرتے ہیں، جو ضعیف الاعتقاد لوگ ہوتے ہیں۔ اس کا علاج حکومت آسانی سے کرسکتی ہے۔ حکومت بیرونی دشمن سے لڑسکتی ہے، ہر حکم کی تعمیل کراسکتی ہے۔ جو قانون چاہے نافذ ہوسکتا ہے۔ ہر عمل ہوسکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ گداگری ختم نہیں کراسکتی؟ اس کے لئے باقاعدہ اپاہج خانے ہونے چاہئیں جہاں پر بے بس اور معذور لوگ داخل ہوں اور ان کی کفالت حکومت کے ذمے ہو۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی گداگری قانوناً جرم قرار دی جائے۔

محمد عظیم علی کشمیری .... ماتلی

عام لوگوں سمیت مالکوں نے بھی غریب کی مزدوری کھانا شروع کردی ہے۔ جس دکان یا آفیس فیکٹری وغیرہ میں ۱۰ مزدوروں کی جگہ ہے تو وہاں صرف بمشکل ۲ بندے رکھے جاتے ہیں۔ عوام پھر بھیک نہیں مانگے گی تو کیا بھوک مرے گی۔ اپنے ان چاند سے بچوں کو بلکتا دیکھ سکتا ہے؟ بہت سی مجبوریاں آڑے آتی ہیں تو ہی انسان بندگی کا داغ اٹھاتا ہے۔ یہ روایت سیاستدانوں سے چلی ہے اور یہ چیز ہی یہی لوگ ختم کرسکتے ہیں۔ کسی کا دل نہیں چاہتا کہ وہ بھیک مانگے۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

عرس مبارک حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کا آنکھوں دیکھا حال

نگار احمد کھوکھر

مورخہ ۲۴ مارچ ۲۰۰۱ء کو سندھ کے مختلف اضلاع و شہروں سے بسوں کے قافلے روانہ ہوئے۔ بیرون سندھ سے آنے والے بذریعہ ریل گاڑی جوق در جوق فقیر پور شریف نزد راداحسن پہنچنے لگے۔ عجیب سماں بندھ گیا۔ جسے دیکھو عرس مبارک خواجۂ خواجگان قیوم زمان حضرت محمد عبدالغفار المعروف پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ میں شرکت کرنے کے لیے اللہ اللہ کے نعرۂ مستانہ سے فقیر پور شریف کی طرف رواں دواں ہے۔ حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے مشائخ نقشبندیہ کے فیوضات کو سندھ میں متعارف کرانے میں بڑا اہم کردار ادا فرمایا۔ اپنے فیضان نظر سے بدعت و کفر کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کردیا۔ رحمت پور شریف کو مرکز بنا کر چہار دانگ عالم میں فیوضات محمدی کا ڈنکا بجا دیا۔ باقاعدہ پروگرام فجر نماز سے شروع ہوا۔ بعد نماز فجر حلقہ ذکر ہوا جس نے وارد ین کو ذکر قلبی کی نعمت بے بہا حضور قبلہ عالم نے عنایت فرمائی۔ بعد مراقبہ درس قرآن اور درس تصوف ہوا۔ حضور قبلہ عالم کی موجودگی اور توجہات سے فیض کی بارانی دلوں کو گرما رہی تھی۔ بعد نماز ظہر حلقہ ہائے تربیت منعقد ہوئے۔ یعنی مختلف گروپ بنائے گئے جو مختلف علماء کرام اور خلفاء کرام کے سپرد ہوئے۔ ان میں مختلف مسائل پر سوال جواب ہوئے۔ لوگوں کی ذہنی تربیت کا اہتمام ہوا۔ ان میں فقہ اور تصوف کے مسائل کے علاوہ مبلغین کو درپیش مشکلات پر بھی گفتگو ہوئی۔ اس طرح لوگوں کی رہنمائی کی گئی۔ عصر نماز سے ایک گھنٹہ قبل یہ پروگرام ختم ہوا۔ لوگوں کو وضو و آرام کا وقت دیا گیا۔ بعد نماز عصر لنگر عام کا اعلان ہوا۔ یہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ ہزاروں افراد کا مجمع وقت میں ہی ہوکر کھا کر فارغ ہوجانا حیرت ہوتی ہے۔ یہاں اپنے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے برکات و فیوضات اور تصرفات کا پتہ چلتا ہے۔ جس طرح غزوۂ احزاب میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی دس دس ٹولیاں بنوائی تھیں، اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے اسی طرح ہمارے مشائخ نے بھی دس دس افراد پر مشتمل ٹولیاں بنوا کر اس سنت کو ابھی تک زندہ کیا ہوا ہے۔ تقسیم لنگر میں جو مزہ، لطف اور روحانی لذت حاصل ہوتی ہے وہ لنگر کھانے میں بھی نہیں ملتی۔ اسی لئے ہم نے بچشم خود دیکھا کہ بڑے بڑے علماء کرام اور خلفاء حضرات لنگر تقسیم کر رہے ہیں۔ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ کسی کو درمیان میں پانی یا مزید لنگر کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اللہ کی دلنواز صدا بلند کرتا ہے جس سے فوراً سمجھ لیا جاتا ہے کہ اسے کسی چیز کی ضرورت ہے۔ مغرب سے تھوڑا قبل ہی لنگر کا سلسلہ ختم ہوا۔ بعد نماز مغرب جناب مفتی عبدالرحیم صاحب نے اسٹیج کو حسب معمول رونق بخشی۔ تیسری نشست کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد تلاوت نعت رسول مقبول ﷺ اور منقبت شریف کے نذرانے پیش کیے گئے۔ جنہوں نے روح و دل کو جلا بخشی اور ایمان کی حلاوت میں اضافہ ہوا۔ بعد نعت و منقبت روحانی طلباء جماعت پاکستان کے سابق مرکزی صدر جناب محمد بخش جونیجو صاحب کو دعوت خطاب دی۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز سے روحانی طلباء جماعت کا تعارف کرایا۔ ساتھ ہی نوجوانوں کو بالخصوص طلباء کو دعوت دی کہ اگر آپ لوگ امن و آشتی چاہتے ہیں، اگر آپ محبت مصطفیٰ ﷺ سے اپنے قلوب کو سرشار کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ صدیق اکبر والی نسبت یعنی نسبت نقشبندیہ چاہتے ہیں تو آیئے ہمارے ساتھ اس قافلے میں شامل ہوجایئے اور دین و دنیا کی دولت سے وافر حصہ پایئے۔ جناب محمد بخش جونیجو صاحب کے بعد موجودہ سہ بارہ منتخب شدہ روحانی طلباء جماعت پاکستان کے مرکزی صدر جناب قاضی مشہود احمد صاحب لیکچر کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے پورے لیکچر میں تنظیم سازی پر زور دیا اور بتایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان رفقاء ہر میدان میں ترقی کریں اور نمایاں کارکردگی کا اظہار کریں۔ جناب قاضی مشہود صاحب کے بعد جناب خلیفہ میجر ڈاکٹر غلام یاسین سیال ظاہری نے جماعت اصلاح المسلمین کی تنظیم سازی کرنے پر زور دیا اور اپنے اپنے علاقوں میں برانچیں کھولنے کی تاکید کی۔ اس کے بعد عشاء کی اذان کا وقت ہوگیا۔ بعد نماز عشاء نعت و منقبت کے بعد جناب مولانا محمد مشتاق صاحب (کراچی) نے اردو میں نہایت پراثر و پرمغز خطاب فرمایا۔ ان کے بعد بلبل مدینہ جناب مولانا محمد ادریس ڈاہری صاحب نے سندھی میں خطاب فرمایا جو تقریباً رات ۱۲ بجے تک جاری رہا۔ ۱۲ بجے رات کو لوگوں کو آرام کا وقفہ دیا گیا۔ شب تین بجے تہجد کے لئے اللہ اللہ کی صدائے دلنواز بلند ہونے لگی۔ خوش نصیب لوگ بیدار ہوکر وضو وغیرہ کرکے اپنے رب سے راز و نیاز کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے طور پر ذکر قلبی میں مشغول ہے۔ بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی۔ بعدہ

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

محفل قرائت ہوئی۔ مختلف قرأ حضرات نے تلاوت کلام پاک سے فضا پر سحر سا طاری کر دیا۔ قرآن کا اعجاز ایک نور کی صورت میں ہر قلب و نظر کو متاثر کر رہا تھا۔ محفل قرآن کے بعد حضور قبلہ عالم سیدی و مرشدی حضرت محبوب جن سائیں مدظلہ نے پوری امت مسلمہ کے لئے دعا فرمائی۔ دوران دعا نزول رحمت باری کا پتہ چل رہا تھا۔ کیونکہ کثیر افراد پر گریہ کی کیفیت طاری تھی ہر کوئی فیضان کرم سے بے خود ہو کر جھوم رہا تھا۔ دعا کے بعد نظامت کا فریضہ جناب مفتی عبدالرحیم صاحب مدظلہ نے سنبھالا اور آپ نے جناب قاری عبدالرحیم کو دعوت نعت دی جنہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ ان کے بعد جناب خلیفہ محمد عارف صاحب نے منقبت شریف کا نذرانہ بارگاہ ولایت میں پیش کیا جس کے دوران بعض فقراء کو جذبہ و وجد بھی طاری ہو گیا۔ ان کے بعد استاذ العلماء، جناب حضرت مفتی عبدالرحمن صاحب مدظلہ کو دعوت خطاب دی گئی۔ آپ نے حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر مختصراً روشنی ڈالی اور آپ کی چند کرامات کا تذکرہ فرمایا۔ ساتھ ہی بتایا کہ حضور پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند خود سیدی و مرشدی حضرت محبوب سوہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائی۔ تحریراً لکھ کر دیا۔ اس لئے صحیح فضلی غفاری اور بخشی فیض اب یہیں سے ملے گا اور کہیں سے نہیں۔ آپ کی تقریر کے بعد (نواسہ حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا دیدہ دل صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا اور کلام غفاریہ میں سے چند اشعار انتہائی مؤثر پیرائے میں سنائے۔ پھر جناب مفتی عبدالرحیم صاحب نے جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کے مرکزی صدر عالم بے بدل حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مدظلہ کو دعوت خطاب دی۔ آپ نے اپنی پاٹ دار آواز سے سامعین کے دل دماغوں کو بیدار کیا۔ فیضان اولیاء کرام قرآن و حدیث سے ثابت کیے اور مبلغین حضرات میں جوش و خروش پیدا کرنے کے لئے مؤثر پیرائے میں بیان فرمایا۔ آپ کی تقریر کے بعد محفل کے روح رواں، سپہ سالار، قافلۂ نقشبندیہ مجددیہ شمس العارفین ہدایۃ السالکین، پیر طریقت خواجہ خواجگان حضرت محبوب جن سائیں مدظلہ علینا کرسی پر رونق افروز ہوئے اور یوں ہر مشتاق دید اپنی چشم بصیرت کو فیروزاں کرنے لگا۔ ظاہری باطنی سیرابی حاصل کرنے لگا۔

دوران خطاب آپ نے پیش گوئی فرمائی کہ: "میرا یقین ہے کہ اسلام پر بہتر وقت آئے گا اور اسلام پر عمل کرنے والے لوگ آئیں گے۔" آپ نے فرمایا: "موجودہ دور میں نفاذ اسلام کی صرف باتیں ہو رہی ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ کرسی پر قبضہ کر کے ہی اسلام آئے گا۔۔۔۔ مگر اولیاء کرام کا نفاذ شریعت کا طریقہ تو اصلاح باطن کا طریقہ ہے، نفاذ شریعت کی ابتدا اپنے اندر سے ہوتی ہے۔"

مبلغین سے مخاطب ہو کر اس طرح ارشاد فرمایا: "کام تھوڑا ہو لیکن بہتر اور کامل و مکمل ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے ہی علاقے میں کام کیا جائے۔" مزید فرمایا کہ: "دین خواہش نفس کا نام نہیں ہے۔ نفس کے حصے گہرے اور بھیانک ہیں۔ انہیں سمجھنے کے لئے بڑے حوصلے اور گہری بصیرت کی ضرورت ہے۔" مزید گوہر افشانی فرمائی کہ: "دین تو قربانی کا نام ہے۔ ہر قدم پر قربانی، مال کی، جان کی اور اپنی رائے کی قربانی اور اولاد کی قربانی۔"

مزید فرمایا کہ: "ولایت کی معراج سے بڑھ کر یہ مقام ہے کہ سنت رسول ﷺ پر عمل کیا جائے۔" حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا کہ: "(اولیاء میں) بایزید کا مقام ایسا ہے جیسے فرشتوں میں جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے۔" ایمان سے متعلق اس طرح گوہر افشانی فرمائی کہ: "ایمان بے لباس ہے۔ اس کا لباس تقویٰ ہے اور حیاء اس کی زینت ہے۔"

اسی دوران ارشاد فرمایا کہ: "طریقت کی راہ میں پہلے پیر کی محبت چاہئے، پھر پرہیزگاری بھی ملتی ہے اور دوسری چیزیں بھی ملتی ہیں۔"

اختتام سے قبل ارشاد فرمایا کہ: "ہماری خواہش ہے کہ اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچایا جائے۔ ر۔ط۔ج کے اراکین صرف چند پروگرام کر کے نہ بیٹھ جائیں، بلکہ نئی جہتیں دیکھیں، فکر کریں، نئی باتیں سوچیں تاکہ دوسرے طلباء کو بھی یہ پیغام پہنچے۔ اپنی خامیوں پر نظر کریں اور انہیں دور کریں۔"

آخر میں آپ نے جامع دعا صمد کے لئے دعا فرمائی اور اس طرح یہ پرفیض اور پراثر پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

STOP

روحانی طلبہ جماعت پاکستان کے جنرل سیکریٹری کی جانب سے برانچز کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی ماہوار رپورٹ ہر ماہ کی پہلی تاریخ تک متعلقہ ڈویژنل جنرل سیکریٹری کو بھیج دیں۔ اور تمام صوبائی و ڈویژنل جنرل سیکریٹری بھی اپنی اپنی رپورٹ ہر ماہ کی ۵ تاریخ تک ارسال کریں۔
روحانی طلبہ جماعت کی تنظیم سے متعلق کسی بھی قسم کے سوالات کے سلسلے میں مرکزی صدر سے الطاہر کے ذریعے سوالات پوچھ سکتے ہیں۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

سیدی مرشدی کا دورۂ پنجاب

مؤرخہ ۲۳ اپریل ۲۰۰۱ء بروز منگل صبح ۴۰-۱۱ بجے حضرت صاحب بذریعہ جہاز لاہور پہنچے۔ جہاں مولانا غلام غوث صاحب کی قیادت میں فقراء نے حضرت صاحب کا استقبال کیا۔ حضرت صاحب نے مصافحہ سے فقراء کو سرفراز فرمایا۔ یہاں سے حضرت صاحب فقراء کے ہمراہ فیصل آباد پہنچے۔ جہاں ہزاروں دید کے پیاسوں نے مرشد کریم کا استقبال کیا۔

بعد نماز عشاء ر۔ ذ۔ ن، جماعت اصلاح المسلمین، مشاورتی کونسل اور مجلس عاملہ فیصل آباد کے عہدیداران نے حضور قبلہ عالم کے اعزاز میں سونیا ہوٹل کے نقش ہال میں عشائیہ دیا۔ جہاں حضور نے فقراء کے ہمراہ ماحضر تناول فرمایا اور فقراء کو مرشد کریم کی رفاقت و قربت نصیب ہوئی۔ یہاں حضور نے مصافحہ کی مہربانی بھی فرمائی۔ مولانا محمد رمضان صاحب نے پہلے اور پھر حضور قبلہ عالم نے نورانی خطاب فرمایا اور تقریباً رات ۱۱ بجے یہ تقریب ختم ہوئی۔

مؤرخہ ۲۴ اپریل ۲۰۰۱ء بروز منگل نماز فجر حضرت صاحب کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد مراقبہ ہوا۔ نئے احباب کو ذکر قلبی عطا ہوا اور مصافحہ کی نعمت بھی عطا ہوئی۔ بعد نماز ظہر جناح ہال ضلع کونسل فیصل آباد میں روحانی کنونشن منعقد ہوا۔ ۹۰۰ کرسیوں کی ہال میں گنجائش تھی اس لئے اتنے ہی لوگوں کو دعوت نامے دیئے گئے تھے لیکن خوش زمانی کی آمد سے لوگوں کا جم غفیر ہال میں در آیا اور کرسیوں کے علاوہ تمام جگہوں کو چھا چھوڑ دیا۔ یہاں تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد محمد صدیق (پنڈی) جناب غلام غوث اور مولانا محمد رمضان صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ آخر میں سالار قافلہ نقشبندیہ حضور قبلہ عالم نے نورانی خطاب فرمایا۔ آخر میں مشروبات سے شرکاء کی تواضع کی گئی۔ کنونشن کے اختتام پر حضور نے علیحدہ ہال میں شہر کے اعلیٰ طبقہ کے افراد کو ذکر قلبی عطا فرمایا اور تبلیغ و نصیحت فرمائی۔

مؤرخہ ۲۵ اپریل بروز بدھ خواتین کا پروگرام منعقد ہوا۔ حضرت صاحب نے مسجد شریف میں بیٹھ کر عورتوں کو اسپیکر پر خصوصی خطاب فرمایا۔ عورتوں کا انتظام مسجد سے ملحق مدرسہ میں باپردہ کیا تھا۔ دعائے خیر پر مذکورہ پروگرام اختتام پذیر ہوا اور پھر حضرت صاحب ظفروال روانہ ہوگئے۔

(رپورٹ: محمد اشفاق۔ فیصل آباد)

مؤرخہ ۲۵ اپریل کو حضرت صاحب بذریعہ کار دربار چک منہ ظفروال چک ۶۲ د میں پہنچے۔ تھوڑی دیر آرام کے بعد نماز ظہر ادا کی اور دوستوں سے ملاقات فرمائی۔ عصر نماز کے بعد مصافحہ کی سعادت بخشی۔ نماز مغرب سے قبل ہی نعت اور منقبت پیش کی گئیں۔ اس دوران فیض کی نورانی برکتیں محسوس ہو رہی تھی۔ ایک طرف اللہ کا پیارا ولی اپنی نورانی بصیرت افروز نگاہوں سے مئے محمدی کے جام لنڈھا رہا تھا، دوسری جانب ثناء خوان حضرات عشق کی گرمی پیدا کر رہے تھے۔ بعد ازیں مفتی عبدالرحیم صاحب کا فکر انگیز خطاب ہوا۔ بعد نماز مغرب پہلے مولانا محمد رمضان صاحب کا اور پھر سیدی و مرشدی حضور محبوب جن سائیں مدظلہ کا نورانی، عرفانی، وجدانی اور روحانی خطاب مبارک ہوا، جس نے پیاسے قلب و روح کو سیراب کردیا۔ خطاب مبارک کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی اور پھر لنگر عام ہوا اور یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

مؤرخہ ۲۶ اپریل کو حضرت صاحب چندر کے راجپوتاں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دینی مدرسے کا افتتاح فرمایا اور عصر تک چندر کے میں ہی رونق افروز رہے۔ بعد نماز عصر چنڈی بوہڑی ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے جو کہ پاک بھارت سرحد پر ایک گاؤں ہے۔ وہاں حضرت صاحب کے پیارے خلیفہ مولانا ریاست علی صاحب کی کاوشوں سے ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ ایک وسیع و عریض گراؤنڈ کو بنایا گیا تھا۔ لوگوں کا اتنا اژدحام تھا کہ اتنا بڑا گراؤنڈ بھی چھوٹا محسوس ہو رہا تھا۔ لوگ سڑکوں پر، اردگرد کے مکانوں کی چھتوں پر جمع ہوگئے تھے اور اللہ کے ولی کی زیارت اور خطاب کا شوق لے کر آئے تھے۔ ایک طرف عورتوں کے لئے باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ بعد نماز مغرب پروگرام کا آغاز اللہ کے کلام کی تلاوت سے کیا گیا۔ نعت اور منقبت نے جلسہ گاہ میں کیف و سرور کا سماں پیدا کردیا۔ بعد ازیں مولانا ریاست علی صاحب نے ابتدائیہ اور استقبالیہ کلمات ادا کیے۔ ان کے بعد حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صاحب کا خطاب ہوا اور ان کے بعد حضور قبلہ عالم کا محبت بھرا اصلاحی بیان ہوا۔ خطاب کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی اور آخر میں لنگر کھلایا گیا۔

مؤرخہ ۲۷ مارچ کو اسی میدان میں نماز فجر ادا کی گئی اور حضرت صاحب نے مراقبہ بھی کروایا۔ مراقبہ کے بعد آپ لاہور کے لئے تشریف لے گئے۔

(رپورٹ: اشرف علی۔ حیدرآباد)

www.zikar.com
جماعت اصلاحِ المسلمین

مؤرخہ ۲۷ اپریل بروز جمعۃ المبارک کو مرکز روح الاسلام لاہور میں سرپرستِ اعلیٰ جماعت اصلاح المسلمین پاکستان سیدی ومرشدی حضور تجن سائیں مدظلہ العالی کے دورۂ پنجاب کا آخری اجتماع منعقد ہوا۔ حضور کی آمد پر دوستوں نے بڑی محبت وعقیدت کا مظاہرہ کیا۔ جماعت اصلاح المسلمین کے ممبران نے الخادمین کے فرائض سرانجام دیے۔ نماز جمعہ پر جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کے مرکزی رہنما جناب میجر ڈاکٹر غلام یاسین صاحب نے خطاب کیا۔ نماز جمعہ کے بعد جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کے مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب خالد مغل صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ خطاب کے بعد جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کے صوبائی و برانچز کے عہدیداران نے حضور قبلہ عالم سے فرداً فرداً ملاقات کی اور دوستوں نے حضور کو اپنی کاروائی رجسٹر چیک کروائے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے اپنے دوستوں سے مل کر اور آپ کا کام دیکھ کر دلی خوشی ہوئی۔ آخر میں حضور قبلہ عالم نے سب کے لئے دعا کی۔ نماز عصر کے بعد آخری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کے مرکزی صدر جناب مولانا محمد رمضان صاحب نے خطاب کیا۔ مولانا محمد رمضان کے خطاب کے بعد سرپرست اعلیٰ جماعت اصلاح المسلمین پاکستان خواجہ محمد طاہر المعروف محبوب تجن سائیں کا خصوصی خطاب ہوا۔ حضور نے خطاب میں فرمایا کہ جس کے دل میں محبت ہوتی ہے، وہ تنگ دستی کا شکار نہیں ہوتے۔ خوشحالی دولت سے نہیں بلکہ محبت سے حاصل ہوتی ہے۔ جن کے دل میں محبت کی شمع روشن ہوجاتی ہے پھر وہ گھر میں نہیں بیٹھتے بلکہ دین اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیتے ہیں۔ آخر میں حضور نے ملک وملت کی سلامتی اور مرکز روح الاسلام کی تعمیر وتوسیع کے لئے دعا کی اور تمام خلفاء کرام اور تمام فقیروں کو ہدایت کی کہ مرکز روح الاسلام کی تعمیر وتوسیع کے لئے مالی قربانی دیں۔

(رپورٹ: راشد محمود۔ ناظم نشر واشاعت جماعت اصلاح المسلمین صوبہ پنجاب)

بقیہ ذکر اللہ

فرماں روا بھی ہوگا تو بے کلی وبے اطمینانی سے نجات نہ پائے گا۔ اس کی دنیوی کامیابیاں ہزاروں قسم کی ناجائز تدبیروں کا نتیجہ ہوں گی؛ جن کی وجہ سے اپنے ضمیر سے لے کر گرد وپیش کے پورے اجتماعی ماحول تک ہر چیز کے ساتھ اس کی پیہم کشمکش جاری رہے گی؛ جو اسے کبھی امن واطمینان اور سچی مسرت سے بہرہ مند نہ ہونے دے گی۔"

اللہ کی یاد میں ڈوبا ہوا اور اس کی اطاعت وبندگی کا قلادہ گلے میں ڈالے رکھنے والا مفلس وفاقہ کش ہوکر بھی ایک پاکباز اور شکر گذار کی پُراطمینان زندگی گذارتا ہے؛ لیکن ایمان واطاعت سے انحراف اور ذکر سے غفلت میں پڑ جانے والا آدمی ہر وقت حرص وطمع کی گرفت میں رہتا ہے۔ تنگدستی کا خوف اُسے بخل اور کنجوسی میں مبتلا رکھتا ہے۔ رزق کی فراوانی رکھتے ہوئے بھی وہ دل کی تنگی اور روح کے اضطراب سے نکلتا نہیں ہے۔ کوئی تشویش اُسے کھائے جارہی ہوتی ہے؛ کوئی فکر اُسے مارے جارہی ہوتی ہے؛ کوئی واہمہ اُس کے اعصاب کو توڑے جارہا ہوتا ہے؛ یہ گویا ایک سزا ہوتی ہے جو وہ ذکرِ الٰہی کی سعادت سے محرومی کی وجہ سے زندگی کے آخری سانس تک کاٹتا رہتا ہے۔

بقیہ: ظہور مصطفیٰ ﷺ

ایسے ہی ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی بن اخطب کا بیان ہے کہ جب آنحضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو میرے باپ اور چچا ابو یاسر آپ کو دیکھنے گئے اور شام کو گھر آئے تو میں ان کے پاس گئی مگر میری طرف متوجہ نہ ہوئے اور میرے چچا ابو یاسر میرے باپ حیی بن اخطب سے کہہ رہے تھے: کیا یہ وہی ہیں؟ میرے باپ نے کہا ہاں۔ چچا نے کہا کیا تم نے خوب پہچان لیا؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر چچا نے کہا: اب تمہارے دل میں ان کے متعلق کیا ہے؟ میرے باپ نے کہا قسم ہے خدا کی! میرے دل میں ان کی طرف سے کچھ عداوت باقی نہ رہی۔

مختصر یہ کہ مذاہب عالم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کوئی پاک نبی ایسا نہیں گذرا جن کی بعثت کی اس تواتر سے زبان وحی والہام نے خبریں دیں ہوں۔ یہ شرف صرف اور صرف نبی کریم ﷺ ہی کو حاصل ہے اور آپ ﷺ کا صرف یہی ایک پہلو ہی آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

فرمان منٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ: فرمایا ہمارے پیران کبار سلسلہ نقشبندیہ کا عجب فیض ہے اور عجب سخاوت ہے کہ طالب صادق مرشد کامل سے جب ذکر قلبی کی اجازت لیکر ذکر کرتا ہے وہ صد سالہ مردہ دل بہت تھوڑے عرصے میں محنت ریاضت اور مشقت کے بغیر زندہ ہوجاتا ہے۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

خبرنامہ

عظمت قرآن کانفرنس

مؤرخہ 27 جنوری 2001ء بروز ہفتہ روحانی طلبہ جماعت برانچ نواب شاہ کے تعاون سے مدرسہ مظہر القرآن تاج کالونی میں ایک عظیم الشان "عظمت قرآن کانفرنس" منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مشہور و معروف ثناء خواں حضرات نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔ خصوصی خطاب پنجاب سے آئے ہوئے مہمان عالم دین واستاد القراء جناب حافظ قادری گوہر علی قادری صاحب نے فرمایا۔ پروگرام کے آخر میں شرکاء کانفرنس کو لنگر کھلایا گیا۔

(رپورٹ: محمد امین اونھو-نواب شاہ)

ر.ط.ج برانچ قافلہ سرائے کی سلیکشن

ر.ط.ج برانچ قافلہ سرائے لاڑکانہ کے عہدیداران برائے 2001ء کا اعلان خلیفہ محمد حسن شیخ نے کیا جس میں سرپرست برکت علی شیخ، صدر منصور احمد سومرو، نائب صدر حمیر احمد گاد، جنرل سیکریٹری افتخار احمد سولنگی، جوائنٹ سیکریٹری مسعود احمد سومرو، پریس سیکریٹری راجہ امتیاز علی سولنگی، اطلاعات سیکریٹری عدنان علی سولنگی، لائبریرین شفقت علی شیخ، خازن عاصف علی سولنگی، آفس سیکریٹری آصف علی شیخ اور کمپیوٹر آپریٹر محمد حبیب شیخ منتخب ہوئے۔

(رپورٹ: اعجاز احمد بھٹو-لاڑکانہ)

عظمت قرآن کانفرنس

مؤرخہ 20 فروری 2001ء بعد نماز عشاء جماعت اصلاح المسلمین برانچ ٹھنڈو گوٹھ کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد الفتح ٹھنڈو گوٹھ ناظم آباد کراچی میں بعد نماز عشاء "عظمت قرآن کانفرنس" منعقد ہوئی جس کی صدارت قاری شاہ محمد نقشبندی نے فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام ربانی سے قاری احمد نواز میمن نے کیا جبکہ قاری عبدالعلی نقشبندی نے گلہائے نعت سے سامعین کو مستفید کیا۔ خطابات سے قبل دارالعلوم نورالاسلام مجددیہ کے حفاظ کرام کی دستار بندی کی گئی، جس میں حضور قبلہ عالم محبوب سجن سائیں مدظلہ کے پیارے خلفاء کرام نے حصہ لیا۔ دیگر علماء کرام کے مختصر خطابات کے بعد خصوصی خطاب مفسر قرآن بلبل مدینہ الحاج محمد ادریس ڈاہری صاحب نے فرمایا۔ تقریباً 500 خواتین وحضرات نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ آخر میں صلاۃ والسلام پیش کیا گیا اور پھر شرکاء مجلس کو لنگر سے نوازا گیا۔

(رپورٹ: قاری احمد نواز میمن- کراچی)

روحانی اجتماع

مؤرخہ 22 فروری بروز جمعرات بعد نماز عشاء مرکز الطاہر سبحان اللہ مسجد فیصل آباد میں خلیفہ مولانا غلام غوث طاہری کی صدارت میں روحانی اجتماع منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت شریف اور منقبت شریف کے بعد انگلینڈ سے آئے ہوئے معزز مہمان محمد سیف علی طاہری نے سنت رسول ﷺ کے موضوع پر انگریزی خطاب فرمایا جس کا ترجمہ کیپٹن ضیاء اللہ طاہری نے کیا۔ آخر میں خلیفہ غلام غوث طاہری کا نورانی خطاب ہوا۔ خطاب کے بعد لنگر شریف کھلایا گیا۔

(رپورٹ: محمد احمد حسین- فیصل آباد)

شہادت حسینؓ کانفرنس

مؤرخہ 5 مارچ 2001ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء مرکز الطاہر فیصل آباد میں عظیم الشان شہادت حسینؓ کانفرنس کا انعقاد روحانی طلبہ جماعت کی طرف سے کیا گیا، جس میں تلاوت اور نعت شریف کے بعد علامہ مولانا غلام غوث طاہری نے اپنے خصوصی خطاب میں حضرت امام عالی مقامؓ کی سیرت طیبہ پر سیر حاصل گفتگو کی۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ شہداء کربلا نے باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور آنے والے لوگوں کے لئے صبر واستقامت کی بے نظیر مثال قائم فرمائی۔ خود امام حسینؓ کا کردار ہمارے لئے باعث تقلید ہے۔ آخر میں دعائے خیر پر پروگرام ختم ہوا۔

(رپورٹ: محمد بلال طاہری-فیصل آباد)

عید ملن پارٹی

مؤرخہ 8 مارچ بروز جمعرات ر.ط.ج برانچ نوابشاہ کی جانب سے مسجد عمر بن خطاب بھنگوار کالونی میں عید ملن پارٹی کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت ونعت کے بعد حافظ حبیب الرحمن سیال نے شرکاء سے خطاب کیا اور تنظیم کا پیغام سنایا۔ آخر میں لنگر سے دوستوں کی تواضع کی گئی۔

(رپورٹ: محمد امین اونھو-نوابشاہ)

جماعت اصلاح المسلمین کی برانچ کا قیام

مؤرخہ 10 مارچ 2001ء کو حضور قبلہ عالم سیدی مرشدی حضرت محبوب سجن سائیں مدظلہ کے پیارے خلیفہ جناب حاجی غلام باقر صاحب نے بھیرہ شریف کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ بھیرہ میں مختلف پروگرام ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد غوثیہ مسجد زین پور میانی میں تبلیغی پروگرام

www.zikar.com جماعت اصلاح المسلمین

ہوا۔ پروگرام کے بعد جماعت اصلاح المسلمین کی برانچ کا قیام عمل میں آیا۔ اعلان کے مطابق صدر: حافظ محمد صاحب، نائب صدر: محمد اشرف صاحب۔ ناظم اعلیٰ: محمد خان صاحب، نائب ناظم: ماسٹر محمد سفدر صاحب، ناظم نشر و اشاعت: محمد معین صاحب، ناظم مالیات: محمد یار صاحب منتخب ہوئے۔ علاوہ ازیں مجلس عاملہ کا بھی اعلان ہوا جس کے مطابق ممبران ماسٹر محمد نواز، حافظ اللہ بخش، محمد رمضان، غلام محمد، ماسٹر محمد اقبال، محمد تنویر احمد، حاجی ولی محمد، حسب محمد دین، اللہ بخش، ماسٹر خادم حسین مقرر ہوئے۔

(رپورٹ: محمد منیت - بھیرہ شریف)

تربیتی پروگرام

مورخہ 11 مارچ 2001ء، بروز اتوار روحانی طلبہ جماعت حیدرآباد ڈویژن کی جانب سے ماہوار "تربیتی پروگرام" کا اہتمام کیا گیا۔ یہ پروگرام جامع اسلام مسجد گاڑی کھاتہ حیدرآباد میں منعقد ہوا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد ر۔ط۔ج کے سابق مرکزی صدر خلیفہ ڈاکٹر منور حسین بھرگڑی صاحب نے خصوصی خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں صوبہ سندھ اور حیدرآباد ڈویژن کے عہدیداران کے علاوہ ماتلی، بالا، جامشورو، محمدی ٹاؤن، گاڑی کھاتہ، قاسم آباد، لطیف آباد اور شاہ فیصل کالونی برانچز کے عہدیداران و ممبران نے شرکت کی۔

(رپورٹ: عبداللطیف عباسی - حیدرآباد)

نوابشاہ باڈی کی سلیکشن

قبلہ خلیفہ محمد حسن اوٹھو صاحب کی نگرانی میں ر۔ط۔ج برانچ نوابشاہ کی باڈی کی سلیکشن برائے 2001ء کی گئی۔ اعلان کے مطابق صدر ڈاکٹر حافظ حبیب الرحمن سیال، نائب صدر، عبدالقیوم میمن، جنرل سیکریٹری محمد امین اوٹھو، جوائنٹ سیکریٹری محمد اشفاق چنڑ، پریس سیکریٹری فرید احمد خانزادہ، خزانچی الٰہی بخش بھٹی، آفس سیکریٹری عمران پٹھان، رابطہ سیکریٹری محمد اسماعیل منتخب ہوئے۔

(رپورٹ: فرید احمد خانزادہ - نوابشاہ)

60 میل باڈی کی سلیکشن

سکھر ڈویژن کے عہدیداران کی نگرانی میں 60 میل برانچ کی سلیکشن ہوئی۔ اعلان کے مطابق صدر: فیض محمد، نائب صدر: غلام مرتضیٰ آنڈ، جنرل سیکریٹری: نیاز حسین، جوائنٹ سیکریٹری: محمد عمران خانزادہ، پریس سیکریٹری: محمد عمر، خازن: ذیشان علی، آفس سیکریٹری: شفیع محمد، رابطہ سیکریٹری: قلندر بخش کا انتخاب کیا گیا۔

(رپورٹ: فرید احمد خانزادہ - نوابشاہ)

روحانی طلبہ جماعت کی ضلعی باڈی کا قیام

ر۔ط۔ج کے صدر جناب ڈاکٹر جمیل اصغر صاحب نے مارچ کے مہینہ میں بھیرہ شریف کا تنظیمی دورہ کیا۔ نماز عشاء کے بعد غوثیہ مسجد زین پور بھیرہ میں ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ تلاوت، نعت اور منقبت شریف کے بعد صوبائی صدر نے اپنے خطاب کے دوران ر۔ط۔ج کا تعارف کرایا اور مراقبہ کے بعد ضلع سرگودھا کی ضلعی باڈی کا انتخاب عمل میں آیا۔ اعلان کے مطابق صدر: محمد ارشد قریشی، نائب صدر: محمد ارشد بھٹی، جنرل سیکریٹری: محمد سفیان طاہری، جوائنٹ سیکریٹری: جان محمد طاہری، پریس سیکریٹری: اسرار احمد، خازن: محمد عدیل قرار پائے۔ دیگر ممبران میں غلام رسول، محمد شفقت، حافظ محمد منیر شامل ہیں۔

(رپورٹ: محمد سفیان - بھیرہ ضلع سرگودھا)

یومِ شہادت سیدنا حضرت عثمان غنیؓ

مورخہ 15 مارچ بروز جمعرات حمیدہ مسجد لائن پار نوابشاہ میں ر۔ط۔ج کی طرف سے عظیم الشان جلسہ "یومِ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ" منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نعت کے بعد خلیفہ محمد حسن اوٹھو صاحب نے خصوصی خطاب فرمایا۔

(رپورٹ: محمد امین اوٹھو - نواب شاہ)

یومِ شہادت سیدنا حضرت عثمان غنیؓ

مورخہ 16 مارچ 2001ء، بروز منگل بعد نماز مغرب نور مسجد ماتلی میں جماعت اصلاح المسلمین ضلع بدین کے زیر اہتمام "یومِ شہادت سیدنا حضرت عثمانؓ" منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت خلیفہ عبدالرحمن طاہری نے کی۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر منور حسین بھرگڑی تھے۔ تلاوت اور نعت شریف کے بعد مولانا جمیل احمد کشمیری صاحب نے شہادت حضرت عثمانؓ پر بیان فرمایا۔ جلسے میں مقامی ج۔ا۔م اور ر۔ط۔ج کی برانچز، علماء کرام اور خلفاء کرام کے علاوہ عمائدین شہر نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسے کے آخر میں ریفریشمنٹ دیا گیا۔

(رپورٹ: رحیم بخش - ماتلی)

محفل نعت

مورخہ 17 مارچ 2001ء، بروز ہفتہ بعد نماز عشاء، جماعت اصلاح المسلمین برانچ بندی اسٹاپ گنداپ اور بزمِ مصطفیٰ نعت اکیڈمی کے زیر اہتمام نورانی مسجد میں عظیم الشان محفل نعت منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حمدِ باری پیش کی گئی۔ بعد ازیں فیصل حسن، عطاء اللہ، شبیر احمد نیازی اور دیگر نعت خوانوں نے گلہائے نعت پیش کیے۔ ان کے بعد مولانا امام

www.zikar.com جماعت اصلاح المسلمین

علی طاہری نے خطاب فرمایا۔ آخر میں صلاۃ والسلام پیش کیا گیا اور شرکاء کو لنگر کھلایا گیا۔

(رپورٹ: غلام حسین جوکھیو-گڈاپ)

ر۔ط۔ج برانچ دمبہ گوٹھ کی نئی سلیکشن

مؤرخہ 18 مارچ کو مولانا عطاء اللہ مری کی صدارت میں ایک میٹنگ ہوئی۔ میٹنگ میں خصوصی شرکت حاجی مددعلی اور فقیر عبدالغنی نے فرمائی۔ دمبہ گوٹھ برانچ کی نئی سلیکشن کی گئی۔ اعلان کے مطابق صدر: نظر محمد پالاری، سینئر نائب صدر: محمد شکیل، نائب صدر: امتیاز علی، جنرل سیکریٹری رستم زمان، جوائنٹ سیکریٹری: عابد علی، خازن: جلال الدین، پریس سیکریٹری: محمد نسیم، اطلاعات سیکریٹری، محمد عقیل، لائبریرین، محمد ریاض، سینئر ممبر: خالد انور منتخب ہوئے۔ (رپورٹ: مددعلی-دمبہ گوٹھ کراچی)

سلیکشن برائے سال 2001ء

مؤرخہ 20 مارچ 2001ء جماعت اصلاح المسلمین برانچ کھنڈو گوٹھ نارتھ ناظم آباد کراچی کی نئی کابینہ کی سلیکشن برائے سال 2001ء قاری شاہ محمد نقشبندی صاحب کی صدارت میں کی گئی جس کے مطابق صدر: محمد ایوب، نائب صدر: مولانا محمد چل، جنرل سیکریٹری: محمد شاہد، جوائنٹ سیکریٹری: عبدالستار، خزانچی: محمد عرفان، ناظم اطلاعات: محمد زاہد حسین، پریس سیکریٹری: مولانا قاری احمد نواز میمن۔ محمد موسیٰ صاحب نے حلف لیا۔

(رپورٹ: قاری احمد نواز-کراچی)

محفلِ ذکرِ الٰہی وجلسہ شانِ اہلِ بیت

مؤرخہ 23 مارچ 2001ء بروز جمعہ ج۔ا۔م برانچ ننڈو محمد خان کے ناظم اعلیٰ فقیر محمد عیسیٰ کھٹی نے ننڈو محمد خان سے 14 کلومیٹر کے فاصلے پر گوٹھ لاکاٹ میں تبلیغی دورہ کیا اور گوٹھ کی مسجد میں سامعین سے ذکرِ الٰہی کے موضوع پر خطاب کیا اور محبتِ صالحین کی افادیت بتائی اور حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی دعوت دی۔ آخر میں مراقبہ کرایا گیا۔ نئے احباب بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ نیز میر بزدا مسجد میر محلہ ننڈو محمد خان میں شانِ اہلِ بیتؓ کے عنوان سے جلسہ ہوا۔ تلاوت ونعت شریف کے بعد مولانا رحیم بخش طاہری نے شانِ اہلِ بیتؓ کے موضوع پر خطاب کیا۔ کثیر تعداد میں لوگ اس پروگرام میں شریک ہوئے۔ مراقبہ کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

(رپورٹ: اصغر علی سموں-ننڈو محمد خان)

جلسہ شہادت حسینؓ

مؤرخہ 4 اپریل 2001ء بروز بدھ بعد نماز مغرب جماعت اصلاح المسلمین برانچ کھنڈو گوٹھ الفتح مسجد میں "شہدائے کربلا کانفرنس" مولانا الحاج قاری شاہ محمد نقشبندی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جبکہ مہمانِ خصوصی الحاج عبدالغفور نقشبندی تھے۔ تلاوت ونعت کے بعد گلہائے منقبت بحضور شہدائے کربلا سکندر علی طاہری نے پیش کیے۔ خصوصی خطاب مولانا محمد موسیٰ طاہری نے فرمایا۔ آخر میں صدارتی خطاب میں قاری شاہ محمد صاحب نے فلسفۂ شہادت بیان فرمایا۔ محفل کا اختتام صلاۃ والسلام سے ہوا۔

(رپورٹ: قاری احمد نواز میمن-کراچی)

جلسہ شہادت حسینؓ

مؤرخہ 4 اپریل 2001ء کو جماعت اصلاح المسلمین برانچ دمبہ گوٹھ کی طرف سے نورالاسلام جامع مسجد سپر ہائی وے دمبہ گوٹھ میں ایک جلسہ شہادت حسینؓ کے عنوان سے منعقد کیا گیا۔ تلاوت اور نعت شریف کے بعد حاجی مددعلی اور رستم پالاری نے تقاریر کیں جبکہ خصوصی خطاب حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صاحب نقشبندی کا ہوا۔ پروگرام میں کافی افراد نے شرکت کی۔

(رپورٹ: فقیر مددعلی-دمبہ گوٹھ)

میلاد النبی ﷺ

مؤرخہ 4 اپریل بروز جمعرات نماز ظہر کے بعد مدرسہ عربیہ طاہریہ طاہرآباد شریف کے طلبہ نے مدرسہ میں "میلاد النبیؐ" کے عنوان سے جلسے کا انعقاد کیا۔ تلاوت اور نعت کے بعد منقبت پڑھائی گئی۔ بعد ازیں خصوصی خطاب محمد یونس بگٹی نے کیا۔ طلبہ مدرسہ میں ہر ہفتے پروگرام کرتے ہیں۔

(رپورٹ: سہراب خان مری-طاہرآباد شریف)

یوم شہادت حضرت امام حسینؓ

مؤرخہ ۴ اپریل بروز بدھ فقیر محمد طاہری کے مکان پر شہدائے کربلا کی یاد میں جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت، نعت اور منقبت شریف کے بعد مولانا حافظ محمد حاجن نے خطاب کیا۔ آخر میں خلیفہ نسیم احمد صاحب نے مراقبہ کرایا اور شرکاء کو لنگر کرایا گیا۔

مؤرخہ ۶ اپریل کو المرکز اصلاح المسلمین محمدی ٹاؤن حیدرآباد میں خلیفہ نسیم احمد صاحب کی صدارت میں یومِ شہادت حضرت امام حسینؓ منایا گیا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد مولانا حافظ محمد حاجن صاحب نے شہدائے کربلا کے مناقب بیان کیے۔ آخر میں کافی نئے احباب کو خلیفہ صاحب نے ذکرِ قلبی عنایت کیا۔ خواتین کا علیحدہ باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ بعد جلسہ لنگر کھلایا گیا۔ (رپورٹ: محمد کاشف-حیدرآباد)

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

سلیکشن کراچی ڈویژن 2001

مؤرخہ 8 اپریل 2001ء کو المرکز اصلاح المسلمین ٹول پلازہ کراچی میں جماعت اصلاح المسلمین کے مرکزی اور صوبائی عہدیداران کا اجلاس مولانا محمد رمضان نقشبندی کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور نعت کے بعد کراچی ڈویژن کے لئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ اعلان کے مطابق صدر: محمد اعظم، نائب صدر: محمد طاہر محمود، ناظم اعلیٰ: محمد موسیٰ میمن، پریس سیکریٹری: احمد نواز میمن، ناظم مالیات: ڈاکٹر محمد رمضان، ناظم اطلاعات: محمد اقبال صاحب منتخب ہوئے۔

(رپورٹ احمد نواز میمن - کراچی)

عید ملن پارٹی

روحانی طلبہ جماعت برانچ رادھن کے زیرِ اہتمام مؤرخہ ۸ اپریل بروز جمعرات گورنمنٹ ہائر سیکنڈری اسکول رادھن میں عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے مہمانِ خصوصی قاضی مشہود احمد تھے۔ جبکہ اعزازی مہمان جناب محمد ابراہیم خانزادہ تھے۔ تلاوت، نعت اور منقبت شریف کے بعد جناب ذوالفقار علی جونیجو نے سپاس نامہ پیش کیا۔ بعدِ ازیں خلیفہ محمد جان بروہی نے محبتِ صالحین کے موضوع پر خطاب کیا۔ ان کے بعد مشہود احمد صاحب نے اپنے خطاب میں کہا "مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے ذاتی وفروعی اختلافات کو بھلا کر ملتِ اسلامیہ کے مفادات میں کام کریں اور روحانی طلبہ جماعت پاکستان اسی مشن کو آگے بڑھا رہی ہے۔ ہماری تنظیم محبت کا درس دینے کے لئے کوشاں ہے۔" نیز انہوں نے طلبہ کو ر۔ط۔ج میں شمولیت کی دعوت دی۔ ان کے خطاب کے بعد اخبارات کے نمائندوں نے ان سے چند سوالات بھی کیے جن کے انہوں نے تسلی بخش جوابات دیے۔ اعزازی مہمان جناب محمد ابراہیم خانزادہ نے ر۔ط۔ج کے نوجوانوں کی تعریف کی اور ان کی کاوشوں کو سراہا۔ آخر میں شرکا کو ریفرشمنٹ دیا گیا۔

(رپورٹ: مشتاق احمد میرانی - رادھن)

یومِ شہادت حضرت عمرؓ و حسینؓ

مؤرخہ 13 اپریل 2001ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا عشاء جماعت اصلاح المسلمین اور ر۔ط۔ج کے اشتراک سے مرکز دارالاحسان گلشن خیر محمد حیدرآباد میں خلیفہ محمد خالد مغل صاحب کی صدارت میں عظیم الشان جلسہ بسلسلۂ یومِ شہادت عمر فاروق وامام حسینؓ منایا گیا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن طاہری نے شیریں بیانی کے جوہر دکھائے اور حضرت عمر فاروقؓ کے فضائل، مناقب اور کرامات بیان فرمائیں۔ ان کے بعد مہمانِ خصوصی جناب نذیر احمد لاکھیر صاحب نے سندھی میں خطاب کیا اور حضرت امام عالی مقامؓ اور شہداءِ کربلا کی شان بیان کی۔ علاوہ ازیں مولانا خالد مغل صاحب نے بھی حاضرین سے خطاب فرمایا۔ پروگرام کے آخر میں لنگر کھلایا گیا۔ عورتوں کے لئے علیحدہ باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔

(رپورٹ: شیر دین طاہری - حیدرآباد)

ماہوار تربیتی پروگرام

15 اپریل 2001ء بروز اتوار ر۔ط۔ج حیدرآباد ڈویژن کے زیرِ اہتمام عمر اسلام مسجد گاڑی کھاتہ حیدرآباد میں ماہوار تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد سابقہ مرکزی صدر ر۔ط۔ج خلیفہ نور احمد گھمی صاحب نے خطاب فرمایا۔ صوبائی اور ڈویژنل عہدیداران کے علاوہ ڈویژن کی مختلف برانچز کے عہدیداران، ممبران اور طلبہ حضرات نے شرکت کی۔

(رپورٹ: عبداللطیف عباسی - حیدرآباد)

برانچ کا قیام

مؤرخہ 29 اپریل کو جماعت اصلاح المسلمین صوبۂ سرحد کے دوستوں نے سمندر گڑھی کا دورہ کیا۔ بعد نماز عشاء . . ب عبدالودود صاحب نے جماعت کے اغراز ومقاصد بیان کیے۔ علاقے کے لوگوں نے کافی محبت دکھائی۔ لہٰذہ برانچ قائم کی گئی۔ اعلان کے مطابق صدر: عطاء الرحمٰن، ناظم: محمد اسلم، ناظم مالیات: محمد قیصر خان منتخب کیے گئے۔

(رپورٹ: قاسم جان - ناظم اعلیٰ صوبہ سرحد)

یوم امام ربانی

مؤرخہ 4 مئی کو قبلہ خلیفہ نسیم احمد صاحب کی صدارت میں محمدی ٹاؤن میں یومِ امام ربانی منایا گیا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد سیرتِ ولی کامل سے درس دیا گیا۔ خصوصی خطاب مولانا محمد حسن بخشی طاہری نے فرمایا اور اولیاء کرام کی شان بیان کی۔ آخر میں خلیفہ صاحب نے نئے دوستوں کو ذکرِ قلبی عطا کیا اور مراقبہ کرایا۔ بعدِ ازیں لنگر کھلایا گیا۔

(رپورٹ: محمد کاشف - حیدرآباد)

تبلیغی دورہ

مؤرخہ 4 مئی کو دوستوں نے صدر صوبۂ سرحد جناب سعید الحق صاحب کی سربراہی میں بڈھ بیر کا دورہ کیا۔ وہاں جماعت کے ایک ساتھی سید علی صاحب کے تعاون سے بہت زبردست پروگرام ہوا۔ تقریباً ۶۰ دوستوں نے

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

شرکت کی۔ جناب قاسم جہان نے جماعت کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ علاقے کے لوگ بہت متاثر ہوئے۔

مورخہ 8 مئی کو جناب قاسم جان اور ارشد معالے والا نے منگورہ کا دورہ کیا، جو کہ اپنی نوعیت کا اہم دورہ تھا۔ کیونکہ اس علاقے میں پہلے جماعت کی اشاعت کا کام نہیں ہوا تھا۔ وہاں جناب کیپٹن ضیاء اللہ کے چچا حضرت رحمان سے ملاقات کی جو کہ بہت محبت والے ہیں۔ امید قوی ہے کہ منگورہ ساات میں کافی کام ہوگا۔

(رپورٹ: قاسم جان۔ ناظم اعلیٰ صوبہ سرحد)

طاہر آباد شریف میں فیضانِ کرم

مورخہ 11.12 مئی 2001ء، بروز جمعہ عصر تا بروز ہفتہ فجر دو روزہ عظیم الشان اسلامی تبلیغی جلسہ دربار عالیہ طاہر آباد شریف میں سیدی و مرشدی حضور قبلہ حضرت محبوب سجن سائیں مدظلہ کی سرپرستی و صدارت میں منعقد ہوا۔ نماز عصر سے قبل ہی سندھ کے مختلف علاقوں سے فقراء اہل ذکر کے قافلے پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ نماز عصر حضرت صاحب نے پڑھائی۔ نماز عصر کے بعد مصافحہ کی مہربانی فرمائی۔ فقراء قطاریں بنائے باری باری آگے بڑھ کر اپنے پیر و مرشد سے مصافحہ کا شرف حاصل کر رہے تھے۔ مغرب نماز سے کچھ قبل یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور مرشد مربی کی نگاہ عقیدت سے مختلف مبلغین حضرات نے مختصرا تبلیغی رپورٹ پیش کی۔ بعد نماز مغرب مولانا عبدالغفور صاحب نے مختصرا تقریر فرمائی اور پھر لنگر کھلایا گیا۔ نماز عشاء کے بعد حضرت صاحب کے خلیفہ مولانا محمد حیات صاحب نے پہلے اردو زبان میں اور پھر سندھی زبان میں پر اثر خطاب کیا۔ جو رات دیر گئے تک جاری رہا۔

مورخہ 12 مئی بروز ہفتہ بعد نماز فجر حضرت صاحب نے دعوت وایمان کی دعائیں پڑھائیں اور پھر حضرت صاحب کی موجودگی میں پروگرام ہوا۔ محمد صدیق نے نعت شریف اور ڈاکٹر عبدالحمید میمن نے منقبت شریف پیش کی۔ بعد ازیں سیدی و مرشدی کا نورانی عرفانی اور اصلاحی خطاب ہوا۔ حضور قبلہ عالم مدظلہ نے فرمایا:

۱- انسان کا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہی مؤمن کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔

۲- اسلام ہمیں اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق پورے کرنے کی تاکید کرتا ہے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کا اتنا ثواب ہے کہ نفلی عبادات بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

۳- ہمارا دل صرف اللہ کی محبت کے لئے وقف ہونا چاہیے۔ دنیا کی فکرات میں گھرا ہوا نہ ہو۔

۴- اصل امیری دل کی امیری ہے اور دل کا رابطہ اللہ سے مستحکم ہونا چاہیے۔

۵- حدیث پاک کا مفہوم ہے: "ہر انسان کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ دو چہرے پر اور دو آنکھیں قلب میں۔ جسمانی آنکھوں سے دنیا کے کاموں کو دیکھا جاتا ہے اور قلب کی آنکھوں سے امور آخرت دیکھتا ہے۔"

۶- میرے آقا حیات النبی ہیں۔ وہ صرف مدینہ طیبہ کے لئے ہی مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ وہ سندھ کے لئے بھی ہیں۔ ہمارا محبت والا قلبی رابطہ اللہ اور نبی سے مستحکم ہو تو ہم یہاں بھی مدینہ کے فیوض و برکات حاصل کر سکتے ہیں۔

۷- اپنے اس وطن کی قدر کریں۔ محنت کی عادت ڈالیں۔ اپنا کردار درست کرلیں۔ ملک بھی درست ہوجائے گا اور ترقی بھی کرے گا۔

آپ نے خطاب کے بعد تمام عالم اسلام کے لئے دعا فرمائی اور آخر میں لنگر ہوا اور یہ نورانی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: نمائندہ الطاہر)

جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کی جنرل باڈی میٹنگ اور محفل نعت

مورخہ 13 مئی بروز اتوار جماعت اصلاح المسلمین پاکستان کی جنرل باڈی میٹنگ مرکز اصلاح المسلمین دارالاحسان حیدرآباد میں مرکزی صدر جناب مولانا محمد رمضان صاحب کی صدارت میں صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی جو کہ ڈیڑھ بجے تک جاری رہی اور پھر لنگر اور نماز ظہر کے وقفے کے بعد ڈھائی بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہی۔ تقریبا پورے پاکستان سے ہی مختلف زبانیں بولنے والے جماعت اصلاح المسلمین کے عہدیداران وکارکنان جمع ہوئے تھے۔ میٹنگ میں عہدیداران کا عہدوں کے لحاظ سے محاسبہ کیا گیا۔ دوسری نشست میں تنظیم کے سرپرست اعلیٰ اور روحانی پیشوا سیدی و مرشدی حضرت محبوب سجن سائیں مدظلہ بھی شریک ہوئے اور عہدیداران سے سوالات کیے۔ نیز عہدیداران سے تنظیمی امور کے متعلق استفسار کیا اور خطاب بھی فرمایا۔

بعد نماز مغرب مدرسہ دارالاحسان کے سبزہ زار میں عظیم الشان محفل نعت منعقد ہوئی۔ میٹنگ کے شرکاء اور دیگر فقراء اور عوام الناس نے اس میں شرکت کی۔ اسٹیج پر علماء وخلفاء کرام کے جلو میں آفتاب ولایت تشریف فرما تھے۔ محفل نعت کا آغاز تلاوت کلام پاک سے حافظ

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

محمد جنید نے کیا۔ ان کے بعد فقیر عبدالعزیز نے سندھی زبان میں نعت شریف پیش کی۔ پھر فقیر شبیر نیازی نے اپنے مخصوص انداز میں "صرف ایک بار دل سے مصطفیٰ کو تو پکار" پیش کی۔ چونکہ مرکز کے اردگرد پختون آبادی بھی کافی ہے۔ پشاور کے ایک دوست محمد قریش نے پشتو زبان میں نعت پیش کی اور پھر قاری عبدالرحیم طاہری نے مدح سرائی کی۔ ان کے بعد خلیفہ محمد عارف صاحب نے محبت وعقیدت سے بھرپور جذبات کے ساتھ مرشد مربی کی شان میں منقبت پیش کی۔ محفل پر اس قدر گریہ اور فیض کی بارانی تھی کہ ہر شخص جھوم رہا تھا۔ کئی فقراء اہل ذکر وجد وجذبہ کی کیفیت میں مرغ بسمل کی طرح پھڑک رہے تھے۔ آخر میں حضور قبلہ عالم کا نورانی خطاب ہوا جس سے خفتہ دل بیدار ہوئے۔ فیضِ کرم سے شرکاء کے سینے لبریز ہو گئے۔ بالآخر حضور کی دعا سے یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ نماز عشاء کے بعد لنگر کھلایا گیا۔

(رپورٹ: شیر دین طاہری - حیدرآباد)

جشن آمد رسول ﷺ

مؤرخہ ۲۷ مئی ۲۰۰۱ء بروز اتوار پکّا بھٹی گوٹھ کی مسجد میں بعد نماز مغرب عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں جلسہ ہوا۔ تلاوت، نعت اور منقبت شریف کے بعد ر۔ط۔ج پاکستان کی مرکزی صدر جناب قاضی مشہود احمد نے سیرت النبی ﷺ پر روشنی ڈالی اور صوباتی خطاب کیا۔ ان کے بعد حضرت علامہ مولانا عزیز الرحمن نقشبندی صاحب نے خطاب فرمایا اور سیرت پاک کے مختلف گوشے اپنی شیریں بیانی سے اجاگر کیے۔ خطاب کے بعد خلیفہ محترم جناب مولانا محمد خالد مغل صاحب نے مراقبہ کروایا۔

عشاء نماز کے بعد حاضرین کو لنگر کھلایا گیا۔

(رپورٹ: نمائندہ الطاہر)

جشنِ عید میلاد النبیؐ

مؤرخہ یکم جون ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب عمر اسلام مسجد گاڑی کھاتہ حیدرآباد میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد محفل نعت ہوئی جس میں دیگر نعت خوانوں کے علاوہ کراچی سے آئے ہوئے خلیفہ محمد عارف صاحب اور قاری عبدالرحیم صاحب نے بھی گلہائے نعت پیش کیے۔ بعدہ بلبل مدینہ علامہ مولانا الحاج محمد ادریس ڈاھری کا پُراثر اور معلومات افزا خطاب ہوا۔ ان کے بار بار سبحان اللہ کہنے نے شرکاء کو متوجہ کیے رکھا۔ یہ پروگرام خلیفہ حاجی خیر محمد عباسی صاحب کی صدارت میں ہوا۔ نماز عشاء کے بعد لنگر کا اہتمام کیا گیا۔

(رپورٹ: نمائندہ الطاہر)

جشن آمد رسول ﷺ

مؤرخہ ۴ جون ۲۰۰۱ء کو جماعت اصلاح المسلمین کے زیرِ انتظام خلیفہ نسیم احمد صاحب کی صدارت میں فقیر اشفاق صاحب کے گھر کے سامنے لطیف آباد ۱۲ میں جشن آمد رسول ﷺ کا جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نعت کے بعد مولانا حافظ محمد حاجن صاحب نے سیرت رسول ﷺ بیان کی۔ آخر میں خلیفہ صاحب نے مراقبہ کرایا۔ بعد نماز عشاء لنگر عام ہوا۔

مورخہ ۵ جون ۲۰۰۱ء خلیفہ نسیم احمد صاحب کی صدارت میں فقیر اسلام الدین صاحب کی کوششوں سے پنجرہ پول چوک پر جشن عید میلاد النبی ﷺ کے عنوان سے اجتماع ہوا۔ تلاوت اور نعت کے بعد مولانا حافظ محمد حاجن صاحب نے شانِ رسالت ﷺ بیان کی۔ خطاب کے بعد نئے دوستوں کو خلیفہ صاحب نے ذکرِ قلبی عطا کیا۔ اور پھر مراقبہ کرایا گیا۔ نماز عشاء کے بعد لنگر کھلایا گیا۔

مورخہ ۶ جون ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بروز منگل مدرسۃ طاہریہ میں عید میلاد النبی ﷺ منایا گیا۔ صدارت خلیفہ نسیم احمد صاحب نے کی۔ طلبہ کے درمیان مقابلہ قرأت، مقابلہ نعت اور تقریری مقابلہ ہوا۔ مہمانِ خصوصی جناب حاجی ابرار احمد انصاری صاحب تھے اور جج صاحبان میں قاری نورالحسن صاحب، قاری عبدالولی صاحب، اور حضرت علامہ مولانا محمد آصف صاحب تھے۔ مقابلہ قرأت میں شعبہ حفظ کے پندرہ طلبہ نے حصہ لیا۔ جن میں اول، جنید فیاض، دوئم حبیب الحسن اور سوئم محمد راحیل اقرار نے پوزیشن حاصل کی۔ مقابلہ نعت میں اول انعام فیضان یامین دوئم انعام زاہد حسین اور سوئم انعام محمد یاسر نے حاصل کیا۔ تقریری مقابلہ میں اول محمد انصار، دوئم محمد زبیر اور سوئم محمد ساجد آئے۔ شعبہ ناظرہ کے طلبہ کے قرأت کے مقابلہ میں اول عابد نصیر احمد، دوئم محمد سلمان اور سوئم محمد ریحان رہے۔ مقابلوں کے بعد قاری نور الحسن صاحب نے تعلیم القرآن کے موضوع پر خطاب کیا۔ خطاب کے بعد انعامات دیئے گئے اور پھر شرکاء کو لنگر کھلایا گیا۔

مورخہ ۸ جون ۲۰۰۱ء بروز جمعۃ المبارک المرکز روحانی محمدی ٹاؤن حیدرآباد میں بعد نماز عصر تا عشاء جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا گیا۔ جلسہ بعد نماز عصر شروع ہوا۔ تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد فیض الکریم سے آداب مرشد سنائے گئے۔ بعد نماز مغرب نعت اور منقبت

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

کے بعد کراچی سے آئے ہوئے مہمان مقرر حضرت مولانا غلام نبی صاحب نے "رحمت للعالمین ﷺ" کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد نئے احباب کو ذکر دیا گیا۔ خلیفہ نسیم احمد صاحب نے ذکر اللہ کے فضائل بتائے آخر میں لنگر عام ہوا۔

(رپورٹ: محمد کاشف۔حیدرآباد)

محفل میلاد برائے خواتین

مدرسہ طاہریہ للبنات محمدی ٹاؤن میں مورخہ ۱۱ جون ۲۰۰۱ء کو خواتین کی محفل میلاد ہوئی۔ جس میں خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ طالبات کے درمیان تقریری، نعتیہ اور قرأت کے مقابلے منعقد ہوئے۔ پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات کو انعامات دیئے گئے۔ مرشد کی نگاہ کرم سے خواتین ہر ماہ پروگرام کرتی ہیں۔ جس سے کافی فائدہ ہورہا ہے۔ (رپورٹ: غلام کلثوم۔حیدرآباد)

فیروزہ میں برانچ کا قیام

مورخہ 6 مئی بروز اتوار کو فیروزہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں جماعت اصلاح المسلمین کی نئی برانچ کا قیام عمل میں آیا۔ ڈاکٹر غلام یٰسین طاہری صاحب نے برانچ کے عہدے مقرر کیے جس کے سرپرست اعلیٰ خلیفہ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع طاہری صاحب ہیں دیگر عہدیداران میں صدر: ذوالفقار علی، نائب صدر: حاجی محمد خشاء ناظم اعلیٰ صابر علی شاہ طاہری، نائب ناظم اعلیٰ: باؤ جمیل احمد، ناظم مالیات: محمد لطیف، ناظم نشر واشاعت: محمد شاہد اسلم، ناظم اطلاعات: حاجی محمد ابراہیم شامل ہیں

(رپورٹ: صابر علی شاہ۔ضلع رحیم یار خان)

عید میلاد النبی ﷺ

مورخہ ۵ جون ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول بروز منگل مرکز اصلاح المسلمین دارالاحسان گلشن خیر محمد ٹنڈو یوسف میں خلیفہ مولانا محمد خالد مغل صاحب کی صدارت میں عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں پروگرام منعقد ہوا۔ مہمانان گرامی میں خلیفہ محبوب علی صاحب اور خلیفہ فیاض احمد صاحب تھے۔ پروگرام بعد نماز ظہر شروع ہوا۔ پہلے قرآن خوانی اور پھر درود درود شریف ہوا۔ پھر طلبہ کے مابین نعتیہ مقابلہ ہوا۔ بعد نماز عصر تقریری مقابلہ ہوا، اور اس کے بعد کوئز کمپیٹیشن ہوا۔ طلبہ نے ان مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تقریری مقابلہ میں اول حافظ فضل الرحمن، دوئم عبدالعزیز اور سوئم حافظ عزیز الرحمن رہے۔ کوئز کمپیٹیشن میں اول محمد ابوبکر، دوئم حافظ انعام الرحمن اور سوئم رضوان احمد آئے۔ جبکہ نعتیہ مقابلہ میں اول حافظ سمیع اللہ، دوئم محمد طفیل اور سوئم انعام محمد اویس نے حاصل کیا۔ خصوصی انعام سکندر علی نے حاصل کیا۔ اعزازی انعام جنید فیاض کو دیا گیا۔ مغرب نماز کے بعد جیتنے والے طلبہ میں انعامات دیئے گئے۔ بعد ازیں خلیفہ محبوب علی صاحب نے خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد ذکر قلبی دیا گیا اور مراقبہ ہوا، مراقبہ کے بعد خطاب نماز عشاء ادا کی گئی۔ اور نماز کے بعد لنگر کھلایا گیا۔ اس پروگرام میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ خواتین کیلئے علیحدہ باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ (رپورٹ: نمائندہ الطاہر)

جلوس اور محفل نعت

روحانی طلبہ جماعت لاڑکانہ ڈویژن کی طرف سے دادو، رادھن، سوبھوڈیرو، نصیرآباد میں مورخہ یکم جون سے ۶ جون ۲۰۰۱ء تک عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں محافل نعت کے پروگرامز ہوئے۔ جن میں دیگر نعت خوانوں کے علاوہ شبیر احمد نیازی کی خصوصی شرکت رہی۔ بارہ ربیع الاول کو ر، ط، ج اور انجمن محمدیہ اہلسنت والجماعت رادھن کے باہمی تعاون سے عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس مرکزی جامع مسجد سے نکالا گیا۔ مختلف جگہوں پر مولانا علی اکبر جانوری، مولانا غلام نبی، مولانا عبدالرحیم خلیلی، مولانا عبدالحکیم اور مولانا محمد عاشق لنڈ صاحب نے خطابات کیے۔ جلوس گشت کرتا ہوا اسی مسجد پر ختم ہوا۔ آخر میں لنگر کھلایا گیا۔

(رپورٹ: عدنان اختر خانزادہ۔رادھن)

جشن عیدمیلاد النبی ﷺ

مورخہ ۱۲ ربیع الاول بمطابق ۵ جون ۲۰۰۱ء بروز منگل بعد نماز ظہر تا عشاء جماعت اصلاح المسلمین برانچ حسین آباد کی طرف سے فقیر فرزند علی صدیقی کے گھر پر خلیفہ حاجی خیر محمد عباسی صاحب کی صدارت میں جشن عید میلاد النبی ﷺ نہایت جوش وخروش اور محبت وعقیدت سے منایا گیا۔ بعد نماز ظہر قرآن خوانی ہوئی۔ بعد ازیں نعت خوانی ہوئی بعد نماز عصر تلاوت، نعت اور منقبت کے بعد خلیفہ حاجی خیر محمد صاحب نے نہایت پر اثر اور نورانی خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی اور بعد نماز صلوٰۃ والسلام پڑھا گیا۔ آخر میں شرکاء جلسہ کو لنگر کھلایا گیا۔ تقریباً ایک ہزار افراد پروگرام میں شریک ہوئے اور خواتین کی تعداد بھی تقریباً ۲۰۰ تھی۔ جن کے لئے باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔ (رپورٹ: خورشید الحق۔حسین آباد)

انٹرنیٹ کے شائقین کیلئے خوشخبری

جماعت کی ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ جس کا ایڈریس یہ ہے:

www.islahulmuslimeen.org

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

گلہائے رنگ رنگ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

☆ جو تجھ سے مشورہ لے اس کو نیک مشورہ دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو البتہ تو نے اس کے حق میں خیانت کی۔

☆ بھلے کام کا بتانے والا (اجر میں) اس کے کرنے والے کے برابر ہے۔

☆ جس نے خرید و فروخت میں دھوکے بازی کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

☆ نماز صبح کی ادائیگی کے لئے صبح کو خوب ظاہر ہونے دو، کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہے (مسند امام اعظمؒ)

(مراسلہ: رابعہ شیخ ...... حیدرآباد)

☆ جس شخص میں تین باتیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنی حفاظت میں لے گا اور جنت میں داخل کرے گا: (۱) کمزوروں سے نرمی سے پیش آنا۔ (۲) والدین کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آنا۔ (۳) ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

(مسلم، مشکوٰۃ شریف)

☆ جنت کی خوشبو ہزار برس (کی مسافت) تک پہنچتی ہے لیکن والدین کا نافرمان ایسا بدنصیب شخص ہے کہ وہ اس کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔ (طبرانی)

(مراسلہ: محمد اشرف ملک ...... بھریا روڈ)

مہکتی کلیاں

☆ انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اسے عظیم بناتا ہے۔

☆ بداخلاقی انسان کو اکیلا کر دیتی ہے۔

☆ اگر وفا کا درس لینا چاہتے ہو تو پھول سے لو جو پودے سے جدا ہوتے ہی مرجھا جاتا ہے۔

(مراسلہ: ضمیر خان - بھریا روڈ)

☆ عقیدت کامل ہو تو پیر بھی کامل میسر آتا ہے۔

☆ توبہ قبول ہو جائے تو وہ گناہ دوبارہ سرزد نہیں ہو سکتا۔

☆ بدی کی تلاش ہو تو اپنے اندر جھانکو۔ اگر نیکی کی تمنا ہو تو دوسروں میں ڈھونڈو۔

(مراسلہ: آسیہ عزیز ...... ناروال)

☆ نیکی کرنا چاہتے ہو تو موت سے پہلے کرو۔

☆ گناہ ناسور ہے اگر ترک نہ کرو گے تو بڑھتا رہے گا۔

☆ لوگ بیماری کی وجہ سے غذا چھوڑ دیتے ہیں لیکن عذاب الٰہی کے خوف سے گناہ نہیں چھوڑتے۔ (فرید احمد خانزادہ - نوابشاہ)

اقوالِ زریں

• جس انسان نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ان کو اپنا رستہ بتائیں گے۔ (قرآن کریم)

• جو انسان عقل سے محروم ہے وہ دین سے بھی محروم ہے۔ (نبی کریم ﷺ)

• معصیت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔ (صدیق اکبرؓ)

• اسراف اس کا بھی نام ہے کہ جس چیز کو انسان کی طبیعت چاہے کھائے۔ (فاروق اعظمؓ)

• جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے مگر انسان اپنے رب کو نہیں جانتا۔ (عثمان غنیؓ)

• غریب انسان وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ (علی المرتضیٰؓ)

(مراسلہ: عبداللطیف عباسی - جامشورو)

• اللہ تعالیٰ توکل کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔ (قرآن کریم)

• بہترین راہ حق ہے اور علم بہترین رہنما ہے۔ (حضرت علیؓ)

• آپ کا سب سے بڑا دشمن آپ کا بدکردار دوست ہے۔ (حضرت غوث اعظمؒ)

(مراسلہ: سکندر علی خاصخیلی - نواں جتوئی)

• حرص سے روزی نہیں بڑھتی مگر آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

• توبہ کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؒ)

• جو معدہ خوراک سے بھرا ہو اس میں حکمت (دانائی) نہیں آسکتی۔ (ذوالنون مصریؒ)

• اپنی خواہش ختم کر ڈالو ورنہ تمہارا دل اس میں ڈوب جائے گا۔ (عبرانی کہاوت)

• دوست نما دشمن سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ (ٹیپو سلطان)

ایجادات انبیاء علیہم السلام

☆ سب سے پہلے انگور حضرت نوح علیہ السلام نے کاشت کیے۔

☆ کنگھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایجاد کیا۔

☆ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایجاد کی۔

☆ درزی کا کام سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام نے کیا۔

(مراسلہ: محمد امین ادھو - نواب شاہ)

لافانی دولت

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ علم مال سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ:

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

☆ علم انبیاء کی میراث ہے اور مال فرعون، قارون، نمرود، ہامان کی میراث ہے۔

☆ علم خرچ کرنے سے تو اضافہ ہوتا ہے مال خرچ کرلیا تو اس میں کمی ہوتی ہے۔

☆ علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے جبکہ مالدار اپنے مال کی حفاظت خود کرتا ہے۔

☆ مال بے وفا ہے جو مرنے کے بعد دنیا میں رہ جاتا ہے جبکہ علم قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے۔

☆ مال مؤمن اور کافر دونوں کے پاس ہوتا ہے اور علم نافع صرف مؤمن کا حصہ ہے۔

☆ مالداروں کے سب لوگ محتاج نہیں ہوتے۔ صاحب علم کے سب لوگ محتاج ہوتے ہیں۔

☆ علم پل صراط سے گذرتے وقت سہارا دے گا جبکہ مال موجب ضعف ہوگا۔

(مراسلہ: محمد حفیظ اجمل بوزدار - ٹنڈو الہ یار)

قرآن مجید

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے جو کہ آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ اس میں نبیوں کا ذکر اور دین کی باتیں ہیں جن پر ہمیں عمل کرنا چاہئے۔

(مراسلہ: یونس انب خان - 18 میل موری)

ہنسی گھر

☆ کمپاؤنڈر (ڈاکٹر سے): سر بے ہوش کرنے والی دوا ختم ہوگئی ہے۔ اب مریض کو بے ہوش کرنا ہے، کیا کروں؟

ڈاکٹر: کوئی بات نہیں۔ بے ہوش کرنا آسان کام ہے۔ میرے جوتوں میں جو موزے پڑے ہیں، وہ مریض کو سنگھا دو۔

کمپاؤنڈر: سر! مریض کو مارنا نہیں ہے، صرف بے ہوش کرنا ہے۔

(مراسلہ: عبداللطیف عباسی - جامشورو)

☆ لڑکا (باپ سے): ابو جان! اپنی بھینس کہاں ہے؟

باپ: بیٹا! وہ لڑتی تھی اس لئے ہم نے اس کو بیچ دیا۔

بیٹا: امی بھی تو آپ سے لڑتی ہیں۔ تو کیا آپ انہیں بھی!!

(مراسلہ: محمد حفیظ اجمل بوزدار - جارکی موری)

چالان

چالان ہوچکا تو میں نے کیا سوال
کس چیز کی کمی تھی میرے کاغذات میں
آتا نہیں نظر تجھے پولیس نے کہا
اک سو کا نوٹ کم ہے تیرے کاغذات میں

(مراسلہ: حافظ حبیب الرحمن سیال - نوابشاہ)

میرا کیا ہوگا؟

بارش ہونے کے بعد دو عمر رسیدہ دوست بارش پر تبصرہ کر رہے تھے۔ ایک نے کہا: "بارش سے کم از کم ایک فائدہ تو یقینی ہے۔" دوسرے نے کہا: "وہ کونسا؟" پہلے نے کہا: "زمین کی زرخیزی پر اچھا اثر ہوگا اور جو کچھ اس کے اندر ہوگا وہ باہر آجائے گا۔" دوسرے نے سہم کر کہا: "خدا نہ کرے ایسا ہو، کیونکہ میری تین جھگڑالو بیویاں بھی زمین کے اندر ہیں۔ اگر وہ بھی اوپر آگئیں تو میرا کیا حشر ہوگا؟"

(مراسلہ: محمد حسن سولنگی - اللہ آباد شریف)

عزت کرنا ہوگی

گاہک: آج کے بعد میرا کتا بھی آئے تو تمہیں اس کی عزت کرنا ہوگی۔

دکاندار: بہتر جناب! آپ کا کتا بھی دکان پر آیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ ہی تشریف لائے ہیں۔

(مراسلہ: محمد عثمان - حیدرآباد)

نسیم: ماسٹر صاحب کل میں نے پانچ مکھیاں ماریں۔ تین مادہ تھیں اور دو نر۔

ماسٹر صاحب: نر اور مادہ کا پتہ کیسے چلا؟

نسیم: اس طرح کہ تین مکھیاں تو آئینے پر بیٹھی تھیں اور دو سگریٹ کی ڈبیا پر۔

اللہ کا دوست

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا: "جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہونگی تو اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھے گا۔

(۱) سخاوت: دریا کی فیاضی کی مانند کہ جس شخص کے جی میں آئے اس سے پانی پی لے۔

(۲) شفقت: آفتاب کی شفقت کی مانند کہ ہر جگہ روشنی دیتا ہے۔

(۳) تواضع: زمین کی تواضع کی مانند کہ اس پر اچھا بُرا انسان رہتا ہے۔"

(مراسلہ: محمد ابراہیم سومرو - طاہر آباد شریف)

چراغ

۱- آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے۔

۲- دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے۔

۳- گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے۔

۴- قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ کلمہ طیبہ ہے۔

۵- پل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے۔

(مراسلہ: قاری محمد اعظم بروہی - حیدرآباد)

آزمایا جاتا ہے!

☆ بہادر مقابلے کے وقت

☆ مستقل مزاج مصیبت کے وقت

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

☆ امانت دار مفلسی کے وقت

☆ دوست ضرورت کے وقت

☆ بہادر غصہ کے وقت

☆ بیوی فاقہ کے وقت

(مراسلہ: رضوان اختر خانزادو - راوحسن)

وتایو فقیر

ایک مرتبہ سندھ کے مشہور بزرگ وتایو فقیر نے اعلان کیا کہ لوگو! اللہ نے مجھے اپنا ولی بنالیا ہے۔ ایک شخص نے کہا: "اگر تم ولی اللہ ہو تو سامنے والے درخت کو بلاؤ۔" وتایو فقیر نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے؟ انہوں نے درخت کو بلایا مگر وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں آپ نے فوراً کہا کہ اگر درخت میرے پاس نہیں آتا تو کیا ہوا؟ میں اس کے پاس چلا جاتا ہوں۔ یہ بھی تو ولی اللہ کی صفت ہے کہ اس میں بڑائی اور تکبر نہ ہو۔

(مراسلہ: حافظ حبیب الرحمٰن سیال - نواب شاہ)

معلومات

١- امین الامت حضرت ابوعبیدہ ابن جراح ؓ کا لقب تھا۔

٢- پردہ ۵ھ میں رائج ہوا۔

٣- خانہ کعبہ کے غلاف کے لئے ایک ہزار گز کپڑا درکار ہوتا ہے۔

٤- شیخ الاسلام حضرت ابوذر غفاریؓ کا لقب تھا۔ (مراسلہ: رخانہ رحمٰن - سیوہن شریف)

☆ برصغیر میں اسلام کے ابتدائی مبلغین میں حضرت علی ہجویریؒ داتا گنج بخش تھے۔

☆ سندھ پر عربوں نے 150 برس حکومت کی۔

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں جنگ موتہ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

(مراسلہ: محمد اویس - چندر کے راجپوتاں)

☆ امام شافعی کا اصل نام محمد بن ادریس تھا۔

☆ دنیا کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک برونائی ہے۔

☆ تاج محل کی تعمیر 22 سال میں مکمل ہوئی۔

☆ دنیا کا پہلا عجوبہ اہرام مصر ہے۔

☆ دنیا میں مچھلی کی اوسط عمر پانچ سال ہوتی ہے۔

(مراسلہ: عاصمہ افضل - دھکال)

سب سے عظیم

١- سب سے عظیم ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

٢- دنیا کی سب سے عظیم شخصیت حضرت محمد ﷺ ہے۔

٣- دنیا کا سب سے عظیم مذہب اسلام ہے۔

٤- دنیا کی سب سے عظیم کتاب قرآن پاک ہے۔

٥- دنیا میں سب سے عظیم دعوت اذان ہے۔

٦- دنیا کی سب سے عظیم عبادت نماز ہے۔

٧- دنیا کی سب سے عظیم جگہ خانہ کعبہ ہے۔

٨- دنیا کا سب سے عظیم اجتماع حج ہے۔

(مراسلہ: نازیہ لیاقت - چھنی نیو ناروال)

فضیلتِ درود شریف

☆ حضرت سیدنا حذیفہؓ فرماتے ہیں: "درود پاک پڑھنا، درود پاک پڑھنے والے کو، اس کی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو رنگ دیتا ہے۔"

(سعادۃ الدارین)

☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: "اے ایمان والو! تم مسجدوں میں اللہ کے حبیب ﷺ پر درود پاک کو لازم کرلو۔"

(الفتح ربانی)

☆ حضرت امام شافعیؒ کا فرمان ہے: "میں اس چیز کو محبوب رکھتا ہوں کہ انسان ہر حال میں درود پاک کثرت سے پڑھے۔

(سعادۃ الدارین)

(مراسلہ: معین چوہدری زادو - نوابشاہ)

انتقال پر ملال

☆ 12 مئی 2001ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈگری کالج کے پروفیسر ارشاد گرامی صاحب دوران ڈیوٹی اچانک انتقال فرماگئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) مرحوم علاقہ کی نامور، تعلیمی وادبی اور انسان دوست شخصیت تھے۔ چند برس پہلے وہ دربار عالیہ اللہ آباد شریف میں حضور قبلہ عالم کی صحبت مبارک میں چندروز ٹھہرے تھے۔ حضور کی آمد مبارک پر انہوں نے فی البدیہ اشعار کہے جوحضور نے ان سے مائیک پر سماعت فرمائے اور پسند کئے تھے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انہوں نے حضور قبلہ عالم کے فیضان کا تعارف تعلیمی و ادبی حلقوں میں نہایت خوش اسلوبی سے کروایا۔ انکے بھائی ڈاکٹر ریاض صاحب حضور قبلہ عالم کے فیضان کو علاقے میں متعارف کروارہے ہیں۔ مرحوم کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا ایک شعر ہے۔

کل گرد کی مانند بکھر جائیں گے شاید
ہم لوگ کہ بیٹھے ہیں ابھی خیمۂ جاں میں

☆ گذشتہ دنوں روحانی جماعت کے بانی رکن اور ابتدائی مرکزی صدر جناب پروفیسر اسرار احمد کلہوڑو صاحب کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

خلیل احمد طاہری - نواب شاہ

کوئی کام کوچہ یار میں!

اس کے ہونے سے یہ سفر بھی ہے
سارے رستے ہیں یار کے رستے

جوں جوں کنڈیارو قریب ہو رہا تھا، خاموشی گہری ہوتی جارہی تھی۔ نئے احباب ایسے بھی تھے جن کی محبت وعقیدت قابل رشک تھی اس تناظر میں ایک صدا گونجی: "دیکھو! پرانے ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جامد ہو کر رہ جاؤ۔ ارے یہ جذبہ تو ہر دم تازہ، نیا کور رہتا ہے۔"

قافلہ اب اندرونی سڑک پر تھے۔ بے لوث استقبال کرتی ہوئی مدرسہ کی دیوار ساتھ چل رہی تھی اک حفاظت کا حصار بن رہا تھا۔ زائرین حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے مزار مبارک کی سمت جارہے تھے جہاں قلوب اللہ کی یاد کے لئے خالی ہو رہے تھے۔ ایک طرف لنگر کے کام میں حصہ لیا جارہا تھا۔ چند خوش نصیب اس طرح مصروف تھے کہ سفر کی تھکن ان کے لیئے ایک راحت میں بدل گئی تھی۔ درگاہ کے خدام بھی حکم کے منتظر بجا آوری میں مست و شاداب تھے۔ سچ فرمایا اکبر الہ آبادی نے

جب قدم راہ طلب میں نہ بڑھے اے اکبر
بیٹھ کر پاؤں ہلانے کا نتیجہ کیا ہے

نماز عصر پر حضور جلوہ افروز ہوئے، دلوں کو قرار ملا۔ دعا کے بعد مصافحہ کا اعلان ہوا۔ ملاقات کی خواہش رکھنے والے حضرات کے لئے اس گھڑی علامہ اقبال کا شعر پس منظر سے ابھرا،

فیضِ نظر کے لئے ضبط سخن چاہیئے
حرف پریشان نہ کہہ اہل نظر کے حضور

بعد ازاں پرجوش تبلیغی احوال دیئے گئے۔ مغرب کے بعد لنگر تقسیم ہوا اور رات اپنے خاص ڈھب کی محفل بپا ہوئی۔ فراق مدینہ کے پروانے تڑپ رہے تھے۔

تہجد کے نفل کا آوازہ بلند ہوا "اٹھو مومنو اپنے اللہ کو یاد کریں"۔ یہاں کے لوگ اللہ کا نام سرسری نہیں لیتے بلکہ انکے کہنے میں ایک خاص اپنائیت محسوس ہوتی ہے۔

ابھی ہے وقت چلو چل کے انہیں دیکھ آئیں
نہ جانے شمس رواں کب لہو اگلنے لگے

رات کے کسی پہر کئی حضرات دربار عالیہ پہنچ گئے تھے۔ ملتان کے دو فقیر بھی ہر ۲۷ کے پروگرام میں شرکت کو یقینی بنانے کی آرزو کئے ہوئے تھے جو ... یقینا ایک روشن مثال تھی۔ کئی عمر رسیدہ بزرگ بھی نظر آرہے تھے۔ یہ خوبصورت بابے آنکھوں میں سرمہ ڈالے معصوم بچپن کی مسکراہٹ لیئے نوجوانوں کو بیدار ہوتا دیکھ رہے تھے۔ آج کے مایوس نوجوان کے لئے انکا زندہ دل بڑھاپا زندگی کی نوید ہے بقول غالب

بارضائے تو زناسازی ایام چہ غم
باوفائے تو زنا مہری افلاک چہ باک

ترجمہ تو ہم سے خوش ہے تو زمانے کے ناموافق ہونے سے کیا خطرہ اور تو باوفا ہے تو آسمان اور سیارے کی بے مہری کا کیا ڈر۔

رفتہ رفتہ فجر کی اذان ہوگئی اور وقت چلتے چلتے اب ایک خاص پاپے کی سمت تیزی سے بڑھنے لگا۔ حضور قبلہ عالم کی آمد مبارک خوب سفیدی نمودار ہونے پر ہوئی۔

مساجد میں فجر کی جماعت اگر ایسے وقت میں ہی ہوا کرے تو میرا خیال ہے کہ کافی لوگ نماز میں شامل ہو سکتے ہیں۔ وقت صبح حضور کی مدھ بھری آواز میں پر سوز قرأت سے فضا دم بخود تھی۔ دعا کے بعد ذکر قلبی عنایت کیا گیا۔ حضور کی طبیعت مبارکہ ناساز تھی چند بار اعلان ہوا کہ جو حضرات پہلے بھی ذکر لے چکے ہیں وہ براہ کرم آگے نہ آئیں۔ مگر پھر بھی کئی حضرات دوبارہ پہنچے ہوئے تھے۔ اس صورتحال میں وہاں موجود خدام ذرا جھنجھلائے تو حضور فوراً ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "بس آپ کا کام صرف بتادینا ہے"۔

سبحان اللہ کیا ہی اچھا ہو جو ہم ان شفقتوں کی قدر کرنا بھی سیکھ جائیں۔ بعد ازاں حضور کا خطاب ہوا۔ خلوص و درد سے پر بیان کہ ہر خاص و عام سمجھے۔ قبول کرے اور قوت عمل حاصل کرے۔ سبحان اللہ۔ دلوں میں اترتی باتیں اور اعلیٰ پیمانے کی تربیت، سبحان اللہ۔ ہر کوئی فیوضات سے بہرہ مند تھا۔ چہروں پر شگفتگی اور آنکھوں میں سعادت مندی کی جھلک سے کوچہ یار دمک رہا تھا۔

حضور کی واپسی پر لوگ اطراف میں جمع تھے۔ آپ نگاہیں جھکائے تشریف لے جارہے تھے۔ نہ جانے کیوں کسی کو رستے میں رکی حرکت کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

جاتے جاتے حضور مڑے اور نظروں کا پیام آیا،
"ابھی اور آگے جانا ہے"۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

بزم الطاہر

السلام علیکم۔ پیاری بزم کے پیارے ساتھیو!
کیسے ہیں آپ؟ ابھی آپ سے شکایت سی ہو چلی ہے۔ وہ یہ کہ آپ لوگ صرف رسالے کی تعریف لکھ بھیجتے ہو۔ اپنی آراء بھی بھیجا کریں تاکہ اس پیارے رسالے کو مزید پیارا بنایا جا سکے۔ آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔
فقط آپ کا بھائی شیر دین طاہری

☆ محمد اسلام .... چندر کے رانجھوتاں
الطاہر کا شمارہ نمبر 25 پڑھا تو دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور روح کو تقویت ملی۔ ہمارے علاقے کے فقراء اپنے حلقوں میں "الطاہر" تقسیم کر دیتے ہیں۔ لوگ محبت اور شوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

☆ وحیدہ جان سالانی .... غفار آباد خضدار
الحمدللہ! شمارہ نمبر 25 پڑھنے کا موقع ملا، پڑھ کر دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ تمام مضامین اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور کرامات پڑھ کر دل کو تسکین حاصل ہوئی۔

☆ محمد کریم غفاری طاہری .... غفار آباد خضدار
الطاہر کا شمارہ 25 کا مطالعہ کرنے کا شرف نصیب ہوا۔ جس میں ہر جملہ نور کا لمعہ اور ہر لمعہ نور کا بقعہ ہے۔ یہ ہر مومن کے ایمان کو چمکا دینے کا ایک خاکہ ہے۔ جس میں سالکینِ راہِ حق کے دل کو جلا دینے کا سامان ہے۔ آپ نے اس رسالہ میں وہ ذخائر جمع کر دیا ہے جس کا جواب نہیں۔ رسالے کے ایک ایک ورق سے عشقِ مصطفیٰ کا دریا بہتا نظر آتا ہے اور دلوں پر حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ کی عظمت و شوکت کا نقش مرتسم ہو جاتا ہے۔

☆ محمد جان .... بناب خضدار
شمارہ نمبر 25 سالانہ عرس پیر مٹھا پر حاضر ہو کر خریدا۔ خود بھی پڑھا اور دوستوں کو بھی پڑھنے کو دیا۔ میں کئی اور رسالے بھی پڑھتا ہوں، لیکن جو مزہ "الطاہر" پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے وہ دیگر رسائل میں نظر نہیں آتا۔ اس شمارے کے تمام مضامین اچھے تھے۔ خصوصاً حضور قبلہ ... کی ... پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔

☆ محمد ... . غفار آباد خضدار
اس دورِ پر آشوب میں اللہ نے کرم فرمایا کہ "الطاہر" جیسا طاہر المطہر پرکشش رسالہ نصیب فرمایا۔ جس کی تحریریں ہمارے اذہان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہی ہیں الطاہر کی لیل و نہار محنت نے ایک خاص اسلامی معاشرہ تیار کیا ہے۔

☆ داؤد خان غفاری .... کوزری
سہ ماہی الطاہر 25 پڑھا تو دل خوش ہو گیا۔ یہ پاکستان کا واحد رسالہ ہے جس میں اتنے اچھے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ اگر ایک صفحہ قارئین کے تعارف کا شروع کیا جائے تو اس کی سرکولیشن میں اضافہ ہوگا۔

☆ محمد اویس .... چندر کے رانجھوتاں
شمارہ نمبر 25 پڑھا بہت اچھا لگا۔ کیونکہ یہ اپنی مثال آپ ہے۔ دیگر رسائل بھی پڑھتے ہیں لیکن الطاہر کی بات ہی نرالی ہے۔

☆ محمد ابراہیم سومرو .... درگاہ طاہر آباد شریف
شمارہ نمبر 25 میں درسِ قرآن، گنبدِ خضریٰ اور مواجہ شریف، حکایت بازرگان وطوطیٔ محبوس، مکتوبات غفاریہ، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ، قربانی اور حضرت امام حسینؓ بہت اچھے لگے۔ ہماری رائے ہے کہ رسالے کو ماہانہ کر دیں۔

☆ نعیم مراد .... چندر کے رانجھوتاں
شمارہ نمبر 25 پڑھا، بہت ہی اچھا لگا۔ الطاہر پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے اور اس سے میری دینی معلومات میں اضافہ ہوا ہے۔ اسے میرے گھر والے اور میرے دوستوں نے بھی بہت پسند کیا ہے۔ اب ہم فضول کتب کے بجائے الطاہر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بس آپ اسے ماہوار کر دیں۔

☆ محمد ہمایوں تصور .... اکازہ
شمارہ نمبر 25 پڑھا۔ بہت اچھا لگا۔ میری تو خدا تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ الطاہر دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔

☆ محمد اکرم چانڈیو .... کندیارو
شمارہ نمبر 25 پڑھا، تمام مضامین اچھے تھے۔ پڑھ کر دل کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مرتبہ قارئین کا مطالبہ شائع ہوتا ہے کہ رسالے کو ماہانہ کیا جائے۔ تو پھر آپ اسے ماہانہ کیوں نہیں کر دیتے۔

☆ ابوالبشریٰ ملک .... کندھکوٹ
شمارہ نمبر 25 پڑھا۔ سارے مضامین اچھے لگے۔ خصوصاً کرامات عمر فاروقؓ، شانِ صحابہؓ اور دیگر مضامین بہت پسند آئے۔
الطاہر ہمارے پیر و مرشد کی تنظیموں کا ترجمان رسالہ ہے۔ اسی لیے یہ ہمیں اچھا لگتا ہے۔ ہماری رائے ہے کہ رسالے کے ہر شمارے میں سیدی مرشدی حضرت محبوب سجن سائیں مدظلہ کی کوئی تحریر، ملفوظات، تقریر یا ہدایات ضرور شائع کیا کریں۔ روشنی کے سفیر اور مسائل کا سلسلہ دوبارہ شروع کریں مہربانی ہوگی۔

☆ قاری محمد اعظم بروہی .... حیدرآباد
الطاہر کا شمارہ 25 بیحد پسند آیا۔ سارے مضامین اچھے تھے۔ رسالہ پڑھا تو دل کو سکون آ گیا۔ اگر رسالے کو ماہوار کیا جائے تو بہتر ہوگا، کیونکہ کافی انتظار کرنا پڑتا ہے۔

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

☆عبداللطیف عباسی ...... سندھ یونیورسٹی

الطاہر کا تازہ شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے۔ سارے مضامین اچھے تھے۔ خصوصاً صحابہ کرام والا مضمون بہت پسند آیا۔

☆مختار احمد خان ...... کراچی

ایک دوست کے ذریعے رسالہ الطاہر نظر نواز ہوا۔ ماشاءاللہ اچھا رسالہ ہے۔ جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور اہم دینی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

☆محمد ابراہیم سومرو ...... طاہر آباد شریف

شمارہ 25 ہاتھوں میں ہے۔ سارا رسالہ ہی بڑے شوق سے پڑھا۔ سارے مضامین اچھے تھے۔

☆مروت مختار ...... مورو

الطاہر کا شمارہ 25 پڑھا۔ بڑی خوشی ہوئی۔ تمام مضامین اچھے تھے۔ زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ ہماری تحریریں بھی شائع ہوئیں، جس سے ہماری حوصلہ افزائی ہوئی۔ عرض ہے کہ رسالے کو ماہوار کردیں۔

☆فرید احمد خانزادہ ...... نوابشاہ

شمارہ 25 پڑھا جو اپنی مثال آپ تھا۔ پڑھنے سے دل و دماغ کو سکون ملا۔ درس قرآن، درسِ حدیث، ملفوظات، پیر مٹھا، مکتوبات غفاریہ، ام المؤمنینؓ، قربانی، کرامات فاروق اعظمؓ، شہادت حضرت امام حسینؓ وغیرہ بہت پسند آئے۔ مسائل کا سلسلہ دوبارہ شروع کردیں۔

☆سدرۃ المنتہیٰ ...... چھنی نیئورا

شمارہ 25 پڑھا جس کے تمام مضامین ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ خاص طور پر احمد شہریار شہیدؒ سے متعلق نظم پسند آئی۔

☆محمد اسد خانزادہ ...... نوابشاہ

شمارہ 25 پڑھا جو بہت اچھا تھا۔ تمام مضامین اچھے تھے۔ یہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے، جس کا میں شدت سے انتظار کرتا ہوں۔ اگر ماہوار کردیں تو بہتر ہوگا۔

☆محمد اویس ...... چندر کے راجپوتاں

شمارہ 25 پڑھا، بہت اچھا لگا۔ واللہ الطاہر پڑھ کر دل کو سکون آجاتا ہے۔ میرے دوست کہتے ہیں کہ رسالے تو بہت پڑھے ہیں لیکن الطاہر اپنی مثال آپ ہے۔

☆محمد نواز جوکھیو ...... ٹنڈو الہیار

الطاہر کا شمارہ 25 خرید کر پڑھا۔ دل کو سکون حاصل ہوا۔ الطاہر اوپن فورم کا سلسلہ اچھا ہے۔ پہلی مرتبہ خط لکھ رہا ہوں۔

☆محمد عرفان ...... منڈی بہاءالدین

الطاہر کا شمارہ 25 نظروں سے گذرا۔ تمام مضامین پسند آئے۔ خصوصاً کرامات فاروق اعظمؓ، شہادت حضرت امام حسینؓ بہت پسند آئے۔ برائے مہربانی حضرت محبوب سجن سائیں کی کوئی تحریر ضرور شائع کیا کریں۔

☆فرحان احمد ...... قاضی احمد شہر

نیا شمارہ پڑھا۔ ملفوظات پیر مٹھا، کلام غفاریہ اور دیگر مضامین بہت پسند آئے۔ برائے مہربانی رسالہ کو ماہانہ کردیں۔

☆ثروت مختار ...... چندر کے راجپوتاں

شمارہ 25 پڑھا۔ پہلے کی طرح اس کا ایک ایک لفظ ہیروں جیسا ہے۔ رسالہ پڑھنے سے دل کو سکون مل جاتا ہے اور ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔

☆محمد رفیق مغیری ...... بھاگ بلوچستان

ایک دوست سے الطاہر مانگ کر گھر لے آیا اور مطالعہ کیا تو بے حد پسند آیا۔ تمام مضامین تعریف کے لائق ہیں۔ خصوصاً درس قرآن، درس حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، سفرنامہ حجاز وغیرہ بہت اچھے لگے اور انعامی مقابلہ تو جریدہ کی جان ہے۔ میں الطاہر کا مستقل قاری بننا چاہتا ہوں۔ کیا طریقہ کار ہے۔

☜بھائی محمد رفیق مغیری صاحب، رسالے کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ رسالے کی فہرست والے صفحہ پر درج ترسیل زر کے پتے پر مبلغ -/35روپے منی آرڈر کردیں۔ آپ کو گھر بیٹھے ہر تین ماہ بعد ایک شمارہ مل جایا کرے گا یعنی ایک سال کیلئے آپ الطاہر کے ممبر بن جائیں گے۔ ☚

☆مبارک علی ...... من خان کلپنی 18 میل موری

تازہ شمارہ پڑھا بہت اچھا لگا۔ پڑھنے سے دل کو سکون ہوا۔ دینی مسائل کا سلسلہ دوبارہ شروع کردیں تاکہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔

☆سمیع اللہ مغل ...... ضلع نوشہرو فیروز

الحمد للہ تعالیٰ شمارہ 25 پڑھا۔ بہت پسند آیا۔ درس قرآن، عرس مبارک کا آنکھوں دیکھا احوال، درس حدیث، ملفوظات پیر مٹھا، کلام غفاریہ، شہادت، حضرت امام حسینؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بلکہ پورا رسالہ ہی بڑے شوق اور غور سے پڑھا۔

☆محمد اویس اسماعیل بوزدار ...... ٹنڈو الہیار

الطاہر کا نیا شمارہ پڑھا۔ سارے مضامین بے مثل بے مثال تھے۔ اے الطاہر تیری کیا تعریف کروں بس میں یہی کہوں گا

تجھ سے محبت تجھ سے چاہت ہماری
ہم ناقصوں پر ہے سب سے زیادہ عنایت تمہاری
تبلیغ میں تعلیم میں ہر کامیابی کے راز میں
اصلاح میں وہ کتابوں میں زیادہ کرامت ہے تمہاری

محترم قارئین! اکثر احباب نے الطاہر کو ماہانہ کرنے کی فرمائش کی ہے۔ تو جناب عرض یہ ہے کہ فلوقت ایسا کرنا ممکن نہیں ہے جیسے ہی اس قسم کے حالات ہوئے تو انشاءاللہ آپ کا پیارا الطاہر ہر ماہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ -ادارہ

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

نتیجہ ذہنی آزمائش نمبر 53

درست جوابات

۱- علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ۔

۲- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں۔

۳- ذات الجیش کے مقام پر۔

۴- حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔

۵- نصیبہ بنتِ کعبؓ۔

۶- حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔

۷- ہد ہد، چیونٹی، ابابیل، شہد کی مکھی۔

۸- استنبول۔

۹- حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ۔

۱۰- حضرت خواجہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ۔

ایک غلطی کرنے والے احباب کے نام

چندر کے راجپوتاں: ثروت مختار، محمد انور، یٰسین۔

اوکاڑہ: محمد ہمایوں تصور، اعظم، امجد، وحید۔

حیدرآباد: عبداللطیف عباسی، علی شیر، ابوبکر، رابعہ۔

ٹنڈو الہیار: محمد اویس اسماعیل بوزدار، شکیل۔
محمد حفیظ اجمل بوزدار، وسیم۔

درست جوابات بھیجنے والے قارئین

سرگودھا: ماسٹر جام محمد، حافظ منیر احمد، رفاقت علی، بشریٰ، اسرار۔

سرہاری: غلام سرور بروہی، منیر احمد، ذوالفقار خان۔

چندر کے راجپوتاں: محمد نعیم مراد، محمد اسلم، محمد اکرم، خالد پرویز۔

کراچی: قرۃ العین حبیب، جمیل خان، طارق، ثمینہ مختار، نسیم احمد۔

میانوالی: محمد رمضان، محمد طفیل، محمد سرور۔

پھلرواں: محمد ارشد، غضنفر علی۔

حب بلوچستان: نیاز احمد، سعیدہ بلقیس، سلمان خان۔

کنڈیارو: مقصود احمد عباسی، غلام قادر، نظیر، محمد اکرم، محمد اسماعیل۔

کندھ کوٹ: ابوالبشریٰ، کریم بیگ، شکیل احمد۔

منڈی بہاؤالدین: محمد عرفان۔

فیصل آباد: حامد یٰسین، محمد اشفاق، محمد وقاص، محمد عباس کول۔

لاہور: وسیم جمیل، رضوان اختر، ظفر، اقبال، زاہدہ۔

ٹنڈو الہیار: عبدالشکور، عبدالغفور، اشرف، فاروق، رمضان۔

بھلیر: غضنفر علی۔

انعام یافتہ خوش نصیب

محمد طاہر ولد محمد بوٹا (ظفروال، فیصل آباد) نے بذریعہ قرعہ اندازی کتاب ''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ'' حاصل کی۔

نوٹ: قارئین حضرات بزم الطاہر، انعامی سلسلے اور مضامین کے لئے علیحدہ علیحدہ کاغذ استعمال کریں۔ ورنہ آپ کی تحریر ضایع ہوسکتی ہے۔ نیز آئندہ ڈاک لفافہ -/4 روپے والا بھیجیں ورنہ آپ کا خط ضایع ہوجائے گا۔ ادارہ

www.zikar.com
جماعت اصلاح المسلمین

مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر 54

محترم قارئین! مقابلہ ذہنی آزمائش حسب سابق ملا جلا ہے۔ یعنی زیادہ تر سوالات رسالے میں سے لیے گئے ہیں اور چند ایک رسالے کے علاوہ ہیں۔ آپ اپنے ذہن کو آزمائیں اور درج ذیل سوالنامے کے جوابات مؤرخہ 15 ستمبر 2001ء تک ادارے کو ملنے چاہئیں۔ مکمل درست جواب بھیجنے والے کسی بھی ایک ساتھی کو بذریعہ قرعہ اندازی قیمتی کتاب کا تحفہ دیا جائے گا۔ دیر سے آنے والے جوابات شاملِ مقابلہ نہ ہوں گے۔ ادارہ

سوالنامہ

سوال 1: طائف شہر میں کونسا قبیلہ آباد تھا؟

سوال 2: توحید کا کیا مطلب ہے؟

سوال 3: سعیر سے کیا مراد ہے؟

سوال 4: بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے آخری نبی کا نام بتایئے؟

سوال 5: اسلام قبول کرنے والوں کو منافقین کس نام سے پکارتے تھے؟

سوال 6: اُم المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی بہن کا نام بتایئے؟

سوال 7: سب سے پہلے کس نے اور کب آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر پر گنبد تعمیر کروایا؟

سوال 8: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک کہاں واقع ہے؟

سوال 9: وضو توڑنے والی چیزیں کونسی ہیں؟

سوال 10: شعر مکمل کریں اور شاعر کا نام بتایئے:

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی

توجہ فرمائیں

اگر آپ صرف کوپن بھیجتے ہیں یا بغیر کوپن کے جوابات بھیجتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں مقابلے میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ ایک کوپن صرف ایک ساتھی استعمال کرسکتا ہے۔ فوٹو کاپی قبول نہیں کی جائے گی۔ ادارہ

کوپن ذہنی آزمائش مقابلہ نمبر 54

نام: ________________ ولدیت: ________________

پتہ: ________________________________

____

www.zikar.com

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی بے دینی و الحاد کی شب تاریک نے جہان فانی کو اپنی آغوش میں لے لیا تو کوئی نہ کوئی مرد قلندر اپنے کردار کی کرنوں سے سنہرے افکار کے اجالوں سے سویرا کرنے کے لئے مردہ تاریک دلوں کو اپنے فیضان نظر سے زندہ روشن بنانے کے لئے اللہ رب العزت کے فرمان سے تشریف لے آیا۔

دنیا انہیں اولیاء کرام اور صوفیائے عظام کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضرت سیدنا بہاؤ الدین نقشبندی بخاریؒ، حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ علیہم اجمعین ایسی ہی چند شخصیات کے نام ہیں۔

فیض محمدی کے یہ چشمے اب بھی جاری ہیں۔ اولیاء کاملین اپنی نظر رحمتؐ سے اب بھی مردہ دلوں کو جلا بخشنے کے لئے موجود ہیں۔ ایسے ہی ایک کامل ولی مجدد دوراں خطۂ سندھ میں تشریف فرما ہیں۔ جن کی صحبت بابرکت میں آنے سے لاکھوں مذہب سے ناآشنا، مغربی تہذیب کے دلدادہ، فاسق و فاجر بھی دیندار متقی پرہیزگار بن گئے۔ بزرگوں کی بابرکت صحبت اور نورانی توجہ سے بے شمار لوگ ہر قسم کی برائیوں سے تائب ہو چکے ہیں۔ آپ کی توجہ کا اثر ہے کہ کوئی کیسا بھی نشہ کرنے والا ہو نیا یا پرانا، آپ اسے چھوٹی الائچی دم کر کے دیتے ہیں اور ذکر قلبی کا وظیفہ عنایت فرماتے ہیں ذکر کرنے اور الائچی استعمال کرنے سے بآسانی نشہ سے تائب ہو جاتا ہے۔

یہ شخصیت سندھ کے مشہور و معروف بزرگ صاحب الفیض والفضیلت حضرت علامہ مولانا محمد طاہر صاحب نقشبندی مجددی، بخشی، غفاری مدظلہ العالی کی ہے۔ آپ کی نورانی نظر کا منہ بولتا ثبوت وہ بستیاں ہیں جہاں نظام مصطفیٰ ﷺ عملاً نافذ ہے۔ سو سے زائد گھروں کی یہ بستیاں دربار اللہ آباد شریف کنڈیارو، ضلع نوشہرو فیروز، فقیر پور شریف متصل رادھن اسٹیشن ضلع دادو اور طاہر آباد شریف چار کی ننڈو الہیار ہیں۔ ان بستیوں کے رہنے والے مرد و خواتین پانچ وقت کے نمازی بلکہ تہجد گذار ہیں۔ ہر شخص حضور ﷺ کی پیاری سنتوں ڈاڑھی مبارک، دستار، مسواک بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں پابندی کرنے والا ہے۔ شادی ہو یا غمی کوئی خلاف شرع کام نظر نہ آئے گا۔ بلکہ آج کے دور کے مشکل ترین فریضے شرعی پردے کی مکمل پابندی کی جاتی ہے۔ (دربار اللہ آباد شریف پر ہر اسلامی ماہ کی ۲۶، ۲۷ اور فقیر پور شریف میں ۱۰، ۱۱ تاریخ کو جلسہ ہوتا ہے)

یہ ہے نظام مصطفیٰ کی جیتی جاگتی مثال جسے دیکھ کر دل واقعی گواہی دیتا ہے کہ یہ کام ولی کامل کے سوا کوئی نہیں کرسکتا کیوں نہ ان کی صحبت بابرکت سے اپنے دلوں کو روشن کریں اور سکون قلبی جیسی نعمت حاصل کرسکیں۔ روحانی طلبہ جماعت، جماعت اصلاح المسلمین، جمعیت العلماء روحانیہ، جمعیت طلباء عربیہ روحانیہ انہی بزرگ کے صحبت یافتہ افراد پر مشتمل تنظیمیں ہیں جو خالصتاً للہ بغیر کسی طمع و حرص کے اس پیغام کو عام کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس عظیم نعمت کو حاصل کرنے کے لئے اولیاء کرام کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لیے اور اس آفاقی و روحانی پیغام کو عام کرنے کے لئے مندرجہ بالا تنظیموں کا ساتھ دیں۔